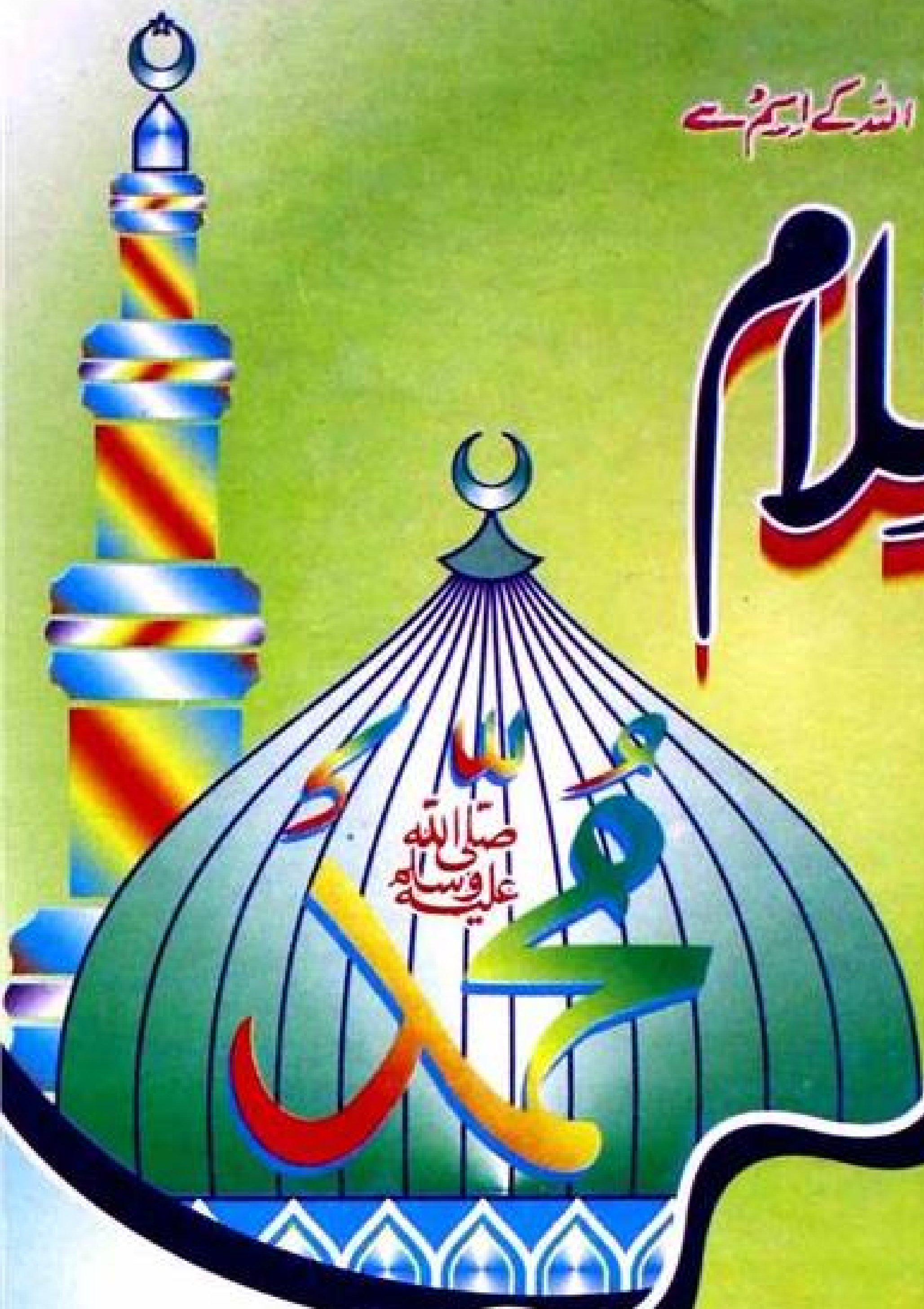
اللہ کے اسم سے

داعیِ اسلام



کلامِ معرلتے اُردو

مُحرّر

ص علیِ ص

کمال دارالرسائل نہرولی ہٹوا۔ دودھارا

باسمہ تعالیٰ

داعیِ اسلام

بے نقطہ کلام ـــــــ شاہنامۂ اسلام

صادق علی صادق دریابادی بستوی

اڈیٹر ماہنامہ نقوش حیا بستی

ناشر

خالد کمال اشاعت گھر لہرولی بازار ہٹوا

بستی۔ یوپی

اور کیا پیشِ کشِ بارگہِ عالی ہو
چشمِ آلودۂ حسرت میں گہر رکھتا ہوں

صادق

اِظہار حقیقت

گرامی قدر جناب مولانا محمد ولی رازی کی کتاب "ہادی عالم" دارالعلوم دیوبند میں اس وقت نظر نواز ہوئی جب میں دارالعلوم کے ایک نمائندہ اجتماع میں شرکت کے لئے گیا ہوا تھا اور برادرم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کے کمرہ میں مقیم تھا مولانا موصوف نے فرمایا تم "ہادی عالم" کو نظم کردو۔ میں نے عرض کیا انشاءاللہ کوشش کروں گا۔ گھر واپسی کے بعد سوچا کہ اس کتاب کو حفیظؔ مرحوم کی شاہنامۂ اسلام کے اسٹائل پر لانا چاہئے تاکہ یہ غیر منقوط شاہنامہ اسلام ہوجائے۔ چنانچہ اللہ کا نام لے کر بیٹھ گیا اور قلم اٹھالیا۔ اولاً قدم قدم پر رکاوٹوں کے باعث کئی دفعہ ہمت پست ہوئی مگر قدرت کی چارہ سازی اور اعانت ہر دشوار گزار موڑ پر کام آئی اور اس کارِ مشکل کا ہر ایک مرحلہ خدا خدا کرکے ختم ہوا اور کتاب اشاعت پذیر ہوکر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

کون نہیں جانتا کہ اردو زبان میں منقوط الفاظ و حروف زیادہ اور غیر منقوط کم ہیں یا یوں کہئے کہ اٹھارہ حروف کے علاوہ باقی سب منقوط ہیں، تمام ضمیریں

بیشتر حروف جار، شرط و جزا کے حروف، منفی حروف اکثر مصادر و افعال اسی طرح جمع کے الفاظ سب منقوط ہی ہیں جن سے بے نیاز ہو کر میدان تحریر میں ایک قدم چلنا بھی امر مشکل ہے۔ اس کا اندازہ اس راہ کا راہرو ہی لگا سکتا ہے ان تمام دشواریوں کے باوجود میں نے ہمت کی اور قدرت کی اعانت کام آتی گئی، آخر وہ دن بھی دیکھنا نصیب ہوا کہ غیر منقوط شاہنامۂ اسلام کے ۱۶۵ صفحات آپ کے ہاتھوں میں دے کر منھ دکھانے کے لائق ہوا اور اسم با مسمیٰ ثابت ہوا ورنہ اس طرح کی باتیں دوران تحریر بہت سننے میں آئیں کہ " ارے یہ تو بلا وجہ کا پروپیگنڈہ ہے "۔

بہت سے احباب کا کہنا تھا کہ " ی " کے نیچے دو نقطے ہوتے ہیں اس کا کیا کریں گے کیوں کہ " ی " سے دامن چھڑانا ناممکن ہے بہت سے احباب " لئے " کی " ے " کے نیچے دو نقطہ لگانے پر مصر تھے حالانکہ وہی حضرات سے، کے، ہے، کی، ہی، رہی، ہہی، گھی وغیرہ الفاظ کی (ی، ے) کے نیچے دو نقطہ دینے کو تیار نہیں تھے، آخر کیوں ؟ کیا " لئے " کی (ے) کا حکم کچھ الگ ہے ؟ یہ ایک طرح کی زبردستی تھی ورنہ " لئے " کی یا کے نیچے دو نقطے " ہمزہ " کے باوجود ایک مہمل اور غلط بات تھی " ی " کے نیچے دو نقطوں کی بات دراصل یا، کے شوشوں کے لئے ہے تاکہ با، تا، ثا وغیرہ کے شوشوں سے اسے ممتاز کیا جا سکے جیسے لیا، دیا وغیرہ الفاظ ہیں اور لئے کی ہمزہ کے باوجود نیچے دو نقطوں کا استعمال اگر مناسب ہے یا کوئی جدت ہے تو مائل، گھائل، مسائل، سائل، گئے وغیرہ ایک نہیں سینکڑوں الفاظ ایسے ہیں جہاں ہمزہ کی جگہ نقطہ کا استعمال ہونا چاہئے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور نہ ہونا چاہئے

اسی طرح نون اور نون غنہ کا معاملہ بھی ہے کیوں کہ " نون غنہ " اور " نون "

میں یہی فرق ہے کہ نون غنہ کے بیچ نقطہ نہیں ہوتا اس لئے نون غنہ بھی غیر منقوط حروف میں شمار ہوگا۔ "ٹ" کے (ط) کے بارے میں بات چلی مگر مہمل اور بے کار کیوں کہ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ "ط" چار نقطوں کی جگہ پر ہے تو (ط) چار نقطوں کا بدل ہی تو ہوا جو نقطہ کی شکل چھوڑ چکا ہے اور بدل ہی دراصل مقصود ہوتا ہے اس لئے "ط" کا شمار بھی غیر منقوط حروف میں ہوگا۔

یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی ضروری ہے کہ جب غیر منقوط الفاظ کے معاملہ میں اردو تنگ داماں ہے تو ضرورت پڑنے پر لازمی طور پر دوسری زبانوں کے غیر منقوط الفاظ استعمال میں لانے پڑیں گے اب وہ الفاظ مشکل بھی ہو سکتے ہیں اور غیر فصیح اور نامانوس بھی، اگر اس طرح کی مجبوریاں نہ ہوتیں تو غیر منقوط اردو نظم کا کام اتنا مشکل ہی کیوں ہوتا؟ علاوہ ازیں اردو ہی کب مستقل زبان ہے کہ دوسری زبانوں کے الفاظ کا استعمال قابل اعتراض بن جائے اردو خود ہی کئی زبانوں کا ایک معجون مرکب ہے، پھر بھی میں نے ہندی اور مقامی بولیوں کو بھی استعمال کر کے کلام کی سادگی و برجستگی، سلاست و روانی کو برقرار رکھنے کی مسلسل اور مکمل کوشش کی ہے، اس کا فیصلہ قارئین خود کریں گے۔

عطر آں کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید

ایک بات یہ بھی عرض کر دینی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس وقت کتابوں کی کتابت و طباعت کا مسئلہ مجھ جیسے بے بضاعت انسان کے لئے جوئے شیر لانے سے کچھ کم نہیں ہے پھر بھی مکمل کتاب پیش کرنے کی ہمت کر رہا ہوں۔

جس طرح اردو نثر میں "ہادیٔ عالم" دنیا کا پہلا کارنامہ ہے اسی طرح "داعیٔ اسلام" بھی اردو نظم میں دنیا کی پہلی پیش کش ہے اس لئے امید کرتا

ہوں کہ یہ کتاب بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی اور بفضلہٖ تعالیٰ مقبول ہوگی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ شرف قبولیت سے نوازے اور اس گنہ گار کو "داعی اسلام" کے طفیل میں عقبیٰ کی سرخروئی عطا کرے۔ آمین

آخر میں میں اپنے ان تمام محسنین ومعاونین کا انتہائی شکر گزار ہوں جن کی تمام تر توجہ اور تعاون سے یہ کتاب اشاعت پذیر ہوئی

نیز حافظ محمد اشرف صاحب کا بھی احسان مند ہوں کہ انہوں نے باوجود اپنی تمام تر مصروفیات کے "داعی اسلام" کی کتابت کو ترجیح دیا اور کتاب وقت پر چھپ گئی اور برادرم جناب مولانا عبدالرحیم صاحب کو میں کب فراموش کر سکتا ہوں کہ انہیں کے اشارے پر مجھے اس کتاب کے لکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔

اور سب سے زیادہ تو میں مولانا محمد ولی رازی کا شکر گزار ہوں کہ ان کی کتاب "ہادی عالم" دیکھ کر میرے اندر یہ داعیہ پیدا ہوا اور مسلسل معاون ومددگار ثابت ہوئی کیونکہ الفضل للمتقدم کا سہرا انہیں کے سر ہے۔ اور آئندہ ان حضرات کا انتہائی ممنون احسان ہوں گا جو اس کتاب کی غلطیوں خامیوں، لغزشوں سے مجھے مطلع فرمائیں گے۔ واللہ المستعان

صادق علی قاسمی

تاثرات

شخصیات

اخبار

رسائل

عزت مآب جناب حکیم عبدالحمید صاحب مالک ہمدرد دواخانہ دہلی

مکرم صادق علی قاسمی صاحب ـــــــــــ وعلیکم السلام

"داعی اسلام" کا پہلا حصہ ملا۔ شکر گزار ہوں۔ آپ نے اس میں نہ صرف ایک ادبی کمال کا مظاہرہ کیا ہے۔ بلکہ ذہانت اور طباعی کا ثبوت بھی دیا ہے۔ بعض تضادات کو لے کر چلنا واقعی ایک معرکہ ہے جس کے سر کرنے پر آپ تحسین اور مبارکباد کے مستحق ہیں۔ خدا کرے آپ کی ادبی اور ملی خدمات کا دائرہ وسیع ہو۔ آمین

آپ کا مخلص

عبدالحمید

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی میاں ندوی مدظلہ

مکرمی زید لطفہ ـــــــــــ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کا مجموعۂ کلام پہنچا۔ حسب موقع اس پر ایک نظر ڈالنے کی کوشش کروں گا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ سے مفید علمی و ادبی کام لیتا رہے۔ اور بخیر و عافیت رکھے۔ والسلام

(مولانا) ابوالحسن علی ندوی

عارف باللہ حضرت مولانا قاری صدیق احمد صاحب مدظلہ

تقریباً دو سال قبل جناب محترم ولی رازی کی کتاب ہادی عالم ہند و پاک میں داد تحسین حاصل کر چکی ہے اس کے بعد ہندوستان کے مشہور عالم اور شاعر جناب مولانا صادق علی قاسمی کی کتاب "داعی اسلام" منظوم منصۂ شہود پر جلوہ افروز ہوئی۔ ولی رازی کی شخصیت اور ان کا درجۂ اولیت اپنی جگہ مسلم۔ لیکن اس حقیقت کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ "داعی اسلام" کو جو مقبولیت حاصل ہوئی وہ مقام جناب رازی کی کتاب کو حاصل نہ ہو سکا۔ ذَالِكَ فَضْلُ اللهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَآءُ

احقر صدیق احمد غفرلہٗ

خادم جامعہ عربیہ ہتھورا۔ باندہ۔ یوپی

حضرت مولانا الحاج قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور سوانح حیات پر ہر دور اور ہر ملک میں بے شمار کتابیں نظم و نثر میں لکھی گئیں، اور سیرت نبوی کے ہر پہلو پر علمی و تحقیقی انداز میں روشنی ڈالی گئی، عربی زبان میں اس مقدس موضوع پر مختلف جہات سے بے شمار کتابیں لکھی گئیں، اسی طرح ہر ملک کے علماء اسلام نے اپنی اپنی زبانوں میں اس موضوع پر اپنی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کیا۔ ویسے سیرت نگاری تیسری صدی پر مکمل ہو گئی تھی، اس کے بعد

تنوع ہوتا رہا خود ہمارے ملک میں عربی، اردو اور دیگر علاقائی زبانوں میں سیرت پر بہت سی کتابیں نظم و نثر میں لکھی گئیں۔ اب سے چند سال پہلے پاکستان میں اس موضوع پر اردو میں ایک کتاب نثر میں لکھی گئی جس میں بے نقط الفاظ و کلمات کا التزام کیا گیا ہے اور جو اپنی خاص نوعیت کے اعتبار سے بے نظیر کارنامہ شمار کی گئی اور اب ہمارے ملک میں اس سے آگے بڑھ کر اسی طرز پر ایک منظوم کتاب لکھی گئی۔

صنعتِ بے نقط میں دس پانچ سطر یا صفحہ دو صفحہ لکھنا زیادہ مشکل نہیں اور نظم و نثر میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں، مگر اس تنگ دائرہ میں رہ کر منظوم کتاب لکھنا دشوار سے دشوار تر کام ہے۔ اس کی پہلی مثال "داعی اسلام" نامی کتاب ہے جس کو دارالعلوم دیوبند کے بوریہ نشین فاضل نے نظم میں لکھا ہے۔ جس کے سامنے اردو زبان کے بڑے بڑے شاعروں اور ادیبوں کو اعتراف و عقیدت کے ساتھ سرنگوں ہونا چاہئے۔ مولانا صادق علی صاحب صادق بستوی نے یہ کتاب اس انداز میں لکھ کر جہاں اپنے لئے توشۂ آخرت جمع کر لیا ہے وہیں اردو شعر و ادب میں اپنا منفرد مقام پیدا کر لیا ہے، محبت رسول کی سچی تڑپ کا صدقہ ہے کہ انہوں نے اس مشکل ترین انداز میں عقیدت و محبت کے پھولوں کا یہ ہار تیار کیا اور سوانح نگاران رسول کے حلقہ نشینوں میں ممتاز جگہ پائی۔

میرے نزدیک اعلام و اماکن میں یہ التزام نہ ہوتا تو بھی اس صنعت پر زد نہیں پڑتی کہ ان کے بارے میں تبدیلی کا حق ہم کو نہیں پہنچتا ہے ہم نے اپنے انداز بیان میں اس صنعت کا اہتمام کیا ہے، افراد اور مقامات کے نام ہمارے دائرۂ صنعت میں نہیں آتے ہیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مولانا صادق علی صاحب کی اس سعی کو شکور فرمائے اور اس کو قبول عام و تام حاصل ہو۔

قاضی اطہر مبارکپوری

جنابَ مولانا فضیل اَحمد صَاحِب قاسِمی دَامَت بَرکاتہم

برادر مکرم جناب مولانا صادق علی صاحب ——— زید مجدکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ——— امید کہ مزاج گرامی بخیر ہوگا۔ انگلستان سے حجاز واپسی پر گنج گرانمایہ "داعی اسلام" بتوسط مولانا عبداللہ صاحب دیکھنے کو ملی۔ بے انتہا مسرت ہوئی۔ سوچتا رہا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگری میں ان کے عاشق صادق کو یہ کوتاہ بیں بے علم و عمل کس طرح مبارک باد دے۔ ۱۰ر فروری ۸۶ء کو بعد نماز فجر روضہ اقدس پر حاضر ہوا مگر اس مصرعے کے علاوہ سب کچھ بھول گیا۔

سلام اس کو کہ اک امی مگر اک ہادی کامل
مطہر اور طاہر اک رسول اک حاکم عادل

پڑھا اور نبی خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کیا آپ کا بھی اور ساتھ ساتھ مولانا عبدالحفیظ رحمانی، حافظ رشید، حافظ محمد یحیٰ، حافظ محمد اشرف اور مولانا عبدالرحیم صاحب مدظلہٗ کا بھی۔

گر قبول افتد زہے عزو شرف

یہ حقیقت ہے "داعی اسلام" مشک آں کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید کی مصداق ہے۔ اللہ شرف قبولیت سے نوازے اور حرمین شریفین

کی زیارت نصیب فرمائے۔ رفقاء کو سلام فرمائیں۔ دعوات صالحہ میں فراموش نہ فرمائیں۔ والسلام

فضیل احمد غفرلہٗ مدینہ منورہ

۱۰ر فروری ۱۹۸۶ء

حضرت مولانا عارف سراجی صاحب مدظلہٗ

ادیب شہیر، قلم کار کبیر، حضرت مولانا صادق علی صاحب قاسمی مدظلہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ــــــــــــ مزاج عالی!

آپ کی مایۂ ناز اور شاہکار تصنیف " داعی اسلام " بلا نقطہ جناب سالک بستوی کے پاس نظر نواز ہوئی مکمل سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور پھر منظوم اور بلا نقطہ انتہائی دشوار اور مشکل ہے۔

درحقیقت یہ انتہائی حیرت ناک اور نادر ترین علمی وادبی کارنامہ انجام دے کر آپ نے اردو ادب کو ہم دوشِ ثریا بنا دیا ہے آپ کا یہ عظیم ادبی کارنامہ دنیائے علم وادب میں ہمیشہ شاہکار رہے گا اور کبھی بھی بھلایا نہ جا سکے گا۔ میری قلبی دعا ہے کہ اللہ کریم آپ کے ذہن وفکر کو ہمدوشِ ثریا بنائے اور قلم حقیقت رقم کو عروج وادیِ سینا عطا فرمائے۔ آمین

عارف سراجی

نوگڈھ ۔ سدھارتھ نگر۔ یوپی

جنابِ محمد عبد الرحمٰن غضنفر الرحیم اکیڈمی کراچی. پاکستان

رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہر دور میں نت نئے انداز سے لکھی جاتی رہی ہیں اور جب تک اس دنیا کا نظام قائم ہے یہ سلسلہ برابر قائم رہے گا. نثر میں بھی سیرتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھی گئی ہیں اور نظم میں بھی لیکن اردو میں بے نقط سیرت نگاری کا آغاز جناب ولی رازی صاحب کی "ہادی عالم" سے اور منظوم سیرت نگاری مولانا صادق علی قاسمی (فاضل دیوبند) کی کتاب "داعی اسلام" سے ہوئی. اردو ادب میں یہ ایک نیا اضافہ ہے

موصوف کا یہ کارنامہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

سے بے پناہ عقیدت کا مظہر ہے جس نے موصوف کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت و شفاعت کا مستحق بنا دیا. یہ سعادت قابلِ رشک ہے

"داعی اسلام" کے مصنف محتاجِ تعارف نہیں نہایت ہی مشہور معزز ادارہ کے مستند عالم ہیں، متعدد کتابوں کے مصنف ہیں.

"داعی اسلام" ایسا شاہکار ہے جسے اہلِ علم نے بہت سراہا اور قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے جو اہلِ نظر کی نظر میں اس کی قبولیت کی بیّن دلیل ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے پاک و ہند میں قبول عام نصیب فرمائے اور مصنف موصوف کو مزید خدمت کی توفیق عطا فرمائے. آمین.

حقیر فقیر محمد عبد الرحمٰن غضنفر غفرلہٗ

صادق علی صادق صاحب نے حبِ رسولؐ میں ایک انتہائی دشوار کام اپنے ذمے لیا ہے کہ حفیظ جالندھری کے "شاہنامہ اسلام" کے طرز پر پیغمبر اسلام کی شان میں منظوم کلام بغیر نقطے کے پیش کریں۔ نقطے کے بغیر نثر لکھنا بھی "کوہ کندن" سے کم دشوار نہیں جب کہ غیر منقوط کلام نظم کرنا جوئے شیر لانا ہے۔ دور اکبری میں فیضی نے قرآن مجید کی غیر منقوط تفسیر "سواطع الالہام" نثر میں لکھی تھی۔ جسے ایک کمال سمجھا گیا تھا اور حال میں محمد ولی رازی نے کتاب "ہادی عالم" غیر منقوط نثر میں پیش کی ہے۔ مگر شعری ضرورتوں کے سبب غیر منقوط نظم کہنا حد سے سوا دشوار اور عرق ریزی کا کام ہے۔ بعض عرب شعراء نے کبھی اپنا غیر منقوط کلام پیش کر کے داد تحسین وصول کی ہے۔ اہلِ دل حب رسولؐ میں اس کٹھن میدان کو سر کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان میں صادق علی صادق صاحب کا بھی اضافہ ہے۔ انہوں نے اپنے کلام بے نقط میں عربی فارسی اور اردو کے الفاظ کے علاوہ ہندی اور کھڑی بولی کا بھی بے تکلفانہ استعمال کیا ہے۔ اس دشوار زمین میں ایک ایک قدم اٹھانا دوبھر ہے۔ مگر مصنف کی ہمت قابل داد ہے کہ انہوں نے اپنی منزل پر پہنچ کر ہی دم لیا۔ اگرچہ بے نقط کلام پیش کرنے کی دشواریوں کے سبب شعریت کافی مجروح ہوئی ہے اور اثر انگیزی میں فرق آیا ہے پھر بھی یہ ایک ایسا کارنامہ ہے جو لائق ستائش ہے اور اس کی قدر کی جانا چاہیے۔ مصنف نے کتاب میں اپنے لئے بجا طور پر یہ دعا کی ہے ۔

رسالے کو مرے مولیٰ عموم سرمدی دے دے اسے کم علم ہے مولیٰ علوم و آگہی دے دے

کتاب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، مولانا سعید احمد اکبر آبادیؒ اور ڈاکٹر محمود الٰہی زخمی صاحبان کے توصیفی پیش لفظ اور تقریظات سے بھی مزین ہے۔ الف سین میم

ماہنامہ طیّبُ دیوبند

اردو زبان میں غیر منقوط تحریروں کا زیادہ رواج نہیں رہا لیکن چند سال قبل پاکستان کے فاضل مصنف مولانا محمد ولی رازی کی تصنیف "ھادی عالم" اس سلسلہ کی اہم اور کامیاب ترین کوشش تھی۔ ولی صاحب کی یہ کتاب آج ہند و پاک میں سیرت کے موضوع پر اپنے انداز کی منفرد کوشش اور مستحسن اقدام تصور کی جاتی ہے۔

ہمارے محترم اور دارالعلوم دیوبند کے قابل فرزند مولانا صادق علی صادق قاسمی نے اس میدان میں ایک زبردست کارنامہ انجام دیا ہے۔ وہ یہ کہ انہوں نے غیر منقوط سیرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منظوم پیش کی ہے۔ بلاشبہ یہ ایک گرانقدر علمی کارنامہ ہے جو محترم صادق صاحب جیسا فاضل اور صاحب علم انسان ہی انجام دے سکتا تھا موصوف کے اس شاندار علمی کارنامے کے لئے ہمارے پاس تعریف کے الفاظ نہیں ہیں وہ قابل مبارکباد ہیں اور اس کے مستحق ہیں کہ ان کی اس کوشش کو سراہا جائے اور زیادہ سے زیادہ پھیلایا جائے۔ ہم صادق صاحب کی اس کوشش پر ناقدانہ نظر ڈالتے ہوئے اتنا ضرور کہیں گے کہ غیر منقوط کلام ہونے کی وجہ سے بعض جگہ اس کی روانی اور سلاست میں فرق آگیا ہے جو آنا ہی تھا۔ ہم طیب کے قارئین سے درخواست کریں گے کہ وہ کمال دارالرسائل لہر دلی بازار بیتوا۔ دودھارا بستی سے یہ کتاب منگوا کر ضرور اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

مِلّی ترجُمان دہلی

داعی اسلام (کلام معرائے اردو) اپنی نوعیت کی منفرد کتاب ہے۔ یہ شاعر اسلام ابوالاثر حفیظ جالندھری مرحوم کے شاہنامہ اسلام کے اسٹائل پر غیر منقوط منظوم پیش کش ہے۔ صاحب کتاب مستند اور وسیع نظر عالم دین ہیں علم و فضل کے ساتھ آپ اردو زبان کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ ان کی یہ غیر منقوط پیش کش ایسا کمال شاندار اور حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ جس کی مثال اردو زبان میں شاید ہی کہیں اور ملے۔ اس سے شاعر کی غیر معمولی ذہانت اور الفاظ ولغات کے نہایت وسیع ذخیرے پر کمال دسترس کا پتہ چلتا ہے۔ حفیظ جالندھری کی بحر (ہزج مثمن کامل) میں اس درجہ طویل نظم مختلف مضامین پر مشتمل پھر قافیہ و ردیف اور وزن و بحر کی پابندی فن شاعری کا معجزہ ہے۔

کاغذ سفید اور کـ ت قبول نظر ہے۔ کتاب فن کاروں اور ادب نوازوں کو دعوت توجہ اور التفات دیتی ہے۔

پیش لفظ و تقاریظ منقوط

۱ جناب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صدر شعبہ اردو جامعہ ملیہ نئی دلی

۲ جناب مولانا سعید احمد اکبرآبادیؒ سابق اڈیٹر ماہنامہ برہان دلی۔ و سابق پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

۳ جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خاں صاحب صدر شعبہ اردو سندھ یونیورسٹی حیدرآباد۔ پاکستان

۴ جناب پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صدر شعبہ اردو جامعہ کراچی

۵ جناب ڈاکٹر محمود الٰہی زخمی سابق صدر شعبہ اردو گورکھپور یونیورسٹی — چیرمین اردو اکادمی اترپردیش لکھنؤ

۶ جناب ناز انصاری مرحوم سابق اڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دلی

۷ قطعۂ تاریخ جناب حافظ رشید الرحمٰن رشید بستوی

عام کرنا ہے ادب کے پاک رجحانات کو
اور کرنا ہے عیاں اردو کے امکانات کو

پیش لفظ

عالی جناب ڈاکٹر گوپی چند نارنگ صاحب

صدر شعبۂ اردو جامعہ ملیہ
نئی دہلی

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تمام ہادیان و مرسلین اور انبیاء ماسلف میں برتر اور امتیازی شان کی حامل ہے کہ اس کی ذات سے وہ سر چشمے پھوٹے جو تعمیر اخلاق، حسن عمل اور خلوص عبادت کے ساتھ ساتھ پیکار حیات میں استحکام اور راسخ الارادہ رہنے کا اعلیٰ ترین معیار پیش کرتے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس نے اعلیٰ انسانیت کے وہ عملی نمونے پیش کئے جن سے انسانیت کی بقاء اور اس کی معنوی ہمہ جہتی میں دائمی اضافہ ہوا۔

حجاز کی سرزمین سے طلوع ہونے والے اس آفتاب کی روشنی سے سارا عالم منور ہوا۔ آج جب کہ چودہ صدیاں گذر چکی ہیں سیرت کے پہلوؤں پر اب بھی غور و فکر جاری ہے اور شعراء کے لئے یہ ایسا موضوع سخن ہے

جس کی جاذبیت اور دلکشی کبھی کم نہ ہوگی۔ مصنفین ماسبق نے بھی اس موضوع کے مختلف پہلوؤں کو اپنا موضوع بنایا ہے اور سیرت کا بیان مختلف اسالیب میں پیش کیا ہے ان میں سے کسی نے منظوم سیرت لکھی اور کہیں مقفع و مسجع نثر میں، کہیں ابیات و شعر میں تو نظم و نثر کے ایسے نمونے پیش ہوئے ہیں جن میں مختلف صنعتیں استعمال کی گئی ہیں، ان صنعتوں میں ایک صنعت غیر منقوط بھی ہے، یہ حقیقت ہے کہ صنعت غیر منقوط کا استعمال بہت کم ہوا ہے خواہ نثر میں ہو یا نظم میں، عربی کے اکثر شعراء نے قصیدے کی صنعت میں سیرت کا بیان کیا ہے، بعض شعراء کے اشعار مختلف صنعتوں پر مشتمل ہیں اور ہر شعر میں نئی صنعت استعمال ہوئی ہے، ان شعراء میں صفی الدین الحلی (متوفی ۷۵۱ھ) ابن جابر اندلسی (ولادت ۶۹۸ھ) اور زین الدین آثاری (متوفی ۸۲۸ھ) قابل ذکر ہیں۔ زین الدین آثاری کے چند قصائد سیرت کے بیان میں ایسے ہیں جن کا ہر شعر ایک نئی صنعت کا شاہکار ہے، مدنی کی کتاب "انوار الربیع" ہے۔ چھ جلدوں پر مشتمل اس کتاب میں تمام تر ایسے قصائد کی شرح ہے جو رسول اکرم کی سیرت و شمائل پر مشتمل ہے، اس میں مختلف صنائع کے ساتھ صنعت غیر منقوط بھی استعمال کی گئی ہے عربی میں فیضی کی تفسیر قرآن "سواطع الالہام" بھی غیر منقوط نثر کا اچھا نمونہ پیش کرتی ہے۔

اردو نثر میں غیر منقوط لکھی گئی محمد ولی رازی کی کتاب "ہادی عالم" ابھی حال میں شائع ہوئی ہے، زیر نظر کتاب "داعی اسلام" کے مصنف نے در اصل اسی کتاب سے تحریک لی ہے لیکن غیر منقوط نظم میں لکھنے کا حوصلہ اور اس کی تکمیل بجائے خود ایک کارنامہ ہے اس لئے کہ اردو حروف تہجی

میں غیر منقوط الفاظ کم اور منقوط زیادہ ہیں۔ اس کے باوجود مصنف نے اس کتاب میں اپنے علم، زبان اور تبحر علمی کا ثبوت دیا ہے۔ شاعر نے عربی و فارسی کے علاوہ ہندی اور مقامی بولیوں کے الفاظ بھی ایسی چابک دستی سے استعمال کئے ہیں جو اس نظم کے مزاج سے اس طرح ہم آہنگ ہو گئے ہیں کہ کہیں جھول محسوس نہیں ہوتا اگرچہ دو ایک جگہ ان کا استعمال کھٹکتا ہے پھر بھی کلام کی سادگی اور سلاست و روانی میں کہیں فرق نہیں آتا۔

سیرت پاک کے بیان میں اس کے جملہ لوازم کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ عقیدت کی راہ میں شاعر نے ان تمام پہلوؤں کو پیش نظر رکھا ہے جو اس کے حفظ ما تقدم میں جائز ہے۔ "داعی اسلام" کو سلام پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سلام اس کو کہ اک امی مگر اک ہادی کامل
مطہر اور طاہر اک رسول، اک حاکمِ عادل

اس میں تمام حقائق کا بیان ہے اور کہیں شاعرانہ تعلی کا گمان نہیں ہوتا لیکن نعت کے طور پر شعر دل کو کھینچتا ہے۔ مکہ کا ماحول، رسول اللہ کے گھر کا ماحول، مولود مسعود، ہادی اسلام کے گرامی اسماء، میں شاعر نے عقیدت سے کام نہیں لیا ہے بلکہ حقائق کا بیان کیا ہے لیکن اسلوب کی دل فریبی نے اسے عقیدت سے قریب کر دیا ہے۔ "داعی اسلام کی عروس مکرمہ" کے ذیل میں ایک شعر دیکھتے چلئے۔

رسول اللہ کے اطوار عمدہ کی رہی گھائل
ہوا دل اس کا ہادی کی عروسی کے لئے مائل

اس میں تغزل بھی ہے اور بیان واقعہ بھی۔ یہ مثالیں کتاب کے پہلے

حصہ ”داعی اسلام کا دور اول“ سے پیش کی گئی ہیں۔ کتاب کا دوسرا حصہ رسول اللہ کے مکی دور پر مشتمل ہے، وحی اول کی آمد کے بعد سے تبلیغ اسلام کے سلسلے میں پیش آنے والی تمام صعوبتوں کا ذکر اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنے مقاصد میں کامیابی اور دیگر قبیلوں کے قبول اسلام کے بیان پر مشتمل ہے اور دونوں ہی حصوں میں جہاں ایک طرف صنعت غیر منقوط افضلیت رکھتی ہے وہاں دیگر صنعتیں بھی استعمال کی گئی ہیں دیگر نقطوں کی احتیاط سے چند مفاہیم مغلق بھی ہوتے ہیں اس کے لئے مصنف نے حواشی لکھ دیتے ہیں۔ قرآن کی سورتوں کا بھی بیان ہوا ہے جس سے اس بیان میں حسن پیدا ہو گیا ہے۔ غرض اردو میں اس قسم کی کوشش اردو کے لئے فال نیک ہے جس کی ہمت افزائی ہونی چاہئے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ کتاب تکمیل کے بعد اپنی نوعیت کی ایک ممتاز کتاب ہوگی۔

گوپی چند نارنگ
جامعہ ملیہ اسلامیہ
نئی دہلی

تقریظ

جناب مولانا سعید احمد اکبر آبادی مرحوم سابق اڈیٹر ماہنامہ برہان دہلی وسابق پروفیسر مسلم یونی ورسٹی علی گڑھ

مولانا صادق علی صاحب مستند اور وسیع النظر عالم دین ہیں۔ نہایت ذہین اور طباع ہیں۔ علم وفضل کے ساتھ اردو زبان کے بلند پایہ ادیب اور شاعر بھی ہیں، آپ کے مقالات اور نظمیں ملک کے مؤقر رسائل و جرائد میں شائع ہو کر ارباب علم ونظر سے داد تحسین وستائش حاصل کرتے رہتے ہیں۔ یہ تو سب کچھ تھا ہی آپ نے ابھی حال میں اپنے ایک ایسے کمال کا مظاہرہ کیا ہے جو نہایت عجوبہ اور حیرت انگیز ہے اور جس کی مثال آج دنیائے ادب میں شاید ہی کہیں اور ملے اور وہ یہ ہے کہ کم وبیش دو سو صفحات میں آپ نے حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کی بحر (ہزج مثمن کامل) میں ایک منظوم سیرت نبوی لکھی ہے اور لطف یہ ہے کہ پوری نظم از اول تا آخر صنعت غیر منقوط میں ہے۔ اس درجہ طویل نظم مختلف مضامین پر مشتمل پھر قافیہ وردیف اور وزن وبحر کی پابندی اور بایں ہمہ یہ التزام کہ کہیں ایک نقطہ بھی نہ آئے اس کو فن کا معجزہ نہ کہئے تو اور کیا کہیے؟ جب تک الفاظ ولغات کے نہایت وسیع ذخیرے پر کمال دسترس نہ ہو اور ساتھ ہی طبیعت معمولی طور پر اخاذ اور رسا نہ ہو اس معجزۂ فنی کا ظہور

نہیں ہو سکتا، اس لئے اس کارنامے کی جتنی بھی تحسین کی جائے کم ہے۔

ایک زمانہ تھا کہ سلاطین اور امراء صنائع و بدائع کے قدرداں تھے اور عوام و خواص میں بھی ان چیزوں کا مذاق عام تھا اس لئے ارباب ادب و انشار ان میدانوں میں طبع آزمائی کرتے اور اپنے اپنے کمالات فن کا مظاہرہ کر کے اس کی داد پاتے تھے، چنانچہ جب فیضیؒ نے "سواطع الالہام" کے نام سے غیر منقوط تفسیر قرآن مجید لکھی تو اس کی دھوم مچ گئی اور دربار اکبری میں اس پر تحسین و آفریں کے پھول نچھاور کئے گئے لیکن سلطنتوں کے خاتمے کے ساتھ فن بدائع و صنائع پر بھی زوال آگیا اور اب ہمارے زمانے میں تو اس کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہا۔

مولانا صادق صاحب کی ہمت اور حوصلہ قابل داد ہے کہ آپ نے کتاب لکھ کر اس فن کو حیاتِ نو بخشی ہے اور یہ ثابت کر دیا ہے کہ جو کام متقدمین نے کیا ہے اسے متاخرین بھی کر سکتے ہیں۔ امید کہ مولانا کی یہ سعی مشکور ہوگی۔

سعید احمد اکبرآبادی
سابق چیئرمین شیخ الہند اکادمی دیوبند
سہارن پور۔ یوپی

تقریظ

عالی جناب ڈاکٹر محمود الٰہی صاحب صدر شعبۂ اردو گورکھپور یونیورسٹی

مولانا صادق بستوی سے ذاتی واقفیت کا شرف مجھے حاصل ہے، وہ عالم ہیں اور عمل نے ان کے علم کو وقار بخشا ہے، وہ ظاہری شان و شوکت کو خاطر میں نہیں لاتے۔ وہ سادگی کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور یہی سادگی ان کی شخصیت کا جوہر ہے۔

مولانا صادق شعر گوئی سے شغف رکھتے ہیں۔ شعر کے ذریعہ وہ اپنے جذبات و خیالات کا اظہار بھی کرتے ہیں اور ملک و قوم کی خدمت بھی کرتے ہیں۔ ان کا مجموعہ کلام حال ہی میں شائع ہوا ہے جسے حسن قبول حاصل ہو رہا ہے۔ اب ان کی ایک طویل نظم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و شخصیت پر "داعی اسلام" کے نام سے شائع ہو رہی ہے۔

مجھے ہر وہ تحریر اچھی معلوم ہوتی ہے جس میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت و سیرت کا ذکر ہو، اس طرح جب مولانا صادق بستوی کی داعی اسلام کے مطالعے کا شرف مجھے حاصل ہوا تو اس نے میرا دامن دل کھینچ لیا۔

شاعری میں صنائع کا استعمال کوئی نئی بات نہیں لیکن ان کا بھرم اسی وقت تک قائم رہتا ہے جب تک یہ "آمد" کے دائرے میں رہیں۔ "آورد" سے صنعتوں کا خون ہو جاتا ہے۔ اردو میں ایسی تحریریں بہت کم ملتی ہیں جو "صنعتِ تعطیل" کا حق ادا کرتی ہوں۔ صنعتِ تعطیل اکثر "آورد" کے خانے میں چلی جاتی ہے۔ مولانا صادق بستوی اس فن کے رموز و نکات سے واقف ہیں اور خوشی کی بات ہے کہ انہوں نے صنعتِ تعطیل کے وقار میں اضافہ کیا۔

امید ہے کہ مولانا صادق بستوی کی اس فکری کاوش کو قبول عام ملے گا۔

محمود الٰہی (صدر شعبۂ اردو)
گورکھپور یونیورسٹی گورکھپور
۲۶ مارچ ۱۹۸۵ء

تقریظ

عالی جناب ناز انصاری مرحوم سابق اڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ نئی دہلی

معرکہ آرا، کلام

مذکورہ بالا عنوان سے میں نے صادق بستوی صاحب کی نقل کرنے اور ان کی زیر نظر "داعی اسلام" پر اظہار خیال کی کوشش کی تھی مگر ولی رازی اور صادق بستوی صاحب کو منہ چڑھانے کی یہ کوشش کامیاب نہ ہوئی اور یہ مشکل تمام پانچ چھ سطریں لکھ کر ان دونوں بزرگوں کے تبحر علمی کا اعتراف اور ان کے عشق رسول کو خراج عقیدت پیش کرتا ہوا تھک ہار کر بیٹھ گیا اور یہ سوچا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ "کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھولا"، میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اول تو ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

دوم یہ کہ جس درجہ کا عشق رسول یہ دونوں بزرگ رکھتے ہیں میں اس سے محروم ہوں ورنہ میں ہرگز ہرگز ناکام نہ ہوتا۔ نثر ہو یا نظم بے نقطہ لکھنا بلا شبہ ایک معرکہ آرا کلام ہے اسی مناسبت سے میں نے اسے "معرکہ آرا، کلام" کہا ہے۔

نثر میں بھی چند سطور نہیں پوری کتاب لکھنا اور ہر واقعہ اور ہر شخصیت کے حالات جن میں سے کسی کا بھی نام شاید بے نقطہ نہ ہوگا کماحقہ قلم بند کرنا اب اگرچہ ناممکن تو نہیں لیکن بے حد مشکل تو ضرور ہے، اس کا اندازہ ان چند سطور سے کیجئے۔ مولانا محمد عثمان نے مولانا ولی رازی کی بے نقطہ کتاب سیرت "ہادی عالم" کے مقدمہ میں لکھا ہے۔

"اس (عربی) زبان میں ایک ایک مفہوم کو ادا کرنے کے لئے بیسیوں الفاظ موجود ہیں اس لئے اس میں غیر منقوط الفاظ کی تلاش آسان ہے اس کے برعکس اردو زبان اول تو عربی کے مقابلہ میں یوں بھی بہت تنگ دامن ہے پھر اس کا صرفی ڈھانچہ کچھ ایسا ہے کہ اس میں نقطوں سے صرف نظر کرلیا جائے تو تقریباً چوتھائی صیغوں سے ہاتھ دھونے پڑتے ہیں"

نظم کرنا اور وہ بھی ایک خاص صنف اور لہجہ میں جو ابوالاثر حفیظ جالندھری کے "شاہنامہ اسلام" کا اسٹائل ہو یقیناً معرکہ آرا ہی نہیں تاریخی کام ہے جو نہ اردو زبان و ادب میں گراں قدر اضافہ ہے بلکہ دنیا میں ناموری سے زیادہ توشہ آخرت اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت اور دربار رسالت میں عز و شرف کا موجب بھی ہوگا۔ انشاء اللہ

نعت گوئی اصناف شاعری میں سب سے مشکل ہے اس لئے کہ نعت کہنے والا ایک ایسے "پل صراط" سے گذرتا ہے جس کو تنبیہ کی گئی ہے۔

با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار

نعت اس ذات اقدس کی شان میں ہوتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے اِنَّ اللہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا

جس پر خالق کائنات وملائکہ درود وسلام بھیجتے ہیں اس کی تعریف وتوصیف کرتے ہیں اور جو وجہ تخلیق دوعالم ہے اس کی جتنی چاہے تعریف و توصیف کیجئے مگر حدِ ادب مقرر ہے، عشق رسول اور جذبۂ ایمانی سے سرشار ہوکر آپ نعت گوئی کے لئے قلم اٹھائیں تو آپ دیوانہ وار، قلم برداشتہ نہیں لکھیں گے، آپ اس مقام تک جا سکتے ہیں جو کفر واسلام اور شرک و توحید کی سرحد ہے۔ اس لئے نعت گو شاعر پر اوزان و بحور ہی کی پابندیاں ہی عائد نہیں ہیں بلکہ اسلام کی عائد کردہ پابندیاں بھی ہیں، ان میں صادق صاحب نے تیسری پابندی اور شامل کرلی ہے کہ انہوں نے صنعت غیر منقوط اختیار کی۔

مختصر یہ کہ صادق صاحب کی یہ کتاب "داعی اسلام" کئی ایک ایسے اوصاف کا مجموعہ ہے جنہوں نے اردو ادب کو ایک گنج گرانمایہ عطا کیا ہے۔ خدا کرے ان کی یہ کتاب قبولیت عامہ کی سند حاصل کرے۔ آمین۔

نازؔ انصاری

اڈیٹر روزنامہ الجمعیۃ دہلی

تقریظ

شیخ طریقت جناب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خان صاحب

ایم اے ایل ایل بی پی ایچ ڈی ڈی لٹ صدر شعبہ اردو

سندھ یونیورسٹی حیدرآباد سندھ پاکستان

محترم صادق دریاآبادی کی کتاب "داعی اسلام" نظر سے گزری جو غیر منقوط حروف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے واقعات پر مشتمل ہے بہت سے حضرات نے اس کتاب پر تقریظیں لکھی ہیں۔ راقم الحروف بھی یہ چند سطور لکھنے کی سعادت حاصل کرنا چاہتا ہے۔

کتاب میں تین فصلیں ہیں۔ (۱) داعی اسلام کے اول احوال (۲) داعی اسلام کا نکی دور (۳) اعلائے اسلام کا دور۔ ان تمام واقعات کو نظم کرنا اور وہ بھی غیر منقوط حروف میں محدود کرنا کوئی آسان کام نہیں۔ اس سے پہلے مولانا ولی رازی نے "ہادی عالم" نام کی کتاب غیر منقوط حروف سے سیرت نگاری کی تھی۔ وہ اپنی جگہ ایک عظیم کارنامہ ہے لیکن صادق صاحب کا بھی یہ کارنامہ لائق صد تحسین و تبریک ہے انہوں نے جگہ جگہ وضاحتی حواشی بھی دیتے ہیں جن سے کتاب کی افادیت بڑھ جاتی ہے۔ اور اپنے مشکل کام کو آسان انداز بیان کے ساتھ پیش کر کے قارئین کو زیادہ سے زیادہ مستفیض کرنا چاہا ہے۔ میری دلی دعا ہے کہ اس کار خیر کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچائیں اور فلاح دارین حاصل کریں۔

فقط ۔ احقر غلام مصطفیٰ خان

تقریظ

پروفیسر ڈاکٹر سید محمد ابوالخیر کشفی صدر شعبۂ اردو جامعہ کراچی، پاکستان

اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں کچھ لکھنا اور اسلامی اقدار وضابطۂ حیات کی تشریح و توضیح کی کوشش کسی مسلمان ادیب اور شاعر کے لئے معراجِ قلم ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عہد مبارک سے اُن کی مدح وثنا کا جو سلسلہ شروع ہوا وہ آج تک جاری ہے۔ ہر وہ زبان جس کے وسیلے سے مسلمان شاعروں نے اپنا اظہار کیا ہے، اپنے دامن میں نعت کی صنف ضرور رکھی ہے اور اس صنف کی وسعتوں میں برابر اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی طرح سیرت نگاری ہمارے ادب کی ایک مستقل صنف ہے۔

اردو شاعری کے دکنی دور ہی سے ہماری زبان سرورِ کائنات وسرورِ دین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر سے جگمگا رہی ہے، مولود نامے، معراج نامے، اور نعتیں بہت سے شاعروں نے لکھیں۔ معجزات بھی نظم کئے گئے۔ بعض شاعروں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کو بھی نظم کیا ہے۔ ہمارا دور خاص طور پر اپنی نعتیہ شاعری کے ذخیرہ پر ناز کرسکتا ہے۔ کیفیت و کمیت دونوں اعتبار سے۔

جناب ص علی ص (صادق علی انصاری قاسمی بستوی) کی کتاب "داعی

اسلام" اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ ان سے پہلے حفیظ جالندھری "شاہنامہ اسلام" میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک اور مقدس زندگی اور عظیم کارناموں کو نظم کر چکے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کا یہ بھی ایک فیضان ہے کہ مثنوی اپنی سات مقررہ بحروں کی آہنی گرفت سے آزاد ہوگئی اور ادائے مطالب کے لئے شاعروں کو طویل تر بحروں کو اختیار کرنے کی آزادی نصیب ہوگئی۔ جناب ص علی ص نے بھی اس آزادی سے فائدہ اٹھایا ہے اور شاہنامہ اسلام کو اپنے سامنے رکھا ہے۔

دوسری طرف انہوں نے ایک نئی پابندی اپنے لئے اختیار کی۔ انہوں نے رسول اللہ علیہ وسلم کی اس منظوم سیرت میں صنعت غیر منقوط کی پابندی کی ہے اُن سے پہلے حضرت راغب مرادآبادی غیر منقوط نعتیہ مجموعہ پیش کر چکے ہیں اور مولانا محمد ولی رازی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اسی پابندی کے ساتھ اردو نثر میں حضرت ختمی مرتبت محمد مصطفےٰ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت تحریر کی ہے۔ محمد ولی رازی صاحب کا یہ کارنامہ ص علی ص صاحب کے سامنے رہا ہے بلکہ انہوں نے اسی کتاب کو اپنے سامنے رکھ کر اسے نظم کیا ہے۔ اس حقیقت کا اظہار ان کے قلم سے کتاب کے شروع میں ملتا ہے۔

صنعت غیر منقوط کو آپ لزوم مالایلزم قرار دے سکتے ہیں۔ لیکن اس سے ایک طرف تو شاعر کی قدرتِ بیان کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف اس کے بہانے وہ سرورِ دیں صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں لکھنے اور الفاظ و بیان کا انتخاب کرنے میں زیادہ وقت صرف کرتا ہے۔ یوں یہ لفظی التزام دینی افادہ اپنے دامن میں رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسی پابندیوں سے حسنِ کلام اور ابلاغ دونوں پر اثر پڑتا ہے۔ مگر بہ قول غالب۔ ع

رکتی ہے مری طبع تو ہوتی ہے رواں اور

جناب ص علی ص نے دیوار میں در پیدا کر ہی لیا اور حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات والتحیات کے ذکر گرامی کی ضوفگنی و نور پاشی اس کتاب کو منور کر رہی ہے۔ اگر شاعر نے ناموں کے سلسلہ میں اس صنعت (غیر منقوطہ) کی پابندی نہ کی ہوتی تو بعض مقامات کی تفہیم قاری کے لئے آسان تر ہوتی اور نظم کی تاریخیت مستحکم تر ہو جاتی۔ اس پابندی کی وجہ سے انہوں نے غزوۂ بدر کو اسلام کا معرکۂ اول لکھا ہے اور غارِ حرا کو کھوہ لکھنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

اس طویل نظم کے تمام حصوں میں اچھے اور رواں اشعار ملتے ہیں اور یہ بھی صاحبِ کوثر صلی اللہ علیہ وسلم کا فیض ہے کہ سنگلاخ مقامات سہل ہو گئے ہیں اور پتھروں میں پانی کا سراغ ملتا ہے۔ حمدِ الٰہی کے سلسلہ میں یہ شعر ملاحظہ ہو جو حسنِ تکرار کی بہت اچھی مثال ہے اور ایک لفظ کے تغیر نے معنویت کا جادو جگایا ہے ؎

اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ سرمدی ہو گا
اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ آگہی ہو گا

اہلِ اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم (ہجرت حبشہ) اور "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وداعِ مکہ کا حکم" میں واقعاتی پہلو سلیقہ سے آگئے ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے گھر سے چلے جانے کا علم مشرکین مکہ کو ہوا تو۔

سحر کو اک صدا آئی کھڑے ہو کس لئے لوگو!
ہوئے راہی رسول اللہؐ اک عرصہ ہوا لوگو!

داعیِ اسلام کا دوسرا حصہ غالباً ابھی شائع نہیں ہوا ہے ویسے حصۂ اول

میں مدنی زندگی کے کئی ابواب اور غزوات کا ذکر آچکا ہے۔ اگر دوسرا حصہ ہندوستان میں شائع ہوچکا ہے تو امید ہے کہ الرحیم اکیڈمی کراچی بھی اسے جلد ہی شائع کردے گی۔

اللہ سے دعا ہے کہ وہ شاعر کی اس کاوش اور ناشر کی سعی و کوشش کو قبول فرمائے اور انہیں اچھے دینی و دنیوی ثمرات عطا فرمائے۔ آمین

سید ابوالخیر کشفی۔ کراچی
پاکستان

داعیِ اسلام

کلام معرائے اُردو

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کی عمرِ گرامی کے
مکمل احوال و اعمال

ص عَلِی ص

کمال دارالرسائل لہروَلی ہٹوا

دودھارا

محرر در حصہ محرر مصور

در مرحلۂ اول ——— دس سو

در مرحلۂ دوم ——— دس سو

در مرحلۂ سوم ——— سہ دس سو

سالِ صدور ——— سنہ ۱۹۹۳ء

مُحَرِّر ——— داعی اسلام

مُحَرَّر ——— ص علی ص

دام ——— اک سو ساٹھ

صادر ——— ص علی ص

کمال دارالرسائل هروی

ہٹوا۔ دودھارا

اللہ کے اسم سے

مرحوم والد مکرم ــــــــ کہ

والد مرحوم ہی کی مسلسل سعی اور سراسر آمادگی
سے اس دکھی، اگر دا گرد آلام سے محصور اور مالی
آسودگی سے محروم مرد کو حصول علم کا محل و مورد ملا
اور مسلسل ٹھوکروں کو سہ کر اکمال علم کر سکا اور
آگے کی اُور رواں دواں ہے۔

اور اس گھڑی اس عاصی کو کلام معرائے
اردو سے مرصع داعی اسلام کے احوال کی محرری
کے اہم و اعلیٰ کام کے لئے مساعی کا اطہر حصہ
عطا ہوا۔ اللہ اس اطہر سعی کو دوام عطا کرے اور
والد مرحوم کو دار السلام (اللہ اسی طرح کرے)

ص علی ص

لہرولی۔ہٹوا۔ دودھارا

رسالے کو مرے مولا! عمومِ سرمدی دے دے
اسے، کم علم ہے، مولا! علوم و آگہی دے دے

احوال کی مکمل لسٹ

کلامِ اوّل

ولی کی "ہادیِ عالم" ملی اک علم والے سے [1]
ملا اک حوصلہ دل کو مِرے اسکے مطالعے سے

ملا اک حوصلہ دل کو، ملمع کر دوں مصرعوں سے
معرّیٰ اس رسالے کو، مرصّع کر دوں مصرعوں سے

مسلسل اس کی سطروں کو کلامِ مصرع [2] ور کر لوں
اسے سرگم کا دے کر راگ، ہر راہی کا دل ہر لوں

رہا احساس کم علمی کا گو اس کام کے آگے
ہوا آمادہ دل، اللہ کے اکرام کے آگے

---

[1] برادر مکرم جناب مولانا عبد الرب صاحب سابق صدر مدرس مدرسہ وصیۃ العلوم کنڑجا۔ بستی

[2] کلامِ مصرع ور یعنی کلام منظوم۔ "مصرعوں" اور "مطالعہ" کا "ع" لکھنے میں آئے گا پڑھنے میں نہیں جیسے خود اور خویش کا واو ہے۔

لفظوں کے آخر میں "ی ے" پر نقطوں کا استعمال بے معنی ہے جیسے لئے کی یا پر لوگ نقطہ لگا دیتے ہیں حالاں کہ "سے کے" کی وغیرہ پر نقطہ نہیں لگاتے، الفاظ کے درمیان باتا یا وغیرہ کا شوشہ یکساں ہوتا ہے اس لئے ہر ایک کے اظہار کے لئے نقطہ لگایا جاتا ہے، اسی طرح نون غنہ کا حکم "ن" سے جدا اور الگ ہے یعنی نون غنہ نون نہیں ہے ۔ صادق

مرصّع مصرعوں سے، احوالِ ہادی کی کلاکاری
اساس سعی لاحاصل کی ہے، دراصل معماری
سہارے ہے مگر اللہ کے ہر کام مسلم کا
کرم اللہ کا اک حلِ محکم ہے، مسالم کا
ارادے کو اگر محکم ہے، مالک دے گا آگاہی
مراحل رہ کے طے کرے گا، گر ہے حوصلہ، راہی
لگا راہِ گراں سے ہوں، کرم کے ہی سہارے سے
اساس اس کی ہے رکھی ٹھوس و محکم راڈو گارے سے
مرصّع مصرعوں سے مسطور ہوں احوال ہادی کے
مرصّع مصرعوں سے معمور ہوں احوال ہادی کے
مکمل سعی ہے، سارا کلام اک راس ہو سادہ
ہر اک اہلِ مطالعہ اس کا ہو دلدار و دلدادہ
مکمل سعی ہے، مصرعے رواں ہوں سہل ہوں سارے
کلاموں کے دگر مصرعوں کو ہر اک مصرع للکارے
مکمل سعی ہے، مصرعوں کے کلمے کارآمد ہوں
مکمل سعی ہے، آورد سے ہٹ کر وہ آمد ہوں
لکھاوٹ ہے[1] اگر مصرعوں سے عاری سہل ہے لوگو
اگر ہو سعی کامل، کوئی اس کا اہل ہے لوگو

---

[1] مسلسل سطروں سے مراد اردو نثر کو لیا گیا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ غیر منقوط اردو نثر سے اردو نظم مشکل تر ہے اہلِ علم اور اہلِ فن اس کا اندازہ خود لگا سکتے ہیں۔ صادق

مگر مصرعوں کی حامل عسر کی اک عام گھاٹی ہے
وہ مولیٰ کی مسلسل حاملِ اکرام گھاٹی ہے
کرم کا، رحم کا، اس کی عطا کا، کل سہارا ہے
مدد اللہ کی گر ہے، مکمل کام سارا ہے
عُلُوحاصل وِلی کو ہے معریٰ کارِ اُردو کا
ملا اس عاصی کو حصہ معلیٰ کارِ اردو کا
مرصّع مصرعوں کا کار اہم، اک کارِ اعلیٰ ہے
محرّر کے گلے اک سعیِ لاحاصل کی مالا ہے
ملا "ہادیِ عالم" سے مگر اک حوصلہ ہم کو
ملا "ہادی عالم" سے مکمل ولولہ ہم کو
دعا گو ہوں وِلی کے واسطے ہر گاہ، ہر لمحہ
سہارے کام ہے اللہ کے، ہر گاہ، ہر لمحہ
عطا اللہ کر دے، ہے دعا امدادِ الہامی
مکمل کر دے اس کم علم کا احساس اسلامی
رسالے کو مرے مولا، عمومِ سرمدی دے دے
اِسے کم علم ہے، مولا، علوم و آگہی دے دے

ص علی ص
لہرولی۔ ہٹوا۔ دودھارا

حمدِ الٰہ

ملا اللہ کے رحم و کرم سے حوصلہ ہم کو
ملا اس کی عطا سے عمر کا اظہر صلہ ہم کو

اُسی کے رحم سے معمور ہے معمورۂ عالم
اُسی کے رحم سے مسرور ہے معمورۂ عالم

اُسی کے رحم سے معمور ہے ہر کام عالَم کا
اُسی کے رحم سے معمور ہے ہر کام آدم کا

اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ سرمدی ہوگا
اُسی کے رحم سے حاصل سرورِ آگہی ہوگا

اُسی کے رحم سے اِکمال ہوگا اِس رسالے کا
اُسی کے رحم سے اِہمال ہوگا اِس رسالے کا

اُسی کے رحم سے ہوگا کمالِ عمدگی حاصل
اُسی کے رحم سے ہوگا کمالِ سادگی حاصل

اسی اللہ کے رحم و کرم کا اک سہارا ہے
وہی اللہ واحد، مالک و مولا ہمارا ہے

دعا ہے، رحم کر مولا، اسے احساسِ اظہر دے
کہ اس عاصی کو آگاہِ کمالِ آگہی کر دے

دورِ اول

رسول اللہ صلی اللہ علی رسولہٖ وسلم کی عمرِ اول کے سارے احوال

داعیِ اسلام کو سلام

سلام اس کو کہ اس کا ہر عمل وحیِ الٰہی ہے
سلام اس کو کہ اس کا کلمہ گوہر مور و ماہی ہے
سلام اس کو کہ اسرارِ الٰہی آسرا اس کا
سلام اس کو مکارِہ[1] سے رہائی مُدعا اُس کا
سلام اس کو رہا اس کا معلّم داورِ عالم
سلام اُس کو عُلومِ وحی اس کا مدرسہ ہم دم
رہا رحم و کرم اور صلۂ رحمی دار و مدار اُس کا
علوم و آگہی کی درس گاہِ عام گھر اُس کا
سلام اس کو کہ اس کا عدل کرسی، درسِ اللّٰہی
سلام اس کو کہ اس کا اِسم اک وردِ سحرگاہی
سلام اس کو کہ محکومِ عمل ہر دہر و مہ اس کا
علومِ وحی کا اول رہا گھر، درس گہہ اُس کا
سلام اس کو کہ اک اُمّی مگر اک ہادیِ کامل
مُطَہَّر اور طاہر، اک رسول، اک حاکمِ عادِل

---

[1] مکارہ مکروہ کی جمع ہے (برائیاں)

سلام اس کو کہ وہ اک مصلح و ماوائے عالم ہے
سلام اس کو کہ وہ علم و حِکَم کا کوہِ محکم ہے

سلام اس کو کہ معمارِ حرم[1] کی وہ دعا ٹھہرا
دعاؤں کا وہ عالَم کی مسلسل مدعا ٹھہرا

سلام اس کو کہ اس کا اِسم احمد وحی سے آئے
سلام اس کو کہ روح اللہ[2] اس کی اطلاع لائے

رہا آکر ہی وہ موعود لمحہ اسمِ احمدؐ سے
ہوئی معمور، ہاں مکہ کی وادی اُس کی آمد سے

مَاحول مکّہ

رہے مکہ کے سارے لوگ سالوں سے عدو ہو کر
رہے وہ معرکہ آرا لڑائی کے گرُو ہو کر

رہے مملوک مٹی کے گڑھے سارے الہوں کے
رہے راہی وہ ہٹ دھرمی و گمراہی کی راہوں کے

رہی معمول واں لوگوں کا لاعلمی و مکاری
حسد، دھوکہ دہی، مسلک رہا لوگوں کی سرداری

رہا اک دوسرے کے واسطے وہ دَور دکھ دائی

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام [2] حضرت جبریل علیہ السلام

رہا اک دوسرے سے وہ لڑائی کے لئے ساعی
رہا ہر گام وہ مسرور محروموں کی آہوں سے
رہا ہر گاہ کوسوں دور ہمدردی کی راہوں سے
اکھاڑہ ہی رہا اعداء گری کا عام گھر اُس کا
لڑائی در لڑائی سے رہا حالِ دگر اُس کا

رسول اللہ کے گھر کا ماحول

مگر ہادیِ اکرم ؐ کے رہے سردار گھر والے
حرم کے دادرس، دکھ درد، دل دادہ و رکھوالے
رہا ہمدردی و سادہ دلی کا گھر کا گھر حامل
رہا کرم و عطا ہر آدمی کا کام الحاصل
مکارہ سے عموماً دور گھر والے رہے سارے
لئے آرام و سکھ لوٹے وہاں آ کر لٹے، ہارے
رہے کرم و عطا و حلم سے سالار مکہ کے
رسول اللہ کے گھر والے رہے سردار مکہ کے

داعیِ اِسلام کے دادا

اُدھر مولودِ احمدؐ سے ملے[4] اسرارِ مکہ کے
رسول اللہ کے دادا[1] کو، ہاں، سردارِ مکہ کے
ملی دادا کو اول اطلاع آبِ[2] مُطہّر کی
رہی مسدود صدہا سال سے ہر راہ اس در کی
رہے محروم اس سے دوسرے، مکہ کے "ہم[3]" والے
رہے محروم اسرارِ الٰہی سے وہ "دم" والے
رہا ہادیِ اکرم ہی کے دادا کی مساعی کا
عمل سارا مطہر ماء کے گڑھے کی کھدائی کا
سلوک عمدہ رہے ہر طور سے ہادی کے دادا کے
رہے مداح سارے لوگ اِس کردارِ سادہ کے
کئی سالوں اُدھر ہی آمدِ ہادیِ اطہر سے
ملائکہ کے لوگوں کو سدا آرام اُس گھر سے

---

[1] یعنی حضرت عبدالمطلب [2] ماء زمزم [3] ہم والے وہ لوگ ہیں جنہیں اپنی عظمت و ثروت پر ناز تھا۔ [4] یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت سے قبل کے اسرار آنحضور کے دادا کو ملے۔ مثلاً انہوں نے چاہ زمزم کے بارے میں خواب دیکھا کہ اسے کھودو وہ حاجیوں کو سیراب کرے گا اور وہ اس جگہ ہے کہ جہاں لال چونچ والا کوا کریدتا رہتا ہے۔ (طبقات ابن سعد)

عطاؤں سے مسلسل اہلِ مکہ کو لگا ہو گا
کوئی امرِ اہم اس گھر کے لوگوں کو عطا ہو گا

رہے مداح صدہا لوگ گرد اگرد کے سارے
رسول اللہ کے گھر کی عطا و رحم کے مارے

عطاؤں سے مسلسل، راہ کُل ہموار کر ڈالی
رہی ہر رائے داد کی رسول اللہ کے عالی

رہا معلوم کس کو اِس مکرّم گھر سے اٹھے گا
علومِ وحی کا دُرِ کرم اس دَر سے اٹھے گا

رہا معلوم کس کو آکے دَمکا دے گا وادی کو
رہا معلوم کس کو آکے مہکا دے گا وادی کو

دعاؤں سے وہ عالَم کی، رہا مسعود سال آکر
دلِ عالم کو گرما دے، رہا اُس کا مآل آکر

اِک حاکمِ حاسد کا حملہ

رسول اللہ ﷺ کی آمد کے سال اِک حاکمِ حاسد[۱]
ہوا راہی حَرَم کی دُوڑ لے کر عسکرِ واحد

ارادے سے حَرَم کو ڈھا کے وہ مسمار کر ڈالے
کہ محرومِ حرم مکہ کو وہ مکّار کر ڈالے

---

[۱] ابرہہ جس نے مکہ مکرمہ پر چڑھائی کی تھی۔

حسد مردود کو طاری ہوا اللہ کے گھر سے
رہی ہے ڈہ اسے گہوارۂ اکرام واطہر سے

ہوئی اک صومعہ کی حکم سے حاکم کے معماری
لگی مکروہ لوگوں کے دلوں کو اس کی مکاری

ہوا اس حکم سے کوئے حرم کا کوئی دل دادہ
کسی امرِ مکارہ کے لئے معمور و آمادہ

رسائی کر کے حاصل سعی کو حاکم کی للکارا
ہوا آلودہ کوڑا و کرکٹ صومعہ سارا

حسد کی آگ سے وہ مطلع ہو کر دہک اٹھا
ارادے سے کرے حملے کے، وہ لے کر کمک اٹھا

رکا اک مرحلہ حرم مکرم کے ادھر آکر
کہا اموال[1] کل لے لو دلِ عسکر کو گرما کر

رہے مامور حاکم کے رہا کس کو کہ دم مارے
کئی اموال مکہ کے اڑا کر لے گئے سارے

ہوا معلوم حال اس امر کا ہادی کے دادا کو
گئے حاکم کی موردگاہ لے کر اِس ارادہ کو

کہ ہم کو مال کُل لوٹے ہوئے لاکر کے لوٹا دو
ہمارا مال ہے سارے کا سارا ہم کو دلوا دو

---

[1] اموال سے مراد یہاں وہ اونٹ ہیں جن کو ابرہہ نے پکڑوا لیا تھا اور وہ اونٹ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب سردار مکہ کے تھے۔

کہا، ہوں، مطلع، سردار، صالح، حوصلہ ور ہے
ہوا معلوم وہ حرص و ہوا کا، آہ، مصدر ہے
رہی ہے آس ہم کو، مدعا اس کا حرم ہوگا
وہ صالح ہے، کہاں اموال کا اس کو الم ہوگا
کہا، اے حاکم وارد حرم اللہ کا گھر ہے
وہی حامی حرم کا، حاکمِ اعلیٰ سراسر ہے
ہے وعدہ اُس کا، اعداء کو وہ اِس سے دور رکھے گا
حرم اللہ کا گھر ہے، اُسے معمور رکھے گا
رسول اللہ کے دادا سوئے کوہِ حرا آئے
دعا مولا سے کی رو کر کہ وہ کوئی مدد لائے
ہوا حکم الٰہی طائروں کے دَل کو، مل سارے
کہ مٹی کے ڈلوں سے، وہ مسلح دَل کو آ مارے
مآلِ کار معمولی ڈلے گولی کے کام آئے
ہوئے رسوا، حسد کی آگ سے گل سڑ گئے ہائے
رسول اللہ کی آمد سے ادھر کا دَورِ الحاصل
عموماً ہی رہا اس طرح کے احوال کا حامِل

مَولودِ مَسعُود

ہوئے والد اُدھر ہادی کی آمد سے عدم راہی
رہا رحم و کرم اللہ کا اک ماں کا ہمراہی

سحر ہے سوم کی، ہے ماہ سوئم، ماہ کی دس دو[۱]
ہوئی ہادیِ کل کی آمدِ مسعود اے لوگو

مآلِ کار، لوگو! آ رہا مسعود وہ لمحہ
ہری ہو گود ماں کی، آ رہا محمود وہ لمحہ

ملا ہے عہدۂ "لولاک" اُس ولد مکرّم کو
ملا ٹوٹے دلوں کا اک سہارا اہلِ عالَم کو

سحر ہو کر رہی اس طرح عالم کی مرادوں کی
کلی کھِل کر رہی محروم لوگوں کے ارادوں کی

کھلی دل کی کلی، گمراہ لوگوں کو ملا داعی
ملا محروم کو والی، ملا گلّے کو اک راعی

ہوئی سرد آگ دہکی، رُودِ ساوہ رک رہا اُس دم[۲]
محل کسریٰ کا مولودِ مُطہّر سے گرا دھم دھم

---

۱ دوشنبہ کی صبح سال کا تیسرا مہینہ یعنی ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو آپ کی ولادت باسعادت ہوئی
۲ ملک فارس کے آتش کدہ کی آگ جو ایک ہزار سال تک جلتی رہی بجھ گئی اور فارس ہی کا ایک دریا، بحر ساوہ خشک ہو گیا اور ایران کے شاہ کسریٰ کے محل میں اسی وقت زلزلہ آیا اور محل کے چودہ کنگرے گر پڑے۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

دعاؤں کا وہ معمارِ حرم کی مُدعا محکم
ہوا ہر درد کا درماں، ہمارا ہادیِ اکرم

ہادی اسلام کے گرامی اسماء

حمل کے مرحلے سے ہی رہا اکرام احمدؐ کا
ہوا اُمِ رسول اللہ کو الہام[1] احمدؐ کا
ہوا معلوم روح اللہؑ سے احمدؐ کی آمد ہے
ہوا معلوم ہادی سے مرا ہی اسم احمدؐ ہے
کہ احمد ہوں[2]، رسول ملحمہ ہوں اور ماحی ہوں
محمدؐ ہوں، رسول اللہؐ، اسرارِ الٰہی ہوں
لکھا ہے داورِ عالم کا رکھا اسم احمد ہے
رکھا[3] دادا کا مروی ہے کہ وہ اسمِ محمدؐ ہے
لگا اسمِ محمدؐ، اسمِ اطہر اور لوگوں کو
ملا اسمِ گرامی اس طرح سے اور لڑکوں کو

---

[1] حضرت جعفر محمد بن علی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ کو دورِ حمل میں الہام ہوا کہ پیدائش کے بعد اس بچے کا نام احمد رکھنا [2] حضرت جبیر بن مطعم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد ہوں، ماحی ہوں، احمد ہوں، رسول ملحمہ ہوں (طبقات ابن سعد) [3] دوسرے بہت سے علماء سے منقول ہے کہ محمد اللہ کا رکھا

(بقیہ حاشیہ صفحہ پر)

دائی اسلام کی دائی ماں

رہا اِس رسم کا مکہ کا ہر سردار دل دادہ
ملے مولود کو سادی ہوا، ماحول اک سادہ

حوالے ہو وہ دائی کے رہا اس کا ہر اک حامل
ہوا طے ہو کسی دائی کی گود اِس ماہ کو حاصل

لکھا ہے، سعد[1] کا اک کارواں وارد ہوا آکر
حوالے کر دے اُس کے ہر کوئی مَولود کو لا کر

وَلد مکّہ کے سرداروں کے اس کو مل گئے سارے
مگر دائی رہی اک سعد کی محروم لڑکے سے

ہراساں ہو کے دَر دَر کی گدائی سے وہی دائی
وَلد کا آسرا لے کر، رسول اللہ کے گھر آئی

(بقیہ حاشیہ صہ) ہوا نام ہے۔ کچھ اہل علم کی رائے ہے کہ اس دور کے اہل علم سے معلوم ہوا کہ مکہ کی وادی میں ایک رسول آنے گا جس کا نام محمد ہوگا تو لوگوں نے بہت سے لڑکوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا۔ (ابن سعد) [1] قبیلہ بنو سعد کی عورتیں شیر خوار بچوں کو لینے کے لئے مکہ آئیں انہیں سرداروں کے بچے مل گئے لیکن دائی حلیمہ کو کوئی بچہ سرداروں کا نہیں ملا کہ اس سے کچھ یافت ہو سکے۔ اولاً آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ نے اس کے بعد ابولہب کی کنیز ثوبیہ نے دودھ پلایا اس کے بعد یہ دولتِ خداداد حضرت حلیمہ سعدیہ کو نصیب ہوئی۔ (سیرت مغلطائی)

ہوا معلوم اُس کو گھر رسول اللہ کے آنے سے
کہ اس گھر کا وَلَد محروم ہے والد کے سائے سے
معاً دائی اُٹھی کہ راستے لے لے مرد سے آ کر
کہا! دے گی کہاں سے مال اُس لڑکے کی ماں لاکر
ہوتے ہمراہ ہر دو کِس لئے اِس کا اَلم کھاؤ؟
رہے محروم، ہم آ کر، اُسی لڑکے کو لے آؤ
ہوا گھر کے لئے لڑکوں کو لے کر کارواں راہی
اُسی لڑکے کو لے کر کارواں کے ہو لو ہمراہی
اٹھی دائی، کہا اُمِّ رسول اللہؐ سے آ کر
کہ اے مولود کی ماں ہم کو دو مولود کو لاکر
کھُلی سادہ ہوا کے واسطے اک گاؤں کی ہم دَم
حوالے ہو کے دائی کے رہے سرکار دو عالم
حوالے کر کے ماں اُس ماہِ کامل کو، دُکھی ہو کر
دعا گو ہے، مرے مَولا! رہے لڑکا سُکھی ہو کر
اِدھر لَوٹی وہ دائی ماں، دُرِ اطوار کو لے کر
رسولِ ہر دو عالم، حاملِ اسرار کو لے کر
اسی دائی سے مَروی ہے، ہوئے ہم گاؤں سے راہی
سواری آگئی رُک رُک کر، گئے آگے کو ہمراہی
مگر مَولود کو لے کر اُدھر سے لَوٹ کر آئے
سواری ہو گئی اُس دم ہَوا مسرور گھر آئے
سوا مسرور گھر لَوٹے وہ دائی ماں کے ہمراہی

مگر معلوم کر کے حال گھر کا گھر ہوا ڈاہی
ہوا معمورۂ رحم و کرم اس گاؤں کا گھر گھر
ہوا محسوس لوگوں کو، وَلَدْ ہے اسعد و اطہر

ملائکِ دو عددؔ آئے

گئے دور اک سحر اس گاؤں والے گھر سے دائی کے
مگر دائی کا اک لڑکا رہا ہمراہ داعی کے
وہاں اللہ کے مُرسَل ملائک دو عدد آتے
لِٹا کر صدر اطہر سے کوئی ٹکڑا اٹھا لاتے
کوئی کالا سا حصہ دور ڈالا صدر سے لا کر
وہ ہمراہی ڈرا، دی اطلاع دائی کو، گھر آ کر
وہاں دوڑی گئی اور ہادی اکرم کو لے آئی
ملال اس کو ہوا اِس امر سے اور ڈر گئی دائی
ڈری اس طرح کہ راہی ہوئی مکہ کی وادی کو
کہا! صدمہ کا ڈر ہے اِس لئے لائی ہوں ہادی کو
ہوئی معلوم رودادِ ملائک ماں کو دائی سے
کہ لڑکے کو رکھو دُور اک سال اور مائی سے
رہے اک سال گھر دائی کے، ماں کے حکم کی رُو سے

رہا مل کر حلیمہ دائیؔ کے گھر سے گھر کو دادا کے
ملا دودھ اس طرح دائیؔ کا اس عالم کے ہادی کو
مکمل رائے سے ماں کی مسلسل سال دو اور دو
الگ ہو کر وہ دائیؔ ماں سے آئے لے کے دل سادہ
رہا اس گاؤں کا ہر آدمی ہادی کا دل دادہ
اُسامہ سے ہے مروی وحی اول کے اُدھر دائیؔ
رسول اللہؐ محروموں کے والی سے ملی، آئی
عروس[1] رحم دل کی رائے سے ماں کو اوائی دی
سواری اک لدے اموال کی دے کر وداعی دی
وہ دائیؔ ماں! اٹھے اکرام کو اُس کے مرے ہادی
وہ دائیؔ ماں ردا اُس کے لئے لا کر کے ڈالوادی
رہی داعی کی ہمدردی سدا دائیؔ کے اُس گھر سے
رہا اک سلسلہ دکھ درد کے درماں کا دَر دَر سے

---

[1] حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

ماں کے سائے سے محرومی

ہوئی عمرِ رسول اللہ دو کم آٹھ سال آ کر
ملا دے، ماں کو کھٹکا، اہلِ گھر سے گھر اُسے لا کر
ہوئی راہی اُحُد کی دُور، گھر والوں کے مِصر[1] آئی
ملے گھر والوں سے ہادی، ملی گھر والوں سے مائی
وہاں اک ماہ رہ کر گھر کے پھر دو ماہ لوٹ آئے
کہ ماں کے دل کے ٹکڑے، ماں کے وہ ہمراہ لوٹ آئے
مگر اک مرحلہ[2] مکہ کے آگے رک گئے ہر دو
ملا مولیٰ کا حکمِ راہیِ ملکِ عدم ماں کو
وہی ہے مرحلہ، آئی گئی اک گھر کی رہ ماں کی
وہی ہے مرحلہ اک، دائمی آرام گہ ماں کی
اُدھر والد مرے آگے رسول اللہ کے آنے سے
اِدھر محروم کم عمری سے ہادی، ماں کے سائے سے
سہارا مادی ٹوٹا ہر اک سردار عالی کا
سہارا گھر ہوا دادا کا اِس معصوم سالی کا
مرے ھادی کے اول ہی سے دلدادہ رہے دادا
سدا آرام و سکھ کے واسطے ساعی و آمادہ

---

[1] یثرب (مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)   [2] مقام ابواء

داعی کے دادا کی مرگِ کھدائی

مرے ہادی رہے دادا کے گھر ہر مرحلہ سکھ سے
مساعی سے رہے وہ دور دادا کی ہر اک دکھ سے
ہوا امرِ الٰہی، واسطے اللہ ہو اُس کے
سہارا ما دی ٹوٹے، وہی ہمراہ ہو اس کے
ہوا آ کر کھڑا وہ لمحۂ موعود دادا کا
ہوا امرِ الٰہی آہ، دادا کے اعادہ کا
علی کے والد و عمِّ رسول اللہ کو دادا[1]
ہوتے واصی رہو ہر گام اس لڑکے کے دلدادہ
مدد اس کی کرو، آرام و سکھ اس کو دوامی دو
سگی اولاد کا دو حوصلہ ولدِ گرامی کو
رہی کل عمر اسّی اور دو ھادی کے دادا کی
گئی ملکِ عدم کو روح اُڑ کر مردِ سادہ کی
رسول اللہ کو گھر عمِّ رسول اللہ لے آئے
سگی اولاد کہہ کر، ڈٹ کے اعدا سے وہ ٹکرائے
ہوئی احوال سے عمِّ رسول اللہ کو آگاہی
کہ اس لڑکے کا ہے اللہ ہر ہر گام ہمراہی
اہم کاموں کو سارے کر کے ھادی کے حوالے سے
رہے وہ کامگار احساس کے اس ٹھوس آلے سے

---

[1] حضرت ابوطالب

عمِ رسولؐ کے احوال کم مالی

ہوا محروم مکہ اس طرح دادا کے سائے سے
ہوتے سردار، عمِ داعیِ اسلام، مکہ کے
رہے محروم وہ آسودگی سے اُس گھڑی مالی
مگر عمِ رسول اللہ مکہ کے ہوتے والی
ہوئے وہ مال لے کر دوسرے اَمصار کو راہی
ہوئے مالی کسی اک کارواں کے آکے ہمراہی
مگر دوری کہاں عمِ محمدؐ کو گوارہ ہے
"محمدؐ" علم ہے، سارے سہاروں کا سہارا ہے
ہوئے اِس واسطے کر کے رسول اللہ کو ہمراہی
رسولوں کی سدا آرام[1] گہہ کی دور وہ راہی
رکا وہ کارواں اُس راہ کے اک مرحلہ[2] آکر
وہاں اک عالمِ[3] وحیِ رسول اُس سے ملا آکر
کہا ! ہمراہ کوئی کارواں کے مرد ہے صالح
کہ محروموں کا حامی، حاملِ دکھ درد ہے صالح
ہوا اک لمحہ وہ رک کر رسول اللہ کے آگے
کہا ! لڑکے کا والد ہے کہاں ؟ کوئی اُسے لادے

---

[1] ملک شام [2] مقام تیما [3] بحیرہ راہب

ہوا معلوم لڑکے کا ولی وہ عمِ مرسل ہے
وہی اس کا سہارا، حامی و ہمدردِ کامل ہے

ہوا معلوم لڑکا سارے عالم سے عُلو ہوگا
وہاں لڑکے کا حاسد ہو کے، اسرائیل عدو ہوگا

ارادے سے رکو اُس ملک کے لڑکے کو لوٹا دو
الگ ہو کارواں سے اور ہم راہوں کو ٹرکا دو

کلامِ عالمِ اَسرار سے اُس عمِ ھادی کو
لگا ڈر! اس لئے لَوٹ آئے وہ مکہ کی وادی کو

رسول اللہ وہاں سے لَوٹ کر آئے اِدھر مکہ
رہے آرام و سکھ سے عمِ عالی سر کے گھر مکہ

رہے ہمراہ ھادی اہلِ مکہ کے کئی سالوں
وہاں لوگوں سے رسم و راہِ ھادی رہ گئی سالوں

رہے مکہ کے سارے لوگ ہمدردی کو آمادہ
رہے وہ لوگ اس عرصہ رسول اللہ کے دلدادہ

اُدھر احوالِ مالی سے رہے سردار کم ساماں
ہوئے وارد رسول اللہ کے آگے وہ سرگرداں

کہا اے دل کے ٹکڑے راہ لو اصالکی گھر سے
ہمارا دور ہے آسودگی سے حال اِس عرصے

سدھارو دوسرے ملکوں کو حلِ مالی مسائل ہوں
کرم ہے حال مالی کا، ولد سے آکے سائل ہوں

کہا ہے مالدار اک صالحہ[1] گھر اس کے ہو آؤں

---

[1] حضرت خدیجہ

کلام اُس سے کروں گر رائے ہو اور مال لے آؤں
کہا: اُس صالحہ سے مال ہوگا اس طرح حاصل
ملے گی گھر کے لوگوں کو ادھر آسودگی کامل
اُدھر اس صالحہ کو عام لوگوں کے وسائط سے
ہوئے معلوم ہر احوال محمودہ محمدؐ کے
رہی اطوارِ معلومہ کی وہ ہادی کے دل دادہ
اُسی دم ہو گئی اس کے لئے وہ دل سے آمادہ
ہوئے سرکار لے کر مال کو ملکِ دگر راہی
ہوا مملوک[1] اس کا ہادی اکرم کا ہمراہی

اطلاع وحی رسول کے اک عالم کی

مکمل کر کے سارا کام مالی، کارواں لوٹا
مراحل کر کے طے وہ کامگار و کامراں لوٹا
اُدھر ہی صومعہ کے اک، رکا وہ کارواں آ کر
رکا ہمراہ، علم و عدل کا کوہِ گراں آ کر
رہا وہ صومعہ عالم[2] کی مَوردگاہ سالوں سے
رہا ہے علم اس عالم کا آگے علم والوں سے
ہوا معلوم اس کو ہے رکا اک کارواں آ کر
کہا: وہ ہے ہمارا صومعہ، کھاؤ وہاں آ کر

---

[1] حضرت خدیجہ کا غلام میسرہ [2] نسطورا راہب

کہا! آؤ وہاں کھا کر، کرو آرام اِس لمحہ
کرو گرمی و لو کے دور، دکھ آلام اِس لمحہ
معاً ہمراہ اس کے آ گئے دکھ درد کے مارے
حوالے کر کے ساماں ہادیِ اسلام کو سارے
کہا! ہمراہ کوئی اک ولی اللہ ہے صالح
کہاں وہ ہے ؟ اُسے لاؤ رسول اللہ ہے صالح
گئے مور دسے دو اک آدمی سردار کو لائے
محمدؐ کو، رسول اللہ کو، سرکار کو لائے
کہا! اکرام کو ہو کر کھڑا اِس مردِ صالح کے
لگے گی مہر سلسلۂ رسل کی اِس کی آمد سے
وہاں سے کارواں راہی ہوا مکہ کو الحاصل
ہوا محسوس لوگوں کو محمدؐ مرد ہے کامل
ہوا معلوم لوگوں کو محمدؐ مردِ کامل ہے
مراحل راہ کے، سائے گھٹا کے کر رہا ہے طے
کڑی لُو اور گرمی کی سے سراسر دُور ہے لوگو!
ہراساں کارواں ہے لُو سے، وہ مسرور ہے لوگو
اُدھر وہ صالحہ مکہ کی، کھڑکی سے لگی گھر کی
ہوا کے واسطے آ کر کھڑی ہے، سحر اطہر کی
دکھائی دور سے دی گردِ راہِ کارواں اس کو
ہوا محسوس لوٹا کارواں وہ کامراں اس کو
معاً دو سَو سوار آ گے کو گردِ کوھسار آئے

ہوا معلوم سرکارِ دوعالم کامگار آئے
ادھک[1] اس صالحہ کے مال کو لے کر کما لائے
کہ سرکارِ دوعالم کامراں در کامراں آئے
ہوئی آسودگی حاصل دلِ عمِّ مکرم کو
ملا طے کردہ در[2] سے دوسوا ہادیِ عالم کو

داعیِ اسلام کی عروسِ مکرمہ

رسول اللہ کے اطوارِ محمودہ کا سالوں سے
رہا اُس صالحہ کو علم، لوگوں کے حوالے سے
رسول اللہ کے اطوارِ عمدہ کی رہی گھائل
ہوا دل اس کا ہادی کی عروسی کے لئے مائل
کہا اک ہمدمہ[3] سے، رائے دو اُس مردِ صالح کو
عروسی کے امور اس صالحہ سے آکے طے کرلو
ہوئی اُس ہمدمہ سے اطلاع ہادیِ عالم کو
ہوئی ہادی سے اِس کی آگہی عمِّ[4] مکرم کو
رہے وہ مطلع اس کے کئی اطوارِ عمدہ سے
رہے مسرور اُس کی سادگی کردارِ عمدہ سے

---

[1] کئی گنا [2] جو کچھ معاملہ طے ہوا تھا اس کا دوگنا حضرت خدیجہ نے آپ کو دیا تھا۔
[3] نفیسہ بنت امیہ [4] حضرت ابوطالب

ہوئے اس واسطے عمِ مکرم دل سے آمادہ
کہ ہادی کو ملے ہمراہیِ دل دار و دل دادہ
مآل کار ہادی کی عروسی کے سُرور آور
امور اس صالحہ سے ہوگئے طے اُس کے گھر آکر
رہی عمِ مکرم اس گھڑی ھادیِّ عالم کی
لکھا ہے دس و سولہ سال سے دس[1] ماہ کی کم ہی
سوا زی دس و دس قہرآں مکرم کا وہاں ٹھہرا
محمدؐ صالحہ مکی کا ہم دم کامراں ٹھہرا
وہ ہوکر محرمِ اول رسول اللہ کی آئی
عروسِ اکرم و اکمل رسول اللہ کی آئی
ہوئی حاملِ سوا، اللہ کے اکرام کی، لوگو
ہوئی اس طرح وہ ماں، عالمِ اسلام کی لوگو
دعا عمِ مکرم کی ہے، مولا! کارگر رکھے
رکھے مسرور ہر دو کو، سدا معمور گھر رکھے

---

[1] ۲۵ سال دو ماہ

داعیِ اسلام کی اولادِ کرام

رہی اولاد ہر اک محرمِ[1] اسرارِ ہادی سے
رہا اک اور لڑکا، دوسری[2] دلدارِ ہادی سے
رہے اس کے علاوہ صالحہ مکی کے دو[3] لڑکے
اَلم دے کر سدھارے وہ رسول اللہ کو لڑکے
عروسِ محرم اول سے اول والی اک لڑکی[4]
عروسی کے لئے ہمراہ والد[5] عاص کے آئی
اُسی سے دوسری[6] اور سوم[7] لڑکی کے لئے اک گھر
ملا عمِ[8] رسول اللہ کے لڑکوں[9] کا رہ رہ کر
اِدھر اُس دوسری اور سوم لڑکی کا کرم[10] ٹوٹا
عروسی سے اُدھر لڑکوں کی، ہادی کا وہ عم[11] لوٹا
کہا لڑکوں سے گرما کر عروسی سے الگ کر دو
ہلاکی[12] لے کے آئی ہے مری، سُورَہ مرے لڑکو

---

[1] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا انہیں کو مندرجہ بالا نظم میں اور دیگر مقامات پر حسب ضرورت صالحہ مکی، عروس مکرمہ، عروس رحم دل وغیرہ القاب سے تعبیر کیا گیا ہے [2] حضرت ماریہ قبطیہ [3] قاسم وطاہر اور ایک لڑکے کا نام تھا ابراہیم [4] حضرت زینبؓ [5] ابوالعاص بن الربیع [6] رقیہ [7] ام کلثوم [8] ابولہب [9] عتبہ وعتیبہ [10] یعنی وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نکاح میں جانے والی تھیں [11] یعنی اپنے لڑکوں کے نکاح میں رکھنے سے انکار کیا [12] سورہ لہب کے نزول کے بعد ابولہب نے دونوں لڑکوں سے طلاق دلوا دی

کرم اللہ کا، ہر دو کی داماد ی کا رہ رہ کر
ہوا حال رسول اللہ کا اک ہم دم و ہم سر[1]
رہی ہے محرمِ اسرار سے اک لاڈلی لڑکی[2]
عروس کامراں ہو کر علیؓ[3] کی، وہ گئی لڑکی
وہ لڑکی ماں اماموں[4] کی، ہوئی دار السلام[5] آکر
وہ لڑکی صالحاؤں کی ہوئی ساری[6] امام آکر

ھادیِ اکرمؐ اھلِ مکہ کے حکم

رہی ہر گاہ دار اللہ[7] سے لوگوں کو دل داری
ہوا طے رائے سے، ہو گی سرے سے اس کی معماری
رہا مکہ کا ہر سردار، ہر محکوم دل دادہ
رہا ہر آدمی اُس گھر کی معماری کو آمادہ
ہوا طے، واسطے اِس کام کے، ہر گھر سے مال آئے
ہوا طے، واسطے اِس کام کے مالِ حلال آئے

---

[1] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ [2] حضرت فاطمہ زہرہ رضی اللہ عنہا [3] حضرت علی بن ابی طالب
[4] حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین [5] دار السلام جنت الفردوس [6] یعنی حضرت فاطمہ تمام جنتیوں کی سردار ہوئیں وسیدۃ النساء اھل الجنۃ فاطمۃ
[7] بیت اللہ شریف

اکٹھا ہو گئے معمار و معماری کے ہر ساماں
ہوا طے، ہوں مکمل سارے لوگوں کے دِلی ارماں
ہوئی مامور، ہر ٹولی، الگ حصے کو لے کر
مسلسل لگ گئی وہ کام سے، اموال دے دے کر
رہی اس کارِ دارالله سے مسرور ہر ٹولی
لڑائی سے رہی اک دوسرے سے دو ہر ٹولی
مآلِ کارِ معماری کا وہ حصّہ رُکا آ کر
کہ اُسود[2] کو وہاں رکھے کوئی سردار ہی لا کر
ہوا احساس سرداروں کو اُس لمحہ لڑائی کا
ہوا ماحول طورِ ہم کلامی سے کڑائی کا
رہا اصرار ہر سردار کا اسود کو وہ رکھے
رہا اصرار ہر دَم دار کا اسود کو وہ رکھے
ہوا سردار کہ کا کوئی حائل، کہا لوگو
کسی اک مردِ کامل، مردِ صالح کو حَکَم کر لو
سحر کو اگلی وہ سردار کہ اول حرم، آئے
وہی اس کا حَکَم ہو، اس کو کہہ دو کوئی حل لائے
سحر کو اگلی، آئے اوّلاً اٹھ کر مرے ہادی
حَکَم ہو کر رِدا آگے ہر اک کے لا کے کھلوا دی

---

[1] جدہ سے ایک ٹوٹے ہوئے جہاز کی لکڑیاں خریدی گئیں اور روم سے ایک رومی معمار بھی لایا گیا۔ [2] حجرِ اسود

کہا! رکھ کر رِدا کے وسط اُس مَرمَر کو اے لوگو
اٹھائے ٹولی کا سردار، ہر ٹولی کے حِصے کو
اُسے سردار دَارُاللہ کے آگے اٹھا لائے
اٹھا کر ہادیِ اکرم محل کو اس کے رکھ آئے
لڑائی سے الگ وہ ہو رہے اس رائے سادی سے
ہوا مسرور ہر اک آدمی مکہ کا، ہادی سے

حرا کی کھوہ کی معموری

رہے ہادی اکرم، دور گمراہی کی راہوں سے
رہے وہ دور مٹی کے گڑھے سارے الہٰوں سے
رہا ہر مُدّعا، مکروہ رسم و راہ سے دوری
رہے ساعی کہ ہو اللہ کے حکموں کی معموری
رہے ساعی، الگ ہو آدمی مکروہ راہوں سے
رہے ساعی رہے وہ دور مٹی کے الہٰوں سے
رہے داعی، دعا گو! دُور ہو عالَم سے مکاری
رہے داعی، دعا گو! دور ہو عالم سے ٹھگہاری
مگر احوال سے لوگوں کے دل ہو کر رہا کھٹا
ہوا راہی کہ وہ آکر کرے معمور اک گڈھا
کرے اصلاح دل کی، عالمِ اَوہام سے ہٹ کر

حرا کی کھوہ، وہ آکر رہا، آلام سے کٹ کر
سرورِ سرمدی حاصل ہوا دل کو، حرا آکر
وہاں حاصل ہوا ہادی کو دل کا مُدعا آکر
رہا معمول ہادی کا وہاں اس طرح اک عرصہ
رہا معمور دل کا کارواں اس طرح اک عرصہ

اک عالم موحد سے مکالمہ

رسول اللہ کے مملوک[1] لڑکے اک سحر آکر
ملے ہمراہ داعی کے، کسی عالم[2] کے گھر آکر
کہا عِمِ مکرم، دُور ہے رسموں کا دلدادہ
مکارِہ اور لاعلمی دگمراہی کو آمادہ
مداوا اِس کا کوئی ہو سکے گر، اُس کو کر ڈالو
کہ ہو اصلاح لوگوں کی، وہ سحرِ کارگر ڈالو
ملے وہ مسکرا کر اس گھڑی، ہادی اکرم سے
کہا آگاہ ہوں اِس دَور کے علمائِ اَعلَم سے

---

[1] زید بن حارثہ رضؓ جو حضرت خدیجہ کے غلام تھے انہوں نے آنحضور کو دے دیا تھا وہ ہمیشہ آنحضور کے ہمراہ رہتے تھے اسی وجہ سے وہ زید بن محمد کے نام سے پکارے جانے لگے۔ [2] زید بن عمر بن نفیل جن کا انتقال بعثت سے قبل ہو چکا تھا یعنی ابھی آنحضورؐ کو نبوت نہیں ملی تھی۔

کہا! وہ دَورِ اِک دَم آلگا' آئے گا اک ہادی
کہاں سے وہ اُٹھے گا؟ ہے مکرم مکہ کی وادی
اِسی احساس کو لے کر اِدھر مکہ کو لَوٹا ہوں[1]
اِسی احساس سے ہادی کے گھر مکہ کو لَوٹا ہوں
وہی ہے حال مکہ کا؟ کہاں وہ لال آئے گا
اُسی اللہ کو معلوم ہے کس سال آئے گا

---

[1] حضرت زید بن حارثہ سے مروی ہے کہ وہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ عوالی مکہ گئے اور زید بن عمر بن نفیل سے ملے۔ عمر بن نفیل ایک مرد آگاہ اور بہت بڑے عالم موحد تھے محدثین انہیں صحابہ میں شمار کرتے ہیں شاید اسی وجہ سے کہ وہ مومن تھے اور آنحضورؐ پر ایمان لانے کی ان کے دل میں تمنا تھی۔ اسی وجہ سے وہ دور دراز ملکوں سے گھوم پھر کر مکہ آگئے تھے اس کے علاوہ آں حضور سے ان کی ملاقات ہو چکی تھی لیکن بعثتِ رسول سے قبل ہی ان کا انتقال ہو گیا۔

دَوردوم

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کے وحی اول سے وداعِ مکہ کے

سارے اَحوال

وحی اَوّل کی آمد

رہی عمرِ مکرم ساٹھ کم سو سال داعی کی
حرا کی گود سے آمد ہوئی وحیِ الٰہی کی
حرا کی کھوہ دَر آکر رہے محوِ دعا ہادی
کہ سردارِ ملائک[1] آئے، لوحِ وحی لاکر دی
کہا کر کے سلام، اِس کو کہو[2]، امرِ الٰہی ہے
کہا! امی ہوں، ڈر کر، حاکمِ کُل کی گواہی ہے
ملا کر صدر کو صدرِ ملائک صدرِ داعی سے
کہا! اِس کو کہو، ڈر کس لئے وحی الٰہی سے
رسول اللہ کہہ کر ہو رہے مسرور اُس لمحہ
کلام اللہ سے وہ ہو گئے معمور اُس لمحہ
لئے احساس ڈر کا، گھر کو ہادی، سرگراں لوٹے
لگائے دل سے وہ اَمرِ گراں، کوہِ گراں لوٹے

---

[1] حضرت جبریلؑ [2] اِقرأ باسمِ ربکؑ

عروس[1] رحم دل سے، گھر کہا آکر ردا[2] لاؤ
ہوئی محسوس سردی سی، اُڑھاؤ اور گرماؤ

کہا احوال کو سارے، سوا حد سے گراں سر ہے
الگ ہو روح ہم سے، اِس کا ہم کو رحم دل ڈر ہے

کہا آکر، دلاسا دے کے اُس عالم کے داعی کو
کہاں رسوا کرے اللہ اِس گلّے کے راعی کو

کہاں رسوا کرے اللہ محروموں کے والی کو
کہاں رسوا کرے عالم کے اک ہمدرد عالی کو

دلاسوں سے مسلسل رحم دل کے، وہ اَلَم ڈھلکا
معاً ہادی کا احساسِ گراں سے سر ہوا ہلکا

اٹھی وہ رحم دل، آکر کہا، کہ اے رسول آؤ
ہمارا اک ہے، وَلدِ عَم موحّد[3] اُس کو دکھلاؤ

گئے عالِم کے گھر، ہمراہ اُس کے ہادیِ عالم
حرا کی کھوہ کے احوال اس سے کہہ گئے اک دم

کہا: اِس کو ملا! وحیِ کلام اللہ کا عہدہ
مِلا اِس مردِ صالح کو رسول اللہ کا عہُدہ

کہا ہوگی، محمد کی عدو، مکہ کی کُل وادی
اگر ہم کو ملا، وہ دُور ہوں گے حامیِ ہادِی

---

[1] حضرت خدیجہ رضہ
[2] زملونی زملونی (مجھے چادر اڑھاؤ مجھے چادر اڑھاؤ) [3] یہ ورقہ بن نوفل ہیں جن کا اس واقعہ کے کچھ دنوں بعد ہی انتقال ہوگیا تھا۔ آنحضورؐ نے فرمایا ورقہ کو برا مت کہو، میں نے اس کے لئے جنت میں ایک یا دو باغ دیکھے ہیں

اولاً اسلام کا اکرام کس کو ملا

ہوا امرِ الٰہی ہادی اکرم کو، گھر آو
کہ اوّل گھر کے لوگوں کو رہِ اسلام دکھلاؤ

کہا حرمِ[1] مکرم سے، مری اے محرمِ مکہ
کہو اللہ کو واحد، محمدؐ کو رسول اللہ

کہا اللہ کا کلمہ کہو، اسلام لے آؤ
کہا اللہ سے اسلام کا اکرام لے آؤ

اُسی دم لَآ اِلٰہَ کہہ کے اِلَّا اللّٰہ کہہ ڈالا
اسی لمحہ محمدؐ کو رَسُوْلُ اللّٰہ کہہ ڈالا

وہ محرم[2] اوّل اول سوّم[3] کو اسلام لے آئی
اسی سے محرموں کی مسلمہ اول وہ کہلائی

علی[4] اس دورِ کمِ عمری سے ہی اسلام لے آئے
اُسی دم سے وہ اوّل مسلمِ اولاد کہلائے

اِدھر مملوک[5] کلمہ کہہ کے اک، ہادی اکرم کے
ہوئے اول مسلماں، سارے مملوکوں کے عالم کے

---

[1] حرم مکرم، محرم مکہ، عروس رحم دل وغیرہ سے مراد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہیں۔
[2] حضرت خدیجہؓ [3] یعنی دوشنبہ کے دن [4] حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
[5] حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ

رسول اللہ کے ہم عمر و حامی، ہم دمِ اکمل
ہوئے اسلام لاکر، ہمدموں کے مسلمِ اول
عروسِ رحم دل، اول رہی اسلام کے سائے
علاوہ اس کے، کل اول مسلماں، آٹھ کہلائے
علی مملوک و ہم دم، طلحہ و سعدِ دلِ سادہ
ہوئے ولدُ العوام اور داعی کے داماد دلدادہ
اِدھر کل آدھ سو کم اک، رہے اسلام کے حامی
رہے دراصل اول دور کے، وہ مردِ اسلامی

ھادیِ اکرم کا دورِ الم

حرا کی وحیِ اول سے اِدھر مسدود اک عرصہ
رہا ہے سلسلہ آمد کا اک دم وحیِ داور کا

لہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ۲ے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبید سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن العوام، حضرت عثمان بن عفان یہ کل آٹھ مسلمان ہیں جو سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوئے، ان کے علاوہ دیگر بہت سے حضرات بھی مشرف بہ اسلام ہوئے لیکن وہ صف اول کے مسلمان نہیں بلکہ وہ دورِ اول کے مسلمان ہیں اولیت صرف آٹھ کو حاصل ہے۔

۳ے سارے گرامی اسماء کی تفصیل یہاں مشکل ہے۔ سیرت کی بڑی کتب کی طرف رجوع کیجیے۔ صادق

رہے ہر دم ملول وہ سارا عرصہ سرورِ عالم
کہ آمد وحی کی، کس واسطے آکر رکی اک دم

رہی ساعی رسول اللہ کی ٹولی، اِدھر ساری
کرے آکر رسول اللہ کی ہر لمحہ... دل داری

مآلِ کار، سردارِ ملائک اک سحر آئے
ہوا اَمرِ الٰہی، اس لئے وہ وحی کو لائے

ملالِ ہادیِ اکرم ہوا وہ، دُور اُس لمحہ
رہے اسلام کالے کر علَم مسرور اُس لمحہ

رہا امرِ الٰہی ہادیِ عالم کو سہ سالا
گلے لوگوں کے سُم گُم، ڈالئے، اسلام کی مالا

رہے اس طرح سے داعی رسول اللہ اُس عرصہ
رہے اس طرح سے ساعی رسول اللہ اُس عرصہ

اَمرِ اسلام کھُلم کھُلا

اِدھر سہ سال کے اسلام در آکر رہا گھر گھر
ہوا اَمرِ الٰہی وحی سے ہادی مرے آکر

علی الاعلام لوگوں کو رہِ اسلام دکھلاؤ[1]

---

[1] دکھلاؤ، سکھلاؤ وغیرہ کا استعمال اگرچہ صحیح نہیں ہے مگر غلط العام فصیح کے تحت ضرورتاً استعمال کیا گیا ہے جسے اس جادۂ پُرخار میں معذوری تصور کرنا چاہیے۔

ڈراؤ لوگوں کو اللہ سے، اسلام سکھلاؤ
ڈراؤ اُس کو، گمراہ لوگوں سے الگ رہ کر
اٹھو اسلام کے اِعلام کا مامور ہوں، کہہ کر
کہو مامور ہوں، اسلام کا درس آ کے دلواؤں
کہو مامور ہوں، اسلام کی رہ کھُل کے دکھلاؤں
ہوئے رکر کھڑے ہادی مرے، امرِ الٰہی کو
اکٹھا کر کے اُس رے اور ہر رہ رَو ورا ہی کو
کہا: اعدار کا عسکر آ رہا، گر اطلاع دے دوں
اُدھر کہسار کے، وہ آ لگا گر اطلاع دے دوں
کرو گے رَد اُسے لوگو، اُس کو صاد کر دو گے؟
کرو گے صاد گر، آ گے کو لوگو [عہ] داد کر دو گے
کہا ہے صاد، ہر کلمہ محمد کا اٹل ہو گا
محمد کا کہا ہر حملۂ عسکر کا حل ہو گا
کہا: اللہ ہے اک، عالِمِ اَمصار کا لوگو
کہا: اللہ ہے اک، عالِمِ اَعصار کا، لوگو
کہا: اعمام [۱] اے اولادِ اعمام، واسی مکہ [۲]
وہی اللہ واحد ہے، محمد ہے، رسول اللہ
ہوا اک عمِ [۳] سر کارِ دو عالم ہم کلام اٹھ کر
سوئے ہادی کہا کر کے معاً روتے کلام اٹھ کر

---

[۱] چچا لوگ [۲] مکہ کے باشندے، واسی بمعنی باشندہ، لفظ ہندی ہے [۳] ابولہب
[عہ] انصاف

اُسی دَم، اس کی ٹولی، لوگوں کی لے کر کمک اٹھی
ہلاکی لے کے اس مَردُود کی، سُورَہ[1] دھمک اٹھی
رسول اللہ کے اِعلام سے، دو ہو گئی ٹولی
صدائے کلمۂ اسلام سے، دو ہو گئی ٹولی
صدائے لَا اِلٰہَ سے، سادہ دل مکہ کے گرما کر
ہوئے حامی رسول اللہ کے اسلام لالا کر
مگر سردار و سرکردہ، وہاں کے مال داروں کو
حَسَد کھا کر رہا، ہادی سے ہٹ دھرمی کے ماروں کو
ہوا ساعی اِدھر، اسلام والوں کا عدو ہو کے
کہ رُوڑا ہو گئے، لوگوں کو، رہِ اسلام سے رُوکے
لکھا ہے، اک سَحر سرکارِ دو عالم حرَم آکے
کھڑے ہو کر، صدا دی، ہو کے دار اللہ کے آگے
کہا! اللہ واحد ہے، محمد ہے رسول اللہ
کہو کلمہ اٹھو، اسلام لاؤ، واسِیِ مکہ
معاً اللہ واحد کی صدا سے، کھَول اٹھے سارے
ہوئے وہ حملہ آور، گردِ ہادی، آ کے للکارے
وَلد[2] ہالہ کے والد کے، ہوئے آ کر کھڑے سٹ کر
رسول اللہ کے ہو کر، وہ اعدا سے لڑے ڈٹ کر

---

[1] اسی وقت سورۃ "لہب" نازل ہوئی اور اللہ نے خود اس کی ہلاکی کا پروانہ عطا فرمایا۔
[2] حضرت حارث بن ہالہ اسلام کے شہید اول۔ صادق

ہوئے وہ حملہ آور، ہو کے اک ٹولی، عدو سارے
ہوئے وہ مسلِم اول کہ ٹکرا کر، گئے مارے

اہلِ اسلام کا دورِ آلام

اِدھر گمراہ مکہ کے ہوئے، اسلام کے اعدا،
رہے رسوائیِ اِسلام کو، ہر گاہ آمادہ
رہا اک سلسلہ، اللہ والوں سے، لڑائی کا
سراسر دکھ دہی، ہر گام رَدّ وکد، کڑائی کا
رسول اللہ کے حامی رہے مسرور، دکھ سہ کر
سہے صدمے مسلسل آہ ! اللہ اَحَد کہہ کر
اُڑھا دی کھال لاکر گائے کی، ہمدم[1] کو ہادی کے
گِہے رَسّی لگا کر دی گلے، لڑکوں کو وادی کے
صدا آئی اَحَد کی اُس گھڑی، اللہ والے سے
رہا مسرور اُس لمحہ، گلے رسّی کے ڈالے سے
رہا لوہے کی صدری ڈال کر، گرمی و لو سہہ کر
مسلسل وہ رہا مسرور اللہ اُحَد کہہ کر
رہا حالِ دگر، عمارؓ[2] اک ہمدم کا ہادی کے
اُسے آلام و دکھ دے کر گہے، گمراہ وادی کے

---

[1] حضرت بلالؓ [2] حضرت عمار بن یاسرؓ

محمدؐ سے رہا کر دُور، رہِ اسلام سے ہٹ کر
مگر عمّار ہمدردِ رسول اللہ رہا ڈٹ کر
وہ مردُود، آگ لے آئے، لِٹا کر گرد مڈ لائے
دِگر مردود گِر دا گِرد ٹھٹھا کے لئے آئے
کمر عمّارؓ کی اس آگ سے کالی رہی، لوگو
مگر ہادی سے سعیِ ہمدمی، عالی رہی، لوگو
رہا اس طرح سے دورِ اَلم اسلام والوں کا
ہے درسِ آگہی، اسلام کے اِعلام والوں کا
وہ گھر اللہ کے گوہِ گراں، حاصل کلام آئے
کسوٹی سے وہ کَس کر کامراں دارالسلامؐ آئے

اَحوال اک مملوکہ صالحہ کے

رہے عمرؓ گرامی، اک عدو ہادیِ اکرم کے
عدو اسلام کے، حاسد رہے ہادیِ عالم کے
عمر کی اک رہی مملوکہؓ وہ اسلام لے آئی
عمر کی مار کھا کر، اُدھ مری اعمٰی وہ گھر آئی

ؐ جنت الفردوس ؓ حضرت عمر بن الخطاب اسلام لانے سے قبل آنحضور کے دشمن اور بہت بڑے حاسد تھے۔ ؓ حضرت زنیرہ کنیز حضرت عمرؓ یہ واقعہ حضرت عمر کے اسلام سے قبل کا ہے۔
ؓ عمار بن یاسرؓ

ہوا اِس مار سے مسرور، ہر سردار مکہ کا
انہوں کا ہمارے کام ہے، کہہ کر اڑا ٹھٹھا

کرم کی داورِ عالم کے اُس دم اک لہر آئی
کہ مملوکہ دُما دم حالِ اول[1] کو وہ لوٹ آئی

اسے سحرِ محمدؐ کہہ گئے مردُود وہ حاسد
رہا[2] ہو کر وہ آئی، رہ گئے، مردود وہ حاسد

غمِ داعی کا سلوک ہمدردی

ہوا دُکھ ہمدموں کی دکھ دہی سے غمِ ہادی کو
وہ کھل کر آ گئے ہمراہ ہادی کے، عمادی[3] کو

ہوا اِس امر سے مکہ کے لوگوں کو الم گہرا
ہوا سردار کی اِس حوصلہ کاری سے ہم[4] گہرا

رہے عمِ رسول اللہ، لوگوں کے لئے اکرم
رہے ٹولی کے سرداروں کے سردار ہم اُس دم

اِسی سے اہلِ مکہ، اس بہم سے ڈر گئے سارے
رہا ہے کس کو دَم، سردارِ مکہ کو، وہ للکارے

---

[1] جب اللہ کے کرم سے اس کنیز کی ضائع شدہ آنکھ واپس آ گئی تو کافروں نے کہا کہ یہ محمد کے جادو کی کار فرمائی ہے اور جب عمر کی شدت ضرب سے آنکھ ضائع ہو گئی تھی تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہمارے معبودوں نے اسے اندھا کر دیا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے اس کنیز کو خرید کر آزاد کر دیا جس سے آنحضور کو انتہائی مسرت حاصل ہوئی [2] یعنی آزاد ہو کر [3] سہارا بننے کی غرض سے [4] غم

ملا اک حوصلہ، اسلام والوں کی مساعی کا
سلوکِ ہم دمی حاصل رہا اس عمِّ داعی کا

عمِ رسول سے اہلِ مکہ کا مکالمہ

اکٹھا ہو کے سردار اور سر کردہ، کئی سارے
گئے عمِّ محمد ہم دم و ہمدرد کے دُوّارے[1]
کہا رو کو محمدؐ کو اِدھر، سردار مکہ کے
محمد ہے الٰہوں کا عدو، دل دار مکہ کے
ہماری راہ گمراہی کی رَہ ہے رائے ہے اس کی
ہماری راہ ہٹ دھرمی ہے دَھ ہے رائے ہے اسکی
کہا، رو کو اُسے اس امر سے، اُس سے الگ ہو کر
کرو اِس مسئلہ کو حل، محمد کو اِدھر کھو کر[2]
عمارہ اِسم کا اک آدمی ہے، اس کو گھر رکھ لو
اُسے حاصل ہماری ہم دمی ہے[3]، اس کو گھر رکھ لو
محمدؐ کی ہلاکی کو ہے ہر سردار آمادہ
ملا ہے حوصلہ اس کو کہ ہے سردار دل دادہ

---

[1] دوار کے معنی دروازہ یعنی حضرت ابو طالب سردار مکہ کے دولت کدہ پر گئے۔

[2] ان لوگوں کا کہنا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ہمارے حوالے کر دو ہم اسے قتل کر دیں (نعوذ باللہ) اور اس کے بدلے عمارہ کو اپنے گھر رکھ لو [3] یعنی عمارہ ہمارے ساتھ یہیں موجود ہے۔

ہوا اُو کھڑ کلامی سے دکھی، دل عَمِ داعی کا
ہوا محسوس، لوگوں کا ارادہ ہے لڑائی کا
اَلم رسوائی و دکھ کا ہوا امر محال آ کر
کر دسر دارِ عالی حل اسے ٹھہرا سوال آ کر
کہا! ہادی سے آ کر، اہل مکہ، گھر مرے آئے
کہا! اِس مسئلہ کا حل محمدؐ سے کہلوائے
اٹھے ہادی مرے عَمِ مکرم سے کہا ڈٹ کر
محال اک امر ہے کارِ دگر، اسلام سے ہٹ کر
محمدؐ سے الگ ہو روح، ہر لمحہ گوارا ہے
مکمل امر ہو اسلام کا مسلک ہمارا ہے
ملا عَمِ مکرم کو مکمل حوصلہ اس سے
کہا دکھ دے محمدؐ کو، کہاں ہے حوصلہ کس کے؟
مرا اعلام ہے آگے کوئی مائی کالال آئے
مکارہ کو ہوا آمادہ، ڈرائے اور دھمکائے
کر و اعلام، رَہ اسلام کی ہموار کر ڈالو
ٹہل کر، گھوم کر گھر گھر، دلِ وادی کو گرما دو
ہوا، اُسرہ اکٹھا ہو ارادہ عمِ ہادی کا
کہ آگے آئے اس کے ہر ہم، ہر امر وادی کا
اکٹھا ہو رہے اعمام اور اُسرے کے لوگ آ کر
ہوا طے ہو محمدؐ کی مدد، اُسرے کو گرما کر
مگر اک عَمِ[1] مردود آ رہا، ہو کر عدو، آڑے

[1] ابولہب

حسد کا اک الگ، حاسد رہا اس دم علم گاڑے
ہوئے مسرور اُسرے کی مدد سے ہادیٔ عالم
اِدھر، مکہ کے لوگوں کی رہی، وہ دکھ دہی کم کم

موسمِ احرام کا وہ سال

مساعی کارگر ہو کر رہی اسلام کی لوگو
ہوئی اِس سال آمد موسمِ احرام کی، لوگو
ہوا ڈر حاسدوں کو، دور کے لوگوں کا گڑھ آکر
سراسر آس ہے، لوٹے وہ گھر اسلام لالا کر
لگے ہے ڈر، محمد آکے سحر کار گر ڈالے
وہ لوگوں کو کمال سحر سے مسحور، کر ڈالے
مآل کار طے ہو کر رہا، ساحر کہو اس کو
ہر اک گڑھ سے، کمالِ سحر کا ماہر کہو اس کو
کہو سحرِ محمد سے ہراساں گھر کا گھر ہوگا
رہو اِس آدمی سے دور لوگو، اس کا ڈر ہوگا
وہ لگ کر راہ کے ہر موڑ سے دوڑے وسرمارے
مگر محروم ہو کر گھر کو لوٹ آئے وہ ہر کارے
ہوا ہلا مساعی سے رسول اللہ کی، عالی
رہِ اسلام، مولیٰ کا لکھا، ہموار کر ڈالی
رکاوٹ سے ملا اک حوصلہ ہر گام لوگوں کو

رکاوٹ سے ملی آگاہیِ اسلام، لوگوں کو
رسول اللہ کے ہم عُمر عَم[1] والد عمارہ کے
اُسی سال، اِس طرح لکھا ہے وہ اسلام لے آئے
اٹھا، گمراہوں کا سردار، عمِ[2] ھادیِ اکرم
ہوا مسرور، گالی دے کے وہ سرکار کو اُس دم
عمارہ کے وہاں والد گئے، لکڑی سے اک مارا
کہا اگر حوصلہ ہے آ، اکڑ کر اس کو للکارا
کہا! والد عمارہ کا ہوا، اسلام کا حامی
کہا کلمہ محمد کا، ہوا وہ مردِ اسلامی
ملا اک حوصلہ ور حامیِ اسلام ہادی کو
لگا دھکا اُسی دَم عمرؔو، ہاں گمراہ وادی کو

ہلاکیِ رسول کے لئے سعی عمرو

ہلاکی کے لئے سرکارِ دو عالم کی عمرؔو آکر
ہوا وارد کہ دے مارے وہ سر پہ اک ڈلا، لاکر
رہا اس سے ارادہ اس کا، ھادی کو مٹا ڈالے
اساس اسلام کی، اس طرح وہ مردود، ڈھا ڈالے

---

[1] ابو عمارہ حضرت حمزہؓ کی کنیت ہے ابو عمارہ کو والد عمارہ سے تعبیر کیا گیا ہے جس سے حضرت حمزہؓ مراد ہیں [2] عمرو بن ہشام ابو جہل کا اصل نام ہے اسکی کنیت زمانہ جاہلیت میں ابو الحکم تھی اسلام کی تکذیب کر کے ابو جہل سے مشہور ہوا یا اہل اسلام نے اسکی کنیت بدل دی اور اسے ابو جہل کے نام سے پکارنے لگے۔

ڈلاہل کرگرا مَردُود کو اک سُرسُری آئی
ہُوا اکھڑی، اڑا ڈاہی کارُو، اور روح گھرآئی
اُڑا مَردُود، اور آکر کہا ٹولی کے لوگوں سے
ہلاکی اُس کی ہے امرِ محال اِس رُوکے رُوگوں سے
رگڑ دے ہم کو، دوڑا اس طرح اک روح ورلوگو[1]
رہا مُرسَل محمدؐ کے اِلہٰ کا کارگر..... لوگو
مگر ہٹ دھرم وہ، اسلام کے حاسد رہے سارے
ہوئے رسوا، مرے ردگوں سے سٹرسٹر کر، گئے ملاے

مکالمہ کا حل اک سردار کے واسطے سے

ہوئی مکہ کے لوگوں کی اِدھر رسوائی کامل
ہوئی سعی عمل اس راہ کی اک سعیِ لاحاصل
ہوئی اک رائے اہل الرائے کی، اک کام کرڈالو
دلا کر طمعِ ملک و مال، اس کو رام کرڈالو

---

[1] روح ور سے مراد اونٹ ہے بلکہ اونٹ کو اک روح ور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ ابوجہل نے اپنے ساتھیوں کے سامنے آکر بیان کیا کہ ایک اونٹ منہ کھولے میری طرف جھپٹا قریب تھا کہ وہ مجھ کو کھا جائے اس لئے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس طرح کی تدبیروں سے ہلاک کرنا ایک امر محال ہے۔

ہوا سر[1] دار اک، اس کے لئے معمور و آمادہ
دلائی طمعِ ملک و مال آکر، ہو کے ... دلدادہ
کہا: لڑکے مرے[2] عم کے مکرم ہو، اِسے کر لو
اِدھر مکہ کے لوگوں کا، گوارہ کر کے دِل ہر لو
ہوئے معلوم کر کے ہر دو عالم کے امام اس سے
کلام[3] اللہ سے، ہو کر سوتے اُدہم کلام اس سے
کلام اللہ کا سامع وہاں سے اُٹھے[4] گھر لوٹا
کلام اللہ سے مسحور ہو کر وہ اُدھر لوٹا
کہا لوگو! الگ ہے اور لوگوں سے کلام اس کا
کرے مسحور لوگوں کو، کلام اس کا ہے، کام اُس کا
کہا اے اہلِ مکہ، لے اے اک لے لو، ہماری ہے
محمدؐ کا کلامِ کارگر، دھوکے سے عاری ہے
محمدؐ کی اَلم اور دکھ دہی سے دور ہو سارے
مرادِ[5] دل ملی، گر معرکہ سے وہ گئے مارے
مکرم ہو گئے اُمصار کے گر حکمراں ہو کر
رہے گی وادیِ مکہ، سراسر کامراں ہو کر

---

۱ عتبہ ابوالولید ۲ ابولہب کا لڑکا تھا جو آنحضور کو چچا حضرت عبداللہ کا لڑکا کہہ کر مخاطب ہے یہی آنحضور کا داماد تھا۔ ۳ سورہ حٰم سجدہ آپ نے تلاوت فرمائی۔
۴ دارالندوہ۔ ۵ یعنی اگر وہ مارے گئے تو ہمارا مقصد حاصل ہے اور اگر وہ حکمراں ہو گئے تو تمہارا بھلا ہو گا کیوں کہ وہ تمہارے ہی ہیں۔ صادق

مگر مردود وہ گرما کے آڑے آ گئے سارے
ہوا سردارِ مسحور محمدؐ کہہ کے... للکارے
رہے ہٹ دھرم وہ اسلام کی ہر راہ سے ہٹ کر
رہے وہ معرکہ آرا سدا اسلام سے ڈٹ کر

مَاہِ کامِل کے دُو ٹکڑے

ملے[1] گمراہ مکہ کے رسول اللہ سے آ کر
کہا ! دکھلا دو مہ کے کر کے[2] دو ٹکڑے الگ لا کر
کہا ! وعدہ کرو اسلام دل کے کام آؤ گے
دکھا دوں حکمِ مولا سے اگر، اسلام لاؤ گے؟
ہوا ہادی سے اُس دم وعدہ و اصرار لوگوں کا
کہا ! کلمہ کہے گا کارواں سردار لوگوں کا
دعا گو، ہادیِ اکرم ہوئے اللہ کے آگے
رہے حاسد کھڑے، رو کر کے سوتے ماہِ کامل کے
سراسر کٹ کے دو ٹکڑے ہوئے اس ماہِ کامل کے
ہوا اک آدھ عرصہ رک کے وہ اک ماہ ہل ہل کے

ملے[1] ولید بن مغیرہ، ابوجہل، عاص بن وائل، عاص بن ہشام، اسود بن عبدیغوث، زمعہ ابن الاسود نضر بن حارث وغیرہ رسول اللہ سے آ کر ملے تھے [2] شق القمر کا واقعہ ہجرت سے ۵ سال قبل پیش آیا تھا۔

مطالعہ کر کے سارے لوگ ہوّا ہو گئے اُس دم
حواس اڑ اڑ گئے ساروں کے، کوّا ہو گئے اُس دم
کہا، ہم ہو گئے، مسحور اِس سحرِ محمدؐ سے
کہا: ہم ہو گئے مسرور، اِس سحرِ محمد سے
کہا لوگو، رُکو اُس لمحہ اصلی امر وا ہو گا
کہ آئے کارواں، وہ مُطّلَع اِس سے ہوا ہو گا
گواہی کارواں سے مل گئی، امصارِ عالم کی
مگر گمراہ لوگوں کی وہ گمراہی کہاں ٹھٹکی؟

رِحلۃ اھلِ سلام

مُسلسل کارواں، اسلام والوں کا رُواں رہ کر
رہا ساعی ہدیٰ کی راہ کا، کوہِ گراں رہ کر
ملا اسلام کا اعلام، گِرداگِرد لوگوں کو
ملا اسلام کا اکرام، گِرداگِرد لوگوں کو
حسد کا دل سے گمراہوں کے اس لمحہ دُھواں اُٹھا
ہر اک اِس حال سے سردارِ مکہ کا ہُواں اُٹھا
رہے رسوائیِ اسلام کو ہر گام آمادہ
الم کے واسطے ہر ہر گھڑی ساعی رہے اعدا،
ہوئی اسلام والوں کے لئے آلام گہہ وادی

اَلم کے درد سے کھلا اٹھا، ہر ہم دمِ ہادی
ہوئی اِس واسطے اک رائے سرکارِ دو عالم کی
رَواں ہو اصحمہ[1] کے ملک کو، اسلام کی ٹولی
ملے گا سکھ سدا اسلام والوں کو، وہاں رہ کر
ملے گا سکھ سدا اللہ والوں کو وہاں رہ کر
کہا راہی ہو کہہ کر الوداع ٹولہ وٹائی کو
کہا راہی ہو کہہ کر الوداع مکہ کی ماٹی کو
کہا لو راہ اک ملکِ دگر کی دکھ کے ماروں کو
اِکٹھا، آس[2] ہے کر دے گا مَولیٰ، اور ساروں کو
ہوئے اِس حکمِ ہادی سے کئی اک لوگ آمادہ
ہوا اک کارواں[3] راہی، رسول اللہ کا دلدادہ
رہے اسلام والے اَصحمہ کے ملک آ آ کر
عَلَم اسلام کا آرام کے محلوں سے لہرا کر
وہاں آ کر رہا مسرور ہر اک ہَم دمِ ہادی
دکھی اِس اطلاع سے ہو رہا ہر وادیٔ وادی

---

[1] حبش کے بادشاہ نجاشی کا اصل نام اصحمہ تھا اور اس رحلہ کا نام "ہجرت حبشہ" ہے او حبشہ کی ہجرت اسلام کی پہلی ہجرت ہے [2] تفرقوا فی الارض فان اللہ سیجمعکم روئے زمین پر پھیل جاؤ عنقریب اللہ سب کو اکٹھا کر دے گا [3] حبشہ کی طرف اہل اسلام کی دو مرتبہ ہجرت ہوئی، ہجرت اول میں گیارہ مرد اور پانچ عورتیں شامل تھیں جن میں حضرت عثمان اور ان کی زوجہ مطہرہ حضرت رقیہؓ شامل تھیں۔ دوسری مرتبہ سیرت المصطفٰے کے مطابق ۸۶ مرد اور ۱۷ عورتیں اور اصح السیر کے مطابق کل ۸۲ مہاجرین تھے

کہاں اس کو گوارہ سُکھ ملے اللہ والوں کو
کلام اللہ کے، اسلام کے مسحور لاٹوں کو
ہوئے سارے اکٹھا اور مل کر رائے کر ڈالی
کوئی مُرسَل ملے اس سے، کہے اے حاکمِ عالی
ہمارے ملک سے آئے ہوئے لوگوں کو لوٹا دو
وہ آئے لُک لُکا کر، مُدعا ہے، ہم کو دلوا دو
ہوئے اُس اصحمہ کے ملک کو دو آدمی[1] راہی
وَلَد اک عاص کا، اک دوسرا گمراہ ہم راہی
کہا اموال[2] دے کر اصحمہ سے، حاکمِ عالی
الہوں کو کئی اک لوگ دے دے کر، سدا گالی
وہاں سے دے کے دھوکہ لُک لُکا کر آ گئے حاکم
ہر اک ٹولی کو ٹولی سے لڑا کر آ گئے حاکم
کہا کر دو حوالے، ہے ہمارا مدعا، لا کر
ہر اک مکہ کو راہی ہو رہے، ہم راہ آ کر
کہا معلوم کر لوں اولاً، وہ کس طرح آئے
ہراساں ہو گئے اس رائے سے حاکم کی وہ ہائے
ہر اک مکہ کے راحل کو کہا، لاؤ مرے آگے
کہا، ہے مسئلہ کس طرح کا، لاؤ مرے آگے
وہ ہو کر مطلع اُس لمحہ، حاکم کے محل آئے

---

[1] ایک عمرو بن العاص دوسرا عبداللہ بن ربیعہ [2] ہدایا وغیرہ پیش کر کے جیسا کہ اس وقت کا دستور تھا۔

وَلد کو عمِ ہادی[1] کے وہ اک سردار ٹھہرائے
مگر ہو کر الگ آئے وہاں اکرام حاکم سے
رَہا، حاکم کے آگے، سر کائے دُور مُسلِم سے
ہوا حاکم سوالی، کس لئے عاری رہے اس سے
کہا: رسماً جھکا کر سر رہی آمد مرے آگے
ہوئے سردار آگے اور کہا اے حاکمِ عالی
رہے معلوم، ہے رسم سلام اسلام کی ڈالی
ہمارے واسطے ہے حکم سرکارِ دو عالم کا
جھکا کر سر کرو اکرام اک اللہ اعلم کا
کہا: ہم سے کہو، ہر مدعا اسلام کا آکر
ہوئے حاکم سے ولدِ عمِ ہادی ہم کلام آکر
رہے سالک سدا ہم لوگ گمراہی کی راہوں سے
رہے مملوک مٹی کے گڑھے، سارے الہوں کے
رہے مردار کھا کھا کر، سدا مسرور ہم سارے
رہے رحم و کرم کی رَہ سے کوسوں دُور ہم سارے
رہے ہم سے دُکھی ہر طور سے ہر لحہ ہم سائے
رہا، ہر حوصلہ اِس طرح کا اس طرح کی رائے
ہوئی آمد رسول اللہ کی امرِ الٰہی سے
الگ ہم ہو رہے اس طرح گمراہی کی کھائی سے

---

[1] حضرت جعفر رضی اللہ عنہ

کہا، لوگو! لگو اک مالکؔ مولیٰ کی راہوں سے
کہا، لوگو! الگ ہو کر رہو، سارے الٰہوں سے
کہا، رحم و کرم اور صلۂ رحمی کے رہو عادی
کہا، رکھو دُکھی لوگوں سے رسم و راہِ امدادی
کہا، مردار سے ہو دُور، ہم سائے کے کام آؤ
کہا، لوگوں سے ہل مِل کر رہو، کر کے سلام آؤ
عمادِ اسلام[1] کے رکھو کھڑے، اللہ کے ہو کر
رہو ہمراہی و ہمدم رسول اللہ کے ہو کر
رہو اسلام کے احکام کے عامل ہر اِک لمحہ
رہو اللہ کے اکرام کے حامل ہر اِک لمحہ
رہے حامی رسول اللہ کے ہم حاکمِ عالی
عدو سارا ہوا مکہ کا، ہر مملوک، ہر والی
ہوئے رسوا وہاں ہم، ہر دکھ و آلام کو سہ کر
دکھوں کا گھر ہوئی مکہ کی وادی، ہائے! واں رہ کر
ہوا حکمِ رسول اللہ سارے درد دکھ کھا کر
رہا آلام سے ہوں اہلِ مکہ کے، اِدھر آ کر
ادا کی وہ کہ ہادی کو ملی اللہ سے سورہ[2]
کہ ہے موسوم اسمِ اُمِّ روح اللہ سے سورہ

---

[1] ارکان اسلام یعنی نماز وغیرہ [2] یعنی حضرت جعفرؓ نے سورہ مریم کی تلاوت فرمائی جس کو سن کر نجاشی کا دل بھر آیا اور اسلام لے آیا اور اہل مکہ کے فرستادہ گمراہوں کو انکار کے ساتھ واپس کر دیا۔

ملائمِ دل ہوا اس کا، رہا اسلام وہ لا کر
اٹھا مسرور، گمراہوں کو مکہ کے وہ ٹرکا کر
کہا کس طرح لَوٹا دوں، کہو! اسلام والوں کو
کہا کس طرح سے کر دوں حوالے علم والوں کو
وہ محرومِ المراد اِس طرح سے مکہ کو لَوٹ آئے
ہوئے رسوا سَرِ درگاہِ حاکم ہائے رے ہائے

عمرؓ اسلام لے آئے

ہوئے دل سے دعاگو، ہادیِ عالم اِدھر، مولیٰ
کسی عمرو و عمرؓ [1] کو حامیِ اسلام کر، مولیٰ
ہوا امرِ الٰہی وحی سے، ھادیِ عالم کو
کہ عمرؓ و اسلام سے محروم ہوگا، مطلع ہو لو
دعا کی، ہو عُمَرؓ، مولیٰ! رہِ اسلام کا سالک
عُمرؓ سے کر مددِ اسلام کی، مولیٰ مرے مالک
دعا ہادیِؐ اکرم کی ہوئی وہ کام گار، آ کر
عمرؓ اسلام لائے، ہادیِ اکرم کے دُوار [2] آ کر

---

[1] حضرت عمر بن الخطابؓ، اور عمرو بن ہشام (ابوجہل) [3] منہ کی کھائے۔
[2] دوار سے مراد دارارقم ہے جہاں اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام تھا۔

عمرؓ اُٹھے، کہا: ہادی مرے، وادی کو گرماؤ
کہا: ہمراہ لو سارے کے ساروں کو، حرم آؤ
حرم کو کلمۂ اسلام سے معمور کر ڈالو
عدو کا ڈر اسی لمحہ، دلوں سے دور کر ڈالو
عمرؓ آئے حرم مسرور لے کر کارواں سارا
عمرؓ کو مل گئی راہِ ہدیٰ، کہہ کہہ کے للکارا
عمرؓ سے حوصلہ آگے ملا اسلام والوں کو
ملال و دکھ ہوا محسوس، مکہ کے دلالوں کو
ہوئے مسرور، اسلام عمرؓ سے، ہادیِ عالم
حرم کا در کھلا، اسلام والوں کے لئے اُس دم
ہوا حمدِ الٰہی سے حرم معمور، اے لوگو
ہوا گمراہ لوگوں کے لئے محصور، اے لوگو

ٹاٹ الگ کردو

اُدھر عم[1] رسول اللہ رہے اسلام کے حامی
اِدھر حاصل عمرؓ سے ہو گئی، امدادِ اسلامی
کمالِ دُکھ ہوا، گمراہ سرداروں کو اُس لمحہ
کمالِ دکھ ہوا، مرگھٹ کے مُرداروں کو اُس لمحہ

---

[1] حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

کہا اک دوسرے سے، ہے عمر اک آدمی راڑھی
رُکے گی کس طرح اسلام والوں کی، اِدھر گاڑی

ہوا طے رائے سے ہر اک کی، اے اہلِ حکم مَردُو
محمدؐ کے اِدھر اُسرے کا لکھ کر، ٹاٹ[1] الگ کردو

وَلد[2] سے عکرمہ کے طے ہوئی وہ رائے لکھوا کر
حَرَم کے دَر سے لٹکا کر کہا سردار[3] سے آکر

سلوک[4] اس طرح کا رَد ہوگا اُس دَم اور گھر ہوگے
محمدؐ کو حوالے گر، ہمارے لاکے، کردوگے

ملی مکہ کے لوگوں کی، عَمِ ہادی کو آگاہی
ہوتے اُسرے کو لے کر، دَرّہ[5] سردار کو راہی

رہے سہ سال وہ سردار اُسرے کو وہاں لاکر
مسلسل درد و دکھ سہہ کر، مسلسل گھاس کھا کھا کر

مگر امرِ الٰہی کے، رسول اللہ دھڑتے سے
رہے ساعی سدا ہی، دَرّہ سردار سے آکے

---

[1] ٹاٹ الگ کرنا محاورہ ہے جس کے معنی مکمل طور پر ترکِ تعلق کرنا ہے یعنی معاہدۂ عدمِ سلوک

[2] منصور بن عکرمہ (طبقات) [3] حضرت ابوطالب سردارِ مکہ [4] یعنی جس وقت محمدؐ کو ہمارے حوالے کردوگے تو یہ معاہدہ ختم ہوجائے گا اور بائیکاٹ کی تحریر رد کر دی جائیگی اور آپ اپنے گھر رہیں گے ہمارے اپنے ہوں گے حضرت ابوطالب نے اس بات کو تسلیم نہیں کیا۔ اور سارے خاندان کو لے کر گھر سے نکل پڑے۔

[5] درہ سردار یعنی شعب ابی طالب

ہوا امرِ الٰہی وحی سے، لو گھر کی رہ، اُڑ کر
محرّر ہو رہا معدوم، ہو معلوم گل سڑ کر
مگر اِسْمِکَ اللّٰھُمَّ کلمہ ہے، اٹل ہو کر
عدو کا دل ہراساں ہو گا، اِس مسطور کو کھو کر
ہوا معلوم وہ سردار کو، دوڑے حرم آئے
دلالوں سے کہا سڑ گل کے مٹی ہو گئی رائے[1]
کہا : سالم اگر ہے، لو محمد کو، حوالے ہے
محمد کا کہا، دل کو ہمارے لوٹ ڈالے ہے
ہوئے سردار اس کے واسطے، اک دم سے آمادہ
ملا وہ ٹکڑے ٹکڑے، رُو کو لے کر رہ گئے اعداء
اُدھر سے لوٹ کر وہ درّہ سردار کو آئے
رہائی مل گئی درّے سے، اسرے کو وہ گھر لائے

ماہرِ کلام دوسی کا اسلام

وہی ہے سال، دوسی[2] وادیِ مکہ ہوا وارد
محمد سے رہے وہ دور، اس سے کہہ گئے حاسد

---

[1] رائے یعنی معاہدہ مسطور جو در اصل سرداروں کی متفقہ رائے تھی [2] طفیل بن عمرو دوسی ملک کا بلند پایہ شاعر اور سردار قوم (صادق)

کہے سحر محمد سے، عدو ہو، ہو گئے سارے
کلامِ سحر سے اس کے کمالِ سحر سے ہارے
کلامِ سحر کی گرما و گرمی سے ڈرا دو سی
سدا مسدود رکھ کر سمع کو ٹہلا وہاں دوسی
مگر دل سے کہا، اِس ملک کا اہلِ کلام آکر
ڈرے سحرِ کلامی سے کسی کی، اِک اِمام آکر
ہوا آکر کھڑا، اک لمحہ دارُ اللہ کے آگے
رہے محوِ دعا و حمد، سردارِ حرم، آگے
کلام اللہ کی آکر کے ٹکرائی صدا دل سے
ہوا آکر کھڑا وہ داعیِ اسلام کے آگے
سرور آور صدائے سرمدی سے وہ ہوا گھائل
اسی دم ہو رہا اسلام دل کی دُوری وہ مائل
اُسی دم لا اِلٰہ کہہ کے اِلّا اللہ کہہ ڈالا
اسی لمحہ محمد کو رسول اللہ کہہ ڈالا
ملا اسلام کو اک کارگر، اسلام کا حامی
ارادے کا ملا اک ٹھوس و محکم، مردِ اسلامی

صدموں کا سال

اِدھر، آدھی صدی کو آئی، عمرِ ہادیِ عالم
ہوئے دس سال کُل وحیِ الٰہی کو ملے اُس دم

ملے صدمے رسول اللہ کو دو، روح و دل کاہی
وصالِ محرم[1] اول، وصالِ عم[2] ہمراہی
رہے اِس واسطے، ہمراۓ علماۓ اہم صدہا
کہ ہے "صدموں کا سال" وہ سال سرکارِ دو عالم کا
ہوئی مرگِ عمِ ہادی، وصالِ محرمِ دل سے
رسالوں سے ہوا معلوم، آدھے ماہ کے آگے
سِوا اَسّی سے، اُس عرصہ رہی عمرِ عمِ داعی
الگ ہو کر وہ ہادی سے، ہوئے ملکِ عدم راہی
گئے وہ مسلکِ[3] والد کے ہر احساس کو لے کر
گئے وہ اِس طرح صدمہ رسولُ اللہ کو دے کر
وہ صدمہ اس لئے کہ ہر دکھ و آلام کو کھو کر
رہے وہ عمر ساری، اک رسول اللہ کے ہو کر
رہے مکہ کے گمراہوں کے آگے، وہ سدا ڈٹ کر
رہے حامی رسول اللہ کے اعصار سے کٹ کر
سہارا وہ رہے، ہر گام سرکارِ دو عالم کے
رہے وہ ہم دم و حامی سدا، ہادیِ اکرم کے
ملا اک دوسرا صدمہ، وصالِ محرمِ دل سے
سکوں حاصل رہا، ہادی کو، اُس کی سعیٔ کامل سے

---

[1] حضرت خدیجہؓ [2] حضرت ابوطالب [3] اس لئے کہ آخری کلمہ جو ان کی زبان سے نکلا تھا وہ تھا "علیٰ مِلَّۃِ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ" یعنی عبدالمطلب کے دین پر ہوں۔ سیرۃ المصطفیٰ

رسول اللہ کی امدادِ مالی کو، دوام آئی
عروسِ رحم دل کی ہمدمی، ہر گاہ کام آئی

رہے ہر مرحلے سہل اُس کی ہلکی مسکراہٹ سے
سکوں حاصل رہا ہادی کو اس کی سمعِ آہٹ سے

کمالِ دکھ ہوا ہادی کو دُہرے صدمۂ دل سے
اِسی سے گھر کے ہو کر رہ گئے، سرکار اک عرصے

غمِ مردود، [1] گھر آ کر ملا، ھادیِ اکرم سے
کہا صدمے کو کر دو دور دل سے کام لو ہم سے

کرو ہر کام آگے کی طرح، معمول سے آگے
اُسے روکوں گا ڈٹ کر، آئے گا کوئی اگر آڑے

مگر معلوم کر کے رائے سرکارِ دو عالم کی
کہ دادا [2] کو مرے، آلام [3] گھر کی آگ کھائے گی

اِسے معلوم کر کے آگ اُس کو لگ گئی اِک دَم
سِوا وہ ہو رہا آگے عدوِ ھادیِ اکرم

اِسی مردود کے آلام سے، ٹھہرا سوال آکر
کہ ہو اسلام کا ہر کار، اِک کارِ محال آکر

---

[1] ابولہب [2] حضرت عبدالمطلب ابولہب کے باپ [3] جہنم یعنی جب اس کو یہ معلوم ہوا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی رائے ہے کہ میرے والد دوزخ میں رہیں گے تو وہ بوکھلا اٹھا اور آنحضور کا پہلے سے بھی زیادہ جانی دشمن ہو گیا۔

داعیِ اسلام سے کہسارِ مصرؔ کا سلوک

وصالِ عمِ داعی سے ملا مکہ کے لوگوں کو
سِوا اک حوصلہ آلام کا، سارے گروہوں کو
رکاوٹ ہو کے آگے آئے ساہوکار مکہ کے
سلوکِ دکھ دہی کا سَر لئے، سردار مکہ کے
رسول اللہ کے کوڑا ادکرکٹ، لا کے گھر ڈالا
سَرِ مسعود کو داعی کے گرد آلود کر ڈالا
رہا اک دَور وہ کامل، دکھ و آلام کا ہر سُو
محلہ در محلہ، راہ در رہ اور کو در کو
ہوئے اس واسطے وہ مِصر کو کہسار کے راہی
وہاں سے ہمدمؔ مملوک کو وہ کر کے ہمراہی
اسی اک آس سے وہ گر وہاں اسلام لے آئے
دِگر اَمصار کا اک کارواں اسلام لے آئے
مگر کہسار والے اِسم سے اِسلام کے کڑکے
ڈلے لے لے کے آدھمکے، محلے کے ہر اک لڑکے
ڈلے لے لے کے ہادی کے وہ آگے آگئے سارے

لہ اہل طائف ٢ہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ٣ہ سر، خیال

وہاں آکر رسول اللہؐ الحاصل گئے مارے[1]
ہراساں ہوگئے ہادیِ اکرم ماروں کھا کر
لئے ہم راہ ہم دم کو ہٗ کے، کوہِ حرا آکر
وہاں ولدِ عدی[2] مُطْعِم ہوا وارد، وَلِیْ ہو کر
حرم آئے رسول اللہؐ کہا! مولیٰ سے رو رو کر
مرے اللہ، کر اسلام سے آگاہ لوگوں کو
لگا اسلام کی رہ سے اِدھر، گمراہ، لوگوں کو
دُکھی ہو کر رسوا کہساروالوں سے اِدھر لوٹے
دعا کر کے حرم سے، ہادیِ اسلام، گھر لوٹے

اَحوالِ اِسرٰاء

رسول اللہؐ گھر والد کی لڑکی[4] کے، رہے سوئے
کہ سردارِ ملائک[3] آئے ہادی سے کہا اُٹھئے

---

[1] آنحضورؐ کی شان میں "مار" کا لفظ اگرچہ دل و دماغ پر گراں گذر رہا ہے مگر اس کے علاوہ اس پرخار وادی میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے آپ بھی اسے معذوری تصور فرمائیں۔ صادق

[2] طائف سے واپسی پر آپ نے مطعم بن عدی سے کہلا بھیجا کہ کیا تم مکہ مکرمہ میں دخول کیلئے ہم کو پناہ دے سکتے ہو وہ اپنے بیٹوں اور قوم کے لوگوں کو مسلح کر کے حرم کے دروازے پر پہنچا اور اعلان عام کیا کہ محمد (رسول اللہ) میری پناہ میں ہیں۔ (سیرۃ مصطفیٰ)   [3] حضرت جبریل علیہ السلام

[4] حضرت اُمّ ہانی

اٹھا کر وہ رسول اللہ کو سوئے حرم لائے
کہا، حکمِ الٰہی ہے، مرے آ گئے، رسول آئے
کہا: گھوڑا کھڑا ہے، ہادیِ دوراں سواری کو
ملائک ووعدد آئے، رسول اللہ، ہاری کو
رسولِ ہر دو عالم، گلۂ اسلام کے راعی
ہوئے مسرور اس حکمِ الٰہی سے، مرے داعی
ہوئے سرکار سلاسرارِ سماوی کے لئے راہی
رہی حاصل "مَلَکُ الرُّوح" کی اس لمحہ ہم راہی
رواں اس طور سے گھوڑا ہوا مسرور ہو ہو کر
رُکا دَارُالمطہر[۱] دم کے دم، مسحور ہو ہو کر
وہاں محوِ دعا و حمد آ کر ہو رہے ہادی
جھکا کر سر درِ مولیٰ سے، مولیٰ کو سلامی دی
رُسل سارے ہوئے دَارُالمطہر ہم کلام آ کر
ہوئے ہادی مرے، سارے رسولوں کے امام آ کر
وہ سردارِ ملائک، ہادیِ اکرم کے ہم راہی
ہوئے لے کر رسول اللہ کو، سوئے سما، راہی
سماوی دَر کھلا "الرُّوح اَوّل آسماں آئے
رسولوں سے ملا کر، آسماں در آسماں لائے
مآلِ کارِ سِدرہ کے اُدھر ہی آ کے وہ ٹھٹکے
الگ وہ ہم رہی سے ہو رہے سرکار کی کہہ کے

[۱] اہل اللہ کا قبلہ اول بیت المقدس۔

رہا محروم ہر اک مَلاَ اعلیٰ کی رسائی سے
رہے سارے رُسُل ہی دُور، درگاہِ الٰہی سے

رسائی درگہِ مولیٰ کو ہے، سرکار کا حصہ
سلامی، ہم کلامی ہے، مرے سردار کا حصہ

ہوئے معمورِ سرکارِ دو عالم، ہم کلامی سے
سرورِ دل ملا، اللہ کے آگے سلامی سے

عطائے داورِ عالم سے مالا مال، وہ لوٹے
لئے اللہ والوں کے لئے اعمال[1]، وہ لوٹے

رہا امرِ الٰہی، اس لئے اِسرا کے رحلہ کے
سحر سے اک گھڑی اوّل، مراحل طے ہوئے سارے

اِسرائِ رسُول کے دلائل

سحر کو اٹھ کے ہادی ہو گئے سوئے حرم، راہی
ہر اک کو اطلاع دی آ کے، اِسراءِ سماوی کی

ہوئے معلوم کر کے سرگراں، احوال اسرا کے
رسول اللہ سے، سردار و سا ہو کار مکہ کے

اڑا ٹھٹھا کئے سرکار سے مہمل سوال آ کر
کہاں ہے کارواں ٹھہرا! کرو اعلامِ حال آ کر

---

[1] پنجوقتہ نمازیں جو منجانب اللہ آپ کو امت کیلئے تحفہ ملا۔

کہا "رُوحاً" وہاں کوئی سواری گم رہی اُس دَم
رہے اَسوار ہر اک دُوسرے کے اُس گھڑی ہمدم
رواں ہر کارواں کے لوگوں کے اعمال کہہ ڈالے
مَراحِل در مَراحل، راہ کے احوال، کہہ ڈالے
اُدھر سے کارواں لوٹا، گواہی دی حوالوں کی
دلوں کی آگ دَہکی اَور مکہ کے دلالوں کی
کہا: لوگو، محمد کا کہا ہے اصل سے عاری
کہا: سحرِ محمد ہے، محمدؐ کی کلاکاری
ہوئے معلوم دعوے، ہمدمِ[1] ہادی کو ہادی کے
کہا دعویٰ اٹل ہے، حاسد و گمراہ وادی کے
ہوئے راہِ ہدیٰ سے اَور کوسوں دور وہ سارے
حسد کی راہ سے لگ کر، رہے مسرور وہ سارے

وادیٔ اُحد[2] کے لوگوں کا اِسلام

اُدھر اسرار کے سالوں، موسمِ اِحرام آدھمکا
اُحد سے کارواں اک اَوس[3] کا، اس گام آدھمکا

---

[1] حضرت ابوبکر صدیقؓ [2] مدینہ منورہ میں اسلام، مدینہ منورہ کو "وادی احد" سے تعبیر کیا گیا ہے [3] مدینہ منورہ میں دو قبیلے اَوس اور خزرج ہم مقابل تھے اور باہم لڑتے اور جھگڑتے رہے اسلام کے بعد رفتہ رفتہ ان کا باہمی اختلاف و جھگڑا ختم ہوا اسی طرح دو قبیلے یہود کے تھے ان میں بھی باہمی قدیم عداوتیں چلی آرہی تھیں۔
سیرۃ خاتم الانبیاء

رہا معلوم اس کو اک رسول اللہ آئے گا
ہدیٰ کی راہ سے وہ سارے عالم کو لگائے گا
ہوئے آگاہ وہ آکر، رسول اللہ وہ آئے
وہ مل کر داعیِ اسلام سے، اسلام لے آئے
رہے کل آٹھ[1] سے دو کم اُحد کے لوگ اِحرامی
ہوئے امرِ الٰہی سے، رہِ اسلام کے حامی
ہوا اِس طرح سے ہموار اک ماحول، اُس عرصہ
اُحد کی وادی کے اَمصار کے گھر گھر کا در در کا

مصرِ اُحد کے مددگاروں کا عہدِ اول

رسول اللہ کے احوال کو معلوم کر کر کے
وہاں آئے، اُحد[2] کے آدمی دو اور[3] دس گھر کے
وہ اگلے سال آئے، موسمِ احرام کے آگئے[4]
ملے سرکار سے، لگ کر الگ گھاٹی[5] سے اک آکے

---

[1] حضرت اسعد بن زرارہ، عوف بن الحارث، رافع بن مالک، عتبہ بن عامر، قطبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ یہ چھ حضرات قبیلہ اوس کے تھے اور مدینہ کے اول اسلام لانے والوں میں ہوئے اور وہاں اسلام کی راہ ہموار کرنے میں رسول اللہ اور اہل اسلام کی مدد کی۔ [2] مدینہ طیبہ سے [3] بارہ آدمی دو اوس کے اور دس خزرج کے وہاں آئے [4] حج کے مہینے میں ذرا کچھ پہلے ہی آگئے تھے [5] جمرہ عقبیٰ جو منیٰ کے ابتدائی حصہ میں واقع ہے۔ سیرۃ خاتم الانبیاء

وہ کر کے عہد[۱] ہادی سے، معاً اسلام لے آئے
وہاں سے دو مُعَلِّم سائِیِ[۲] اِسلام لے آئے
ہوا ساعی رہِ اسلام کا، ہر اک وہاں رہ کر
ہوا معمور گھر گھر، کلمۂ اسلام کہہ کہہ کر

مصر احد کے مددگاروں کا عہد[۳] دوم

ہوئے مصرِ احد سے کر کے حاصل ساری آگاہی
کئی سو لوگ، اگلے سال، مکہ کے لئے راہی
ارادے سے، حرم آ کر ملے ہادیِ عالم سے
کرے احرام و عمرہ کو ادا، اسلام لے آئے
ارادے سے، مُصِر ہو کر، وہ لے کے عہد ہادی سے
اُحد کی وادی کو کر دے حَرَم، مکہ کی وادی سے
ارادے سے، وہ مکہ کے اِدھر، دو مرحلہ رک کر
رسول اللہ کو کر دے مُطَّلَعْ، ہم دم کوئی لگ کر

---

[۱] لوگ اسلام لائے اور سب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کی اسی بیعت کا نام بیعت عقبیٰ اولیٰ ہے جس کو عنوان میں "عہد اول" سے تعبیر کیا گیا ہے [۲] حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت عبد اللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہما لوگوں کو قرآن اور نماز سکھانے اور اشاعت اسلام کی غرض سے بھیجے گئے، اسطرح اسلام میں مدرسے کی بنیاد سب سے پہلے مدینہ میں پڑی۔ [۳] بیعت عقبۂ ثانیہ

ہوئے معلوم کر کے ہادیِ اکرم، اُدھر راہی
ہوئے عمِ گرامی[1] حامی و ہمدرد، ہمراہی
اُسی معہود گھاٹی کو گئے، ہادی مرے آ کر
کہ اس گھاٹی سے دس اور دو گئے اسلام لالا کر
سوا کل ساٹھ و دس سے، لوگ واں اسلام لے آئے
مدد کا کر کے آئے عہد وہ اسلام کے سائے
کہا: ہادی ہمارے، ہو گئی مکہ کے لوگوں کی
سوا حد سے، حسد کاری و ہٹ دھرمی و گمراہی
ہماری رائے ہے اس واسطے اے سرورِ عالم
رہے مصرِ اُحد آ کر، ہمارا ہادیِ اکرم
رہے آلام و دکھ سے دور وہ اعدائے مکہ کے
دکھائے راہ وہ اسلام کی، مِصرِ اُحد رہ کے
رہے گا ہر کوئی وعدہ رہا، اسلام کا حامل
رہے گا ہر کوئی حکمِ رسول اللہ کا عامِل
اٹھے عمِ گرامی، اور لوگوں سے کہا ٹھہرو
مددگاری کا روح و دل سے، محکم عہد اک کر لو
اگر آئے وہاں کوئی محمدؐ کا عدو ہو کر
کرو وعدہ[2] لڑو گے اس سے ڈٹ کر، ہم گلو ہو کر

---

[1] حضرت عباسؓ جو ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے لیکن ابو طالب کی وفات کے بعد آنحضور کے حامی اور مددگار رہے اور ہمیشہ پورا خیال کرتے رہے [2] اس عہد کا نام بیعت عقبۂ ثانیہ ہے۔

ہوا وعدہ مددگاروں کا، ہر اک حال، ہر لمحہ
رہے گا حامی و ہمدم وہ سرکارِ دو عالم کا
سرورِ دل ہوا حاصل رسول اللہ کو وعدے سے
مددگاروں سے لے کر عہد وہ سوئے حرم لوٹے
ہوا دس[1] اور دو کو کارواں کے، حکم ہادی کا
کرے وہ لوٹ کر اصلاح کا ہر کام، وادی[2] کا

اہلِ اسلام کو وداعِ مکہ کا حکم

ہوئی عہدوں کی ہر اک اطلاع مکہ کے لوگوں کو
دہک اٹھی حسد کی آگ، آگے سے سوا، لوگو
ہوئے وہ دکھ دہی کے واسطے، ہر گاہ آمادہ
رکاوٹ ہو گئے، اللہ والوں کے لئے اعدا
ہوا حکمِ الٰہی وحی سے، ھادیِ عالم کو
اُحد کے مصر کو ہر اک الگ ہو، ہو کے راہی ہو
معاً اس امرِ ہادی سے ہر اک ہمدم و ہمراہی
ہوا مکہ کو کہہ کر الوداع، مصرِ اُحد راہی

---

[1] بارہ آدمیوں کو اصلاح و تعلیم اور اشاعت اسلام کا نقیب اور ذمہ دار ٹھہرایا۔
[2] یہاں وادی سے مراد وادی احد ہے جس میں مدینہ منورہ واقع ہے۔

ہوئے سلمہ[1] کے والد اوّلاً مع اہل آمادہ
رکاوٹ ہو کے آگے ڈٹ گئے اسلام کے اعداء
کہا ٹھہرو[2]، ہماری ہے، وہ ماں سلمہ کی اُس رائی
کمک گھر کی گئی، مولود کو سلمہ کے لئے آئی
الگ سلمہ کے والد ہو رہے، اس طرح الحاصل
ہوئے معمورۂ ہادی کو راہی، مردِ وہ کامل
ہوا اس طرح ہر اک حامیِ ہادی الگ ہو کر
رواں وادی سے مکہ کی، گھر و اموال کو کھو کر
رہے محروم وہ مملوک[3] گمراہوں کے معدودے
کہ راہی ہوں کسی دم، مالکوں کو مال دے دے کر
علی و ہمدم[4] ہادی رُکے ہادی کی رائے سے
کہ ہو محروم ہادی کس لئے ہمدم کے سائے سے ؟

---

[1] حضرت ابو سلمہ ابن الاسد [2] حضرت ابو سلمہ کے خاندان نے گود کے لڑکے کو روکا اور ام سلمیٰ کے خاندان نے ام سلمہ کو۔ اس لئے ابو سلمہ تنہا مدینہ کے لئے روانہ ہوئے، کچھ عرصہ بعد یہ دونوں بھی مدینہ پہنچ گئے (ہادی عالم) [3] صرف معدودے افراد رہ گئے جو کافروں کے غلام تھے، ان کے پاس رقم نہیں تھی کہ وہ دے کر چھٹکارا حاصل کریں۔

[4] حضرت علی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما آنحضورؐ کی رائے سے بہ حکم خداوندی وہاں رک گئے تاکہ اللہ کا رسول اپنے ہمدموں کی ہمدمی سے یک دم محروم نہ ہو جائے۔

کارروائی مکہ کے ساہوکاروں کی

کمالِ دکھ ہوا، اس حال سے، مکہ کے لوگوں کو
ہوا طے "رائے[1] گھر"، سردار ہر گُڈ کا اکٹھا ہو
اکٹھا ہو گئے اعلام سے، سردار[2] و سرکردہ
اکٹھا ہو گئے مکہ کے سارے "مردِ دمردہ"
وہاں عدمِ کرم کی رائے، ہر سردار کی آئی
مگر عمِ رسول اللہ[3]، عدو اللہ، اُسرائی[4]
اٹھا اور گرم ہو کر رائے دی، سردار لوگوں کا
محاصر ہو کے اک گُڈ، مار ڈالے کر کے اک حملہ
کہا! آمادگیِ معرکہ[5] سارے گروہوں سے
محال اک امر ہو گی، اُسرۂ احمدؐ کے لوگوں سے
لگی عمدہ وہ رائے عمرو، مردود[6] معمر[7] کو
کہا! اس رائے کو دو گردہ، اٹھو اور عمل کر لو

---

[1] دارالندوہ [2] عتبہ شیبہ ابوجہل ابوسفیان حارث بن عامر نضر بن حارث امیہ بن خلف ربیعہ بن الاسود وغیرہ سرداران مکہ جمع ہوئے (تاریخ اسلام) [3] ابوجہل [4] اسرائی بہ معنی خاندانی [5] ابوجہل نے کہا کہ جب سارے سرداروں کا گروہ قتل میں شامل ہوگا تو اس کا دم ہر ایک کے سر آئے گا اس طرح محمدؐ کے خاندان کا ہر گروہ کے خاندانوں سے معرکہ و مقابلہ ایک امر محال ہوگا۔ [6] ابوجہل [7] شیخ نجدی یا ابلیس ملعون جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے۔ ہادی عالم

عَدوُ اللہ طے کر کے، گھروں کو آ گئے سارے
ہوئے مرؔدود کی اس رائے سے مسرور ہر کالے

رَسُولُ اللہ کو وداعِ مکہ کا حکم

اُدھر امرِ ہلاکِ رسول، اٹھے وہ طے کر کے
ہوا معلوم ہادی کو اِدھر وحیِ الٰہی سے
ہوا واردِ مآلِ کار، حکمِ داورِ عالم
سوئے معمورہ ہادی رواں ہوں ہادیِ اکرم
اُدھر مکہ کے گمراہوں کا اک دَل گرم، ٹرّا کر
رسول اللہ کے گھر کا محاصر ہو رہا، آ کر
رہا مسرور اُس لمحہ، ہر اک سردار دادی کا
اُسی عرصہ، ارادہ ہو رہا رحلہ کا ہادی کا
اِدھر مکہ کے سرداروں سے، گھر محصور ہے سارا
کہ ہر لے روح ہادی کی ہے سارا مدعا اس کا
کہا آ کر علی سے، حکم ہے اللہ کا اِس دَم
کہ ہو معمورہ ہادی کو راہی، ہادیِ عالم
مری ہے رائے کہ مکہ رکو، اموال کو لے کر

لہ اِس دوسرے لفظ مردود سے مراد ابوجہل ہے کیونکہ یہ رائے اسی خبیث النفس کی تھی۔ صادق

مِلو مصرِ اُحد، مالک کو اس کا مال، لے دے کر
مری آرام گہہ، آرام اِس عرصہ کرو، آؤ
ہری والی رِدا اوڑھو مری، اور سو رہو، آؤ
علی کو حکم دے کر، ہادیِ اکرم اِدھر آئے
لگائے ٹکٹکی سردار مکہ کے رہے، ہائے
کلام اللہ کی سورہ کا کر کے وِرد، دم مارا
رہا، گم کردہ راہوں کا کھڑا وہ کارواں سارا
لِکھا اللہ کا، ہادی مرے، ہمدم[1] کے گھر آئے
سروں کو سارے سرداروں کے، مٹی ڈال کر آئے
کہے احوال سارے، کر کے اُس ہمدم[2] کو ہم راہی
حرم کو الوداع کہہ کر ہوئے سوئے اُحد[3] راہی
سحر کو، اک صدا آئی، کھڑے ہو، کس لئے، لوگو
ہوتے راہی رسول اللہ، اک عرصہ ہوا، دوڑو
لگا مردود لوگوں کے، صدا سے دل کو اِک دھکا
ہوا رسوا ہر اک سردار، اہلِ وادیِ مکہ
صدا دی، اور لوگوں کو، اِدھر دوڑو، اُدھر دوڑو
محمد کو اِدھر لوٹا کے لاؤ، مال ہم سے لو

---

[1] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ [2] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

[3] حضرت ابو بکر صدیقؓ سے وہاں سے آ کر آپ نے سارے حالات بتائے اور انہیں ساتھ لے کر کھڑکی کے راستے سے حرم مکہ کو الوداع کہہ کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ سیرت خاتم الانبیاء

ہوس لے کر حصولِ مال کی، دوڑے کئی سارے
لکھا اللہ کا، لوٹ آئے سر لٹکا کے، ہر کارے
ہوئی ہر سعی مردودوں کی اک دم رائگاں، لوگو
ہوئی رحلہ رسول اللہ کی وہ، کامراں، لوگو
ہوئے مٹی ارادے، دلولے، سردار لوگوں کے
ہوئی رسوائیِ دوراں، گلے کا ہار، لوگوں کے

گئے کہسار کی گھاٹی

گئے کہسار[1] کی گھاٹی کو ٹھہرے، ہادیِ اکرم
رہے ہمراہیِ رحلہ، مکرم حامی و ہمدم
رہے ہادیؐ و ہم دم، کھوہ سے کہسار کی لگ کر
رہے واں، وادیِ مکہ کے ہر سردار سے لگ کر
طعامِ راہ، اُس عرصہ[2]، وہاں لائی وہی اسمار[3]
ادا سے اک "دو رسّی[4] والی" کہلائی، وہی اسمار
وہی اسمار کہ ہے وہ ہم دمِ[5] ہم عمر کی لڑکی
وہی اسمار کہ ہے ہمراہی و ہم عصر کی لڑکی

---

[1] غار ثور مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے [2] مسلسل تین راتیں [3] حضرت اسمار بنت ابی بکر صدیقؓ
[4] حضرت اسمار نے کھانے اور پانی کے برتنوں کو اپنی اوڑھنی پھاڑ کر باندھ لی تھی، یہ ادا آنحضور کو بہت پسند آئی اسلئے پیار بھرے لہجے میں حضرت اسمار کو آپ نے "ذات النطاقین (دو رسی والی) کہہ کر پکارا۔
[5] حضرت ابوبکر صدیق رضؓ

ولد[۱] اُس ہم دم و حامی کے، ہر احوال کو لائے
مسلسل ٹک ٹکا کر، کھوہ کو کہسار کی آئے
ہوا حکمِ الٰہی، کھوہ کے سارے کھلے حصے
معمّر مکڑی کو، آ کر اسی لمحہ اسے ڈھک لے[۲]
اُسی دم دو عدد، اُڑ اڑ کے صحرائی حمام آئے
وہ معماری کو گھر کی، کر کٹ و کوڑا، اٹھا لائے
ہوا اُس کھوہ کا حالِ دگر، حکمِ الٰہی سے
وہاں، گمراہ آ کر لوٹ آئے، گھر کو، راہی[۳] سے

گھاٹی سے وداعی

وہاں اک عرصۂ[۴] محدود رُک کر ہادیٔ اکرم
مآلِ کار، راہی ہو رہے اُس کھوہ سے، اک دم

---

[۱] حضرت عبداللہ بن ابی بکرؓ [۲] چند قیافہ شناس قدموں کے نشانات تلاش کرتے ہوئے اس غار تک پہنچ گئے مگر قدرت خداوندی ان کی نظریں اس غار سے پھیر دی گئیں کسی نے جھک کر نہ دیکھا بلکہ ان کے سب سے بڑے چالاک امیہ بن خلف نے کہا! ان کا یہاں ہونا ایک امر محال ہے کیونکہ غار کے منہ پر مکڑی کا جالا ہے اور کبوتروں نے گھونسلا بنا رکھا ہے حالانکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اس وقت گھبرائے جب یہ سب باتیں کر رہے تھے مگر آنحضورؐ نے تسلی دی اور فرمایا گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا۔ [۳] یعنی ایک راہی کی طرح [۴] تین رات غار ثور میں قیام رہا اور یکم ربیع الاول پیر کے دن روانگی ہوئی۔ سیرۃ خاتم الانبیاء

سواری لے کے، اک مملوکِ[1] ہمدم کھوہ کو آئے
وہی ہمراہ، طے کردہ وہاں اک راہ داں[2] لائے
ہوئے ہادیؐ وہم دم، راہ داں، مملوک، ہمراہی
الٰہی امر سے، مصرِ احد کی دُور وہ راہی

معاملہ والدؔ مالک گھوڑ سوار کا[3]

وَلَد مالک کا، سرگرداں رہا ہر راہ، سر دے کر
کرے محصور ہادی کو، ہوس کو مال کی لے کر
رواں ہے راہِ ساحل سے، ہوئی طامع کو آگاہی
اُسی ساحل کی رہ لگ کر ہوا مردود وہ راہی
محل سے آ گا ہادی کے، وہ گھوڑے کو دوڑا کر
ارادے سے، رہے گا وہ، رسول اللہ کو لوٹا کر
اُسی دم گر[4] اٹھا گھوڑا، وہاں ٹھوکر کوئی کھا کر
وَلَد مالک کا، سوکھی سطح مٹی سے لگا آکر

---

[1] حضرت ابو بکر صدیقؓ کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ دو اونٹنیاں لے کر آئے ایک پر ہادی اکرم دوسری پر حضرتِ ابو بکر اور پیچھے ان کے غلام سوار ہوئے اور عبداللہ بن اریقط راستہ بتانے کے لئے آگے آگے رہے جو اجرات پر لائے گئے تھے۔ [3] سراقہ بن مالک [4] کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے اور وہ چوٹ کھا گیا۔

کمالِ ڈر ہوا اس کو، لگا وسواسؔ اُس لمحہ
محمدؐ کی دعاؤں کا ہوا، احساس اُس لمحہ

دعا کر دو، کہا ! ہو لوں رِہا دکھ کار روگوں سے
کہا ! دَم سادھ[2] لوں گا، وادیِ مکہ کے لوگوں سے

دعا گو ہو گئے، ہادی مرے، اللہ کے آگے
رِہا وہ ہو رہا دکھ سے، ہوا گھوڑا کھڑا، آگے

ولد مالک کا دَم سادھے، سوئے مکہ ہوا راہی
ہوئی احوال سے اُس کو رسول اللہ کے آگاہی

ملے اس کو، کئی اک طِمع ملک و مال کے راہی
کہا ہر راہ سے، ہر موڑ سے ہے ہم کو آگاہی

کہا ! اس راہ کی ہر سعی ہے اک سعیِ لاحاصل
اِدھر سے لَوٹ لے ہر آدمی مکہ کو، الحاصل

اُسی کی ہم کلامی سے، وہ سارے لَوٹ کر آئے
ہوتے رسوا سرِ دَوراں، گئے گھر رُو کو لٹکائے

رہا اس طرح سے وہ کارواں، آگے رَواں ہو کر
لگا مصرِ اُحد سے، کامگار و کامراں ہو کر

---

[1] اس کو گمان ہوا کہ یہ حادثہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بد دعاؤں کا نتیجہ ہے [2] اس نے کہا میرے حق میں دعا کر دیجئے کہ میں ٹھیک ہو جاؤں میں کسی سے یہ راز فاش نہیں کروں گا چنانچہ اس نے واپسی پر وعدہ وفا کیا اور جو راہ میں ملا اسے واپس کر دیا اور کہا کہ محمدؐ کا کہیں پتہ نہیں ہے

معاملہ سرائے کی رہوم کا

مراحل کرکے طے، ہادیؐ و ہمدم، ہمدمِ راعی[۱]
رُکے آکر سرائے[۲] راہ، اس رحلہ کے ہمراہی
ارادے کو طعام و دوسرے ماکول کے، لے کر
رواں ہوں، کھا کے اس ماکول کو دام و درم دے کر
کہا ماکول ہوگا؟ مالکہ سے اس سرائے کی
کہا: محروم ہوں آگے کو آکر اور رہائے[۳] کی
رُہُوم[۴] اک دُور، ہادیِ دو عالم کو دکھائی دی
کہا دُوہ لوں، اگر ہو رائے، اِس کو، مالکہ گھر کی
وہ محروم طعام و اکل، دل سے آہ اک لا کر
کہا: اس کے کہاں ہے دودھ، دُوہ لو، ہوا گر آکر
رسول اللہ آئے، دودھ دوہ ڈالا، گھڑوں اس سے
رواں وہ ہو رہے، اُس دودھ سے، آسودہ ہو ہو کے[۵]

---

[۱] عامر بن فہیرہ [۲] وہ سرائے اور خیمہ ام معبد کا تھا وہاں آکر آپ مع ہمراہیوں کے رُکے کہ کھانے کی کوئی شئے مل جائے تو کھا پی کر پھر روانہ ہوں۔ [۳] جب ام معبد سے معلوم کیا تو اس نے کہا افسوس کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے، عرب کے دستور کے مطابق اُسے لازمی طور پر افسوس ہوا ہوگا کیونکہ ان کے یہاں کوئی مہمان ہو کر بھوکا رہے ایک قابل افسوس بات تھی۔ [۴] رہوم دبلی پتلی بکری (یہ عربی لفظ ہے نوٹ)، ام معبد کا نام عاتکہ بنت خالد اور ابو معبد کا نام اکتم بن عون تھا۔ [۵] یعنی آنحضورؐ اور آپ کے ہمراہیوں نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور روانہ ہو گئے باقی کافی سا دودھ اس مالکہ کیلئے چھوڑ گئے۔ صادق

کہا، رکھو، گھڑوں ہے دودھ، مالامال ہو اس سے
سدا مسرور رہو، ہر گام ہو، ہر حال ہو اس سے
ہوئی مسرور لے کر حالِ دل، اس راہ والے کا
ہوا محسوس اس کو، کام ہے اللہ والے کا
اُدھر راہی ہوا وہ کارواں، اللہ والوں کا
اِدھر اُس مالکہ کا آدمی صحرا سے گھر لوٹا
گھڑوں رکھا ہوا، اس کو ملا وہ دودھ اُس لمحہ
کہاں سے آرہا؟ سائل ہوا، وہ دودھ اُس لمحہ
کہا ہمراہ دو اک ہمدموں کے، مرد اک عالی
مَہِ کامل، ادا اوسط، سَر و داڑھی مگر کالی
رُکا آکر، دوہا دودھ[1] اِس کا، رکھ کر ہو رہا راہی
رہا وہ مردِ کامل، ہوگئی ہے ہم کو آگاہی
ہوا مسرور اس کا مرد، احوالِ مکرم سے
ہوا معمور[2] دل اُس کا، ہَم[3] ہادیِ عالم سے

---

[1] یعنی اس لاغر بکری کا دودھ دوہا۔ نوٹ دوہا کا "واو" تقطیع میں نہیں آئے گا۔ وہ واو "خود" کے "واو" کی طرح ہے۔ [2] سیرت المصطفیٰ میں ہے۔ ام معبد کے شوہر نے کہا۔ اگر میں ان سے ملتا تو ان کی صحبت میں رہتا اگر تجھے موقع ملے تو بھی ایسا کرنا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد ان دونوں نے بھی ہجرت کی اور مدینہ پہنچ کر مسلمان ہوگئے۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

[3] ہم، غم

اک صدائے لامعلوم

لکھا ہے، وادیِ مکہ کے گرد اگرد، الہامی
صدائے آسماں آئی، ہوا سامعِ ہر اک عامی
کوئی سمعِ صدا سے، کس لئے محروم ہو، لوگو
صدا کا ماحصل اس طرح ہے، معلوم ہو، لوگو
عطا دو ہمدموں کو، ہو کرم اللہ کا لوگو
سرائے راہ ٹھہرے، لے کے وہ راہِ ہدیٰ لوگو
ہوئی وہ مالکہ[1] راہِ ہدیٰ کی ٹھوس، اک راہی
محمدؐ کا ہوا، اُس مالکہ کا مرد، ہمراہی
رہوم و دودھ کا اُس کے، کرو معلوم حال آکر
رہوم اُس کی گواہی دے گی لو کر لو سوال آکر
رہوم وہ دے گئے آکر، اُسی اللہ والی کو
کہ اس کا دودھ حاصل ہو، ہر اک رہروِ سوالی کو[2]

---

[1] سرائے کی مالکہ اُمِ معبد۔

[2] سیرت المصطفٰے میں اس سلسلے کے اصل عربی اشعار موجود ہیں یہاں صرف ترجمہ منظوم کر دیا گیا ہے جو غیر منقوط ہے۔ صادق

اسلمی سہمی کا اسلام

ہوا معمورۂ[1] ہادی کے آگے، اسلمی حائل
مگر آکر ہوا، راہِ ہدیٰ کی دور، وہ[2] مائل
وہ ملک و مال کی لے کر ہوس، حائل ہوا آکے
ہوا آکر کھڑا، اک دم رسول اللہ کے آگے
ہوئے سائل رسول اللہ، گروہ واسم؟ اک دم سے
کہا: ہوں اسلمی، ہوں سہم کی اولادِ اسلم سے
ہوا سائل اُسی دم وہ، کہو احوال، کس سے ہو
کہا: احمدؐ، محمدؐ، داعیِ اسلام ہوں لکھ لو

---

[1] مدینہ منورہ

[2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی اطلاع اہل مدینہ کو مل چکی تھی اس لئے جس طرح جمال جہاں آرا کے لئے آنکھیں منتظر تھیں مدینہ کے کافروں میں پیش آنے والے خطرناک زندگی کے باعث ایک ہلچل مچ گئی اور مکہ سے انقطاع دوستی کا خطرہ لاحق ہوا اس لئے بریدہ اسلمی ستر آدمیوں کو ساتھ لے کر نکل پڑا کہ وہ مدینہ میں داخل ہونے سے قبل ہی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گرفتار کرلے اور اہل مکہ کے حوالے کرکے سو اونٹ کا انعام حاصل کرلے مگر آنحضور کو دیکھ کر اس پر ہیبت طاری ہوگئی اور ایسا مقناطیسی اثر پڑا کہ وہ خود اپنے ہمراہیوں کیساتھ مسلمان ہوگیا۔ تاریخ اسلام

ہوا اسلام کا، اسلام کے داعی کا دل دادہ
ہوا ہمراہ سارے ہمدموں کے، دل سے آمادہ
اُسی دم لَااِلٰہ کہہ کے اِلَّا اللہ کہہ ڈالا
اُسی لمحہ، محمدؐ کو، رسول اللہ کہہ ڈالا

دورِ سوم

اعلائے اسلام کا دور

رسولُ اللہ کی آمد اولادِ عمروؑ کے گاؤں

رہا ہر دم دعا گو، ہر مددگار اور ہر ہمدم
رہے مصرِ اُحد آکر ہمارا ہادیِ اکرم
سرورِ سرمدی کر دے عطا، اللہ والوں کو
مُرادِ دل ملے، اسلام کے مسحور لالوں کو
ملی اک اطلاع، سرکار مکہ سے ہوتے راہی
سحر ہو گی مرادوں کی، ملی لوگوں کو آگاہی
سَروں سے آمد آمد کی رِدا، ہوصلہ ڈالے
مسلسل عَمروؑ کی اولاد کے کُل گاؤںؑ وگھر والے
سوئے حَرّہ گئے مسرور ہو ہو کر مگر وائے
لگائے لَو، کھڑے رہ رہ کے وہ محروم لَوٹ آئے
مآلِ کار، ماہِ سومؑ کی دس اور دُو آئی
گئی ٹولی مددگاروں کی حَـرّہ اور ہُو آئی

---

[1] اولادِ عمرو یعنی بنی عمر بن عوف [2] گاؤں سے مراد "قبا" ہے۔ قبا مدینہ منورہ سے دو میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ بنی عمرو بن عوف قبا میں رہتے تھے [3] اکثر روایات کے اعتبار سے آپ دوشنبہ کے دن ۱۲ ربیع الاول کو قبا میں تشریف لائے

معاً اٹھی صدا، وہ آ گئے، وہ آ گئے، لوگو
ہوا ہلاّ کہ سرداروں کے سَرْوَر آ گئے، دوڑو

دلِ دلدارگاں سمعِ صدا سے، لہلہا اٹھے
گھروں کے لوگ، ٹولی وار سارے ہمہا اُٹھے

مسلسل حوصلوں کا ہی رہا، اُس دم سماں طاری
ہر اک دوڑا کہ وہ اوّل کرے، ہادی کی دلداری

ہوئی آمد سے ہادی کی، سحَر معمور اُس لمحہ
وَلد گھر گھر کے گا، گا کر رہے، مسرور اُس لمحہ

رِدَا کے سائے سائے اِس لئے سرکار کو لائے
کہ سارے لوگ ہوں آگاہ، سرکار دو عالم سے

رُکے وہ عَمْرو کی اولاد کے اُس گاؤں و گھر آ کر
ملے گھر سعْد[1] کے، سرکار سے، سردار و سر آ کر

ہوا آرام کچھ وَلدِ ھَدَمْ کا دار ہادی کا
ملا آ کر وہاں ہادی سے ہر دل دار ہادی کا

اسی گھر گاؤں، ہادی سے ملے، ہَم دَم علی[2] آ کر
مرے ہادی کے گھر رکھے ہوئے اموال، لوٹا کر

ملا اِس گاؤں کے لوگوں سے، ہر آرام ہادی کو
سکوں حاصل رہا، رک کر وہاں، ہر گام ہادی کو

---

[1] سعد کا گھر دُور دُور سے آنے والے لوگوں سے ملاقات کیلئے تھا اور بنی عمرو بن عوف کے سردار ابن ہدم کے یہاں آپ قیام پذیر رہے [2] یعنی حضرت علیؓ جو امانت کے مال امانتداروں کو لوٹانے کیلئے رہ گئے وہ بھی واپس آ کر آنحضورؐ سے قبا میں ملے۔

اللہ کے گھر کی معماری

اُدھر کا دورِ اسلامی، مصلّے سے رہا عاری
ہوئی اِس واسطے اللہ کے اک گھر[1] کی معماری
کہ ہر اک ہو کھڑا آ کر وہاں، اللہ کے آگے
ٹکائے سر، بحمدِ اللہ، گھر اللہ کے آگے
کھڑا رکھے عماد[2] اسلام کا، اسلام کا حامل
رہے ہم دم ہر اک، اللہ کے احکام کا عامل
ملا اکرام معماری کا گھر کی گاؤں والوں کو
سرورِ دل ملا، اسلام کے مسحور لالوں کو
ہوا موسوم، اول دار وہ "اللہ کے گھر سے
مصلّے سے، درِ اکرام سے، "اللہ کے ڈر[3] سے"

---

[1] مسجد قبا جو اسلام کی سب سے پہلی مسجد ہے [2] نمازوں کا قیام [3] اس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقویٰ یعنی اللہ کے ڈر پر رکھی گئی لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَی التَّقْوٰی مِنْ اَوَّلِ یَوْمٍ

اسلامی سال کا سلسلہ

وداع کے سال سے لاگو ہوا ہے، سالِ اسلامی
عمرؓ کی رائے[1] سے، اِس رائے کے علماء ہے حامی
رہو ہر لمحہ، ہر دم مطلع اِس حال سے لوگو
ملا اصلاً عُلوِ اسلام کو، اس سال سے لوگو

ورودِ رسول درِ معمورۂ رسُول

ہوئی اُس گاؤں سے مصرِ احد[2] والوں کو آگاہی
ہوئے مصرِ اُحد کی وُور ہادی، گاؤں سے راہی
اکٹھا ہو گئے، مصرِ اُحد کے گھر دُوار[3] آ کر
ہر اک کی سعی ہے، ہر لے[4] سواری کی مہار آ کر
رِدا کے سائے سائے ہے، ہمارا ہادیِ دوراں
ہر اک کو علم ہے اس واسطے ہر اک ہے سرگرداں

---

[1] حضرت عمر کی رائے پر اسلامی سال یعنی سن ہجری کا آغاز ہجرت مکہ سے ہوا جس کا اول ماہ "محرم" ہے۔

[2] مصرِ اُحد اور معمورۂ رسول کا استعمال جہاں بھی ہوا ہے اس سے مراد مدینہ منورہ ہے [3] گھر دوار مقامی بولی کا محاورہ ہے جس کا مطلب ہے گھر کا گھر بچے بچے سب نکل پڑے [4] سواری کی لگام پکڑے۔

رسول اس طرح سے، ہمراہ ہر اللہ والے کے
ہوئے راہی، دلاسا گاؤں کے لوگوں کو دے دے کے

وہاں اولادِ سالم[1] کے محلے، رک گئے، آکر
عمادِ اسلام[2] کا کر کے کھڑا، راہی ہوئے سرور

لگائے لو، مددگاروں کا دل ہے، گرد لہرا کر
سواری، ہادیِ اکرم کی، اس کے گھر، رکے آکر

ہر اک کی سعی ہے، ہمسائگی اُس کو ملے، اُس دم
ہر اک کی سعی ہے، مہماں ہوں اُس کے ہادیِ اکرم

مکرم آس لوگوں کی مکمل کس طرح ہوگی ؟
سماں اس طرح کا طاری ہے، اک رُمّاں[3] و سوروگی

ہوئے سارے مددگاروں سے ہادی ہم کلام، آکر
کہاں ہے دم ؟ کوئی لے لے، سواری کی لگام آکر

سواری کس محل ہوگی کھڑی، موہوم ہے، لوگو
رُکے گی کس کے گھر، اللہ کو معلوم ہے، لوگو

سواری کو کوئی رُوکے، سراسر دور ہے، لوگو
رُکے گی حکم سے اللہ کے، مامور ہے، لوگو

کلام داعیِ اسلام سے، سارے ہڑک اٹھے
مددگاروں کے، اِس سمعِ صدا سے دِل دھڑک اٹھے

---

[1] آپ بنی سالم کے محلے میں پہنچ کر سواری سے اتر پڑے۔ [2] آپ نے وہاں سب سے پہلی نماز جمعہ ادا فرمائی اور نہایت بلیغ خطبہ دیا۔ [3] رماں، انار (سیرت للمصطفیٰ)

سواری آگئی اَولادِ مالک کے محلے[1] سے
رُکی آ گے مددگارِ رسول اللہ[2] کے گھر کے

ہوئے اولادِ مالک کے رسول اللہ ہم سائے
مددگارِ مکرم کے وہ مہماں ہو کے گھر آئے

ہوا دارِ مددگارِ دل آور، دارِ ھادی کا
رہا در اصل آگے سے[3] وہی گھر، دار ہادی کا

سراسر حوصلوں سے کھل اٹھا معمورۂ ہادی
گمک اٹھی گلوں کی طرح، ساری مصر[4] کی وادی

رہے ٹھہرے اسی گھر ہادیِ اسلام، اک عرصے[5]
ملا ہادیِ عالم کو سدا آرام اس گھر سے

---

[1] محلہ بنی مالک اور بنی نجار [2] حضرت ایوب انصاریؓ [3] بہت سے علمائے یہود کی پیش گوئیوں کی بنیاد پر شاہ یمن تُبَّعْ نے یہ مکان آنحضورؐ کے لئے بہت پہلے تیار کرا دیا تھا۔
[4] مدینۃ النبیؐ [5] گیارہ ماہ سے کچھ زاید۔

دار اللہ اور حرمِ رسول کی معماری

رہا وہ مصر[1] عاری آمدِ سرکار کے آگے
درِ اطہر[2]، دار اللہ سے، اللہ کے گھر سے
محل اک مول[3] لے کر ہو گئی اس گھر کی معموری
رہی گو مالکوں کے دل کو طمعِ مال[3] سے دوری
اٹھا مٹی و گارے[4] سے وہ گھر اللہ کا سادہ
رہے معمار اک وَلَدِ علی[5]، داعی کے دلدادہ
اُسی مٹی و گارے سے، ملے اللہ کے گھر سے
مکمل ہو گئے حرمِ رسول[6] اللہ کے دو کمرے
اساس اس طرح سے رکھی گئی اللہ کے گھر کی
کہ ہو رو گاہ لوگوں کے لئے دارُ المطہر[7] ہی
ہوئی اک آدمی کو ہادیِ اسلام کی رائے
کہ مکہ سے رسول اللہ کے اُسرے کو لے آئے

---

[1] مدینۃ النبیؐ [2] یہ وہی جگہ تھی جہاں آنحضورؐ کی سواری از خود رک گئی تھی [3] وہ زمین دو یتیم بچوں کی تھی جو قیمت لینے پر راضی نہ تھے مگر آنحضورؐ نے اس کی قیمت دے کر ہی مسجد نبوی کی تعمیر کرائی [4] مسجد نبوی کی دیواریں کچی اینٹوں اور گارے سے ستون کھجور کے تنوں سے اور چھت شاخوں سے تیار کی گئی۔

[5] طلق بن علی [6] مسجد نبوی سے متصل بروقت دو کمرے ازواج مطہرات کے لئے تیار ہوئے۔

[7] بیت المقدس کیونکہ وہی اس وقت اہل اسلام کا قبلہ تھا۔

گئے وہ اور لے کر آ گئے اُسرے[1] کو ہادی کے
ہوئے محروم گھر والوں سے، گھر داد او دادی کے
لگا اک سلسلہ معمورۂ ہادی کا، اُس لمحہ
سوا معدود لوگوں کے ہر اک مکہ سے آدھمکا
وہاں روکی گئی سسر[2] کارِ دو عالم کے اسرے کی
عروسِ والدٗ العاص اک رسول اللہ کی لڑکی

معمورۂ رسُول کے گروہ

رہا کل[3] دو گروہوں کا محل معمورۂ داعی
مددگاروں کا اک، اک اور اسرائیل کا دکھ دائی
رہا اول وہاں سالوں سے " اہلِ مصر[4]" کہلا کر
ملا اسم مددگاراں اُسے، اسلام لا لا کر
گروہِ دوم اسرائیل رہا دلِ مال داروں کا
رہا کارِ حصولِ مال لے کر سود، ساروں کا

---

[1] حضرت سودہ اور فاطمہؓ و ام کلثوم کو حضرت زید مدینہ لائے اور حضرت عائشہؓ اپنے بھائی عبداللہ کے ساتھ آئیں۔ (ابن سعد) [2] بنت رسول حضرت زینبؓ کو انکے خاوند ابوالعاص نے روک لیا تھا کیونکہ اس وقت تک وہ اسلام نہیں لائے تھے۔ [3] ایک انصار کا اور دوسرا یہود کا۔
[4] "اہل مصر" یعنی وہاں کا شہری۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

امورِ مصر کا مالک رہا وہ مال داری سے
رَہا سردار لوگوں کا وہاں کے سحر کاری سے
رہا معلوم اُس کو اک رسول اللہ آتے گا
ہدیٰ کی راہ سے وہ اہلِ عالم کو لگائے گا
مگر اُس کو رہا اِصرار، اسرائل سے وہ ہوگا
رہی اُس کی سدا للکار، اسرائل سے وہ ہوگا
وہاں آمد سے ہادی کی، ہوئی اک رائے اُس دل کی
کرے مل کر وہ آگاہی رسول اللہ سے کل کی
وہی موعود مُرسل ہے کہ ہے وہ دوسرا کوئی
کرے احوال سے معلوم، رکھ کر سلسلہ کوئی
اکٹھا "المدارس"[1]، ہوکے اسرائل کے سرکردہ
ہوئے آگاہ مل کر حال سے ہادی کے اُس لمحہ
ہوئے اسلام لاکر حاملِ اسلام معدودے[2]
مگر حاسد، ہدیٰ کی راہ سے محروم گھر لوٹے

ہمدموں سے مددگاروں کا سلوکِ ہمدردی

اِدھر حکمِ رسول اللہ سے وادی کے کُل ہمدم
رواں ہوکر وہاں سے آگئے معمورۂ صلعم

---

[1] مدینہ منورہ میں یہودیوں کا ایک مدرسہ تھا۔ [2] یہود کے سردار حی بن اخطب کے بھائی ابو یاسر اور سلام بن الحقیق اور اس کے گھر کے لوگ۔ (ہادی عالم)

گھروں سے آتے معمورے کو دِرم و دام سے عاری
رِلا اِسمِ اللہ کھو کھو کر کمائی عمر کی ساری
رہا معلوم حالِ ہم دماں، ہادیِ عالم کو
رہا معلوم ہر حالِ گراں، ھادیِ عالم کو
رسول اللہ کو اِس سے ملال و دکھ ہوا طاری
لگی دِل کو اَلَم سے ہمدموں کے مار اک کاری
ارادہ ہو رہا اِس واسطے ہادی کا اُس لمحہ
مددگاروں کا حل ہو مسئلہ امدادِ مالی کا
مددگاروں کو ہادی کا ملا حکمِ سُرُور آور
اکٹھا ہو گئے اک ہمدمِ ھادی کے گھر آ کر
اٹھے سرکار، لوگوں سے کہا، اسلام کے لالو
ہمارے ہمدموں کے واسطے اک کام کر ڈالو
مری ہے رائے، اک ہمدم کو اک ہمدردِ[1] گھر لائے
رکھے والد کے لڑکے کی طرح، اِس کا اَلَم کھائے
رواداری کا رکھے حوصلہ، ہمدرد ہو اُس کا
سدا رحم و کرم کے واسطے دل سرد ہو اُس کا
سرورِ دل ہوا حاصل مددگاروں کو داعی کے
ہوئے مدّاح سرکارِ دو عالم کی مساعی کے

---

[1] یہاں ہمدرد سے مراد انصارِ مدینہ ہیں جس کو جگہ جگہ "مددگار" سے تعبیر کیا گیا ہے اور "ہمدم" سے مراد مہاجر لئے گئے ہیں۔ صادق

وہاں سے ہمدموں کو لے کے وہ ہمدرد گھر آئے
مساوی دو الگ حصے ہر اک ساماں کے کروائے
عطا کی ہم دموں کو مِلک اک حصے کی گھر لا کر
محال اک، اَمر کے عامل ہوئے عالم کو دِکھلا کر

مَعَاہدۂ مَعمُورۂ رَسُول

رہائی ہو گئی مکہ کے ہٹ دھرموں سے گو حاصل
وہاں آ کر ملا اک دوسرا ہٹ دھرم اسرائل
رہا اُس کو حسد اسلام سے، اسلام والوں سے
رہا مکہ کے دَلاّلوں کا وہ ہمدرد سالوں سے
اگر ہر دُوْر رَہے حامی، ہوا احساس داعی کو
سمے سے ہوں گے آمادہ وہ ہِل مِل کر لڑائی کو
اگر اِس طرح ہمدردی کا آگے سلسلہ ہو گا
ہمارے واسطے اک مسئلہ آ کر کھڑا ہو گا
ہوا اِس واسطے اک عہد[1] معمورے کا ہادی کے
گروہوں سے وہاں کے اور اسرائل سے وادی[2] کے
رہے اسلام والے اور اسرائل کے ہرکارے
اُمور اُس عہد کے اُس دم ہوئے اس طرح طے سارے

---

[1] میثاق مدینہ جس کو معاہدۂ معمورۂ رسول سے تعبیر کیا گیا ہے [2] مدینۃ الرسول مراد لیا گیا ہے۔

"کوئی معمورۂ ہادی سے گر ہو معرکہ آرا،
لڑائی کے لئے آئے گا اس سے دَل کا دَل سارا
عدو سے کوئی گر ہوگا کسی دم صلح کا حامل
معاہد دَل ہر اک ہوگا سدا اُس صلح کا عامل
رہے گا طورِ ماں[1] دم کہ عرصہ سے رَہا ہوگا
اسی رُو سے عمل ہوگا، اسی رو سے ادا ہوگا
لڑائی گر کسی دَل کی عدو سے اس سے آ دھمکی
معاہد آئے گا حامی ہر اک ہو کر سدا اس کی
معاہد ہو کسی دَل کا وہ عہد و صلح کی رُو سے
رہے گا دور رہمدُدی سے گمراہوں کی کہ کے
معاہد ہو کسی مسلک کا، ہوگا اس کا وہ حامل
رہے گا ہر کوئی طے کردہ[2] مسلک کا سدا عامل"
ہوئے طے ہر امورِ عہد ہادی کی مساعی سے
مکمل ہو گئے سردار لوگوں کی گواہی سے
ہوا وہ عہد حل احساسِ ہادی کے سوالوں کا
ہوا ہموار ماحولِ عمل اللہ والوں کا
اِدھر معمورۂ ہادی کے گردا گرد ہر عامی
رسول اللہ کے دورے[3] سے ہوا اُس عہد کا حامی

---

[1] خوں بہا یعنی ہر گروہ اپنے آدمی کا خوں بہا خود ادا کرے گا۔ [2] مذہبی معاملہ میں ہر گروہ آزاد ہوگا۔
[3] آنحضورؐ نے میثاق مدینہ پر عمل کرنے اور حصول حمایت کیلئے قرب و جوار کی بستیوں کا دورہ فرمایا نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے اس معاہدے کی حمایت کی۔

مکّاروں[1] کا گروہ

رہے دو دَل مددگاروں کے اک اوس اک عدو اس کا
رہا وَلدِ[2] سَلول اک، ہم صدا و ہم گلو اُس کا
رہا سردار آمد سے اُدھر ہادی کی، ہر دو کا
رہی ہے آس آمد سے اِدھر، سردار وہ ہوگا
مگر ہادی کے آگے، دَل مددگاروں کا آ آکر
ہوا اسلام کا حامی، وہاں اسلام لا لا کر
لگی رٹ آمد آمد کی رسول اللہ کی اس عرصہ
لگا حاسد کی سرداری کو اِس ماحول سے دھکا
ملال اُس کو ہوا ماحول کی اس کامگاری سے
ہوا حاسد رسول اللہ کا محرومِ کاری سے
رہے وہ لوگ کہ اُس دم الگ اسلام کی حد سے
وہ آکر ہوگئے ہم راہ اُس مکار کے، کد سے
وہ مکاروں کا دَل کھل کر رہا اسلام کا حامل
مگر دِل سے وہ گمراہی کی راہوں کا رہا عامل
رہے لاعلم مکاری سے اس کی اس لئے داعی
ہمارا دَل ہے، وہ کہہ کر رہا، اسلام کا ساعی

---

[1] منافقین گروہ [2] خزرج [3] عبداللہ بن ابی بن سلول

وہ مکاروں کے دل سے اس لئے موسوم ہے لوگو
عمل اس کا کلام اللہ سے معلوم ہے لوگو

رُوگاہِ مُحوّل[1] — دارُ المطہر[2] سے دارُ الحرم[3]

ہوا حکمِ الٰہی اک اہم اللہ والوں کو
سرور آور رہِ اسلام کے مسحور لالوں کو
عمادِ سلم[4] کے ٹائم ملا وہ حکم داور سے
کہ رُو کو موڑ لو سوئے حرم دارالمطہر سے
رہی ہے آس[5] ہادی کو حرم رو گاہ ہو آگے
ہوئی کاہلِ وداع[6] سے، ماہ ساڑھے آٹھ کے لاگے
مرادِ دل ملی اس حکم سے ہادیِ عالم کو
سرورِ دل ملا اس سے ہر اک ہمدرد ہمدم کو

---

[1] تحویل قبلہ [2] بیت المقدس [3] خانہ کعبہ [4] تحویل قبلہ کا حکم نماز کے اندر ہوا تھا جس وقت آپ باجماعت مسجد بنی سلم میں ظہر کی نماز پڑھ رہے تھے۔ دو رکعت بیت المقدس کی طرف پڑھ چکے تھے۔ (حاشیہ شیخ الہند) عماد سلم سے مراد نماز لیا گیا ہے۔ سلم بمعنی الاسلام (روح المعانی) [5] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش تھی کہ قبلۂ نماز خانہ کعبہ ہو جائے [6] ہجرت مکہ کے دوسرے سال ساڑھے آٹھ ماہ بعد نصف ماہ شعبان ۲ھ میں تحویل قبلہ کا حکم نازل ہوا۔ (ہادی عالم)

اُسارہ والے

اُسارہ[1] اک عددِ حرمِ رسول اللہ کے آگے
رہا اسکولِ اوّل واسطے اللہ والوں کے
وہاں آ کر رہے وہ کہ وسائل سے رہے عاری
رہے مسرور ہادی کر کے کم حالوں کی دلداری
رہے اعمالِ اسلامی کے سادے لوگ وہ عامل
رہے اطوارِ اسلامی کے سارے لوگ وہ حامل
رہے اصلاحِ روح و دل کا سارا ولولہ لے کر
رہے اللہ کے ڈر کا سراسر حوصلہ لے کر
طعام و اکل سے محرومِ، دکھ سے سرگراں رہ کر
رہے علم و عمل کی حرص کا کوہِ گراں رہ کر
رہا محورِ حصولِ علم لوگوں کی مساعی کا
رہا ہے دَرِ دِلِ ہمدردگاں دکھ، درد دائی کا
وہ صوری طور سے گو کم رہا ہے اور لوگوں سے
مگر حامل رہا اکرام کا اللہ کے آگے
ملائک اطلاع اہلِ اُسارہ کے لئے لاتے
کہ ہے وہ دَل وہاں اللہ کے اکرام کے سائے

---

[1] ہمارے یہاں کی بولی میں سائے دار کھلے سائبان کو اسارہ کہا جاتا ہے یہاں اہل اسارہ سے اصحابِ صفہ مراد ہیں۔ صادق

اک ماہ کے صوم کا حکم

وداعِ مکہ کے سالِ دگر[1] ہادیٔ عالم کو
ہوا امرِ الٰہی صوم کامل ماہ کا رکھو
کہ صوم اک راہ ہے راہِ ہدیٰ اسلام والوں کی
اسی سے گمرہی، راہِ ہدیٰ ہر دو الگ ہوگی
ہدیٰ کی راہ کی ہوگی اسی سے اطلاع حاصل
ہدیٰ کی راہ کا حاصل ہے ماہ صوم کا حامل
ہوا اس امر سے امرِ دگر ہادیٔ عالم کا
ہوا امرِ ادیٔ صوم[2] آگے دس محرم[3] کا
ادھر صوم محرم ہی رہا صومِ اہم، لوگو
ہوا اک ماہ کے اس صوم کے آگے وہ کم[4]، لوگو

---

[1] یعنی رمضان المبارک کے ایک ماہ کا روزہ اور اس کا حکم [2] ہجرت کے دوسرے سال رمضان المبارک کے روزوں کا حکم ہوا اور شَہْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ الآیۃ نازل ہوئی [3] جب آپ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یوم عاشورہ کے روزے کا حکم دیا اور جب رمضان کے روزوں کیلئے آیت نازل ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ عاشورہ کا روزہ اختیاری ہے۔ سیرۃ المصطفیٰ

[4] کم ہونے مطلب یہ ہے کہ وہ فرض اور ضروری نہیں رہ گیا۔ صادق

کارروائی ولدِ سلول مکّار کی

دلِ وَلدِ سلول اُس دم رہا اسلام سے کھٹّا
رہا ساعئی عُلُوِ مسلم کو کوئی لگے دھکّا
ادھر مکہ کے گمراہوں کو، ہو کر علم عہدوں[1] کا
ملال و دکھ ہوا حاصل کہ گمراہوں کا ہے حصہ
محرّرلے کے سرداروں کا اک مُرسَل ہوا راہی
کہ دے آگوا کو مکاروں کے، اس لکھے کی آگاہی
رہا لکھا! ہمارا اک عدو، واں ہے، لڑو اُس سے
عدو کا سا سلوک دکھ دہی مِل کر کرو اُس سے
حوالے کر دو لا کر اُس کو، حمّالِ کرم ہوں گے
اگر عاری رہو گے، حملہ آور آ کے ہم ہوں گے
سلول اک دم اٹھا اک آڑلے کر اُس مُحرّر کی
اکٹھا دم کے دم ٹولی الم کاروں کی اک کر لی
کہا لوگو! لڑائی کے لئے مکہ ہے آمادہ
اِکٹھا دل ہے سارا اس گھڑی سرکردہ لوگوں کا
کہا! مکہ کے سرداروں کے حملے کا ہے ڈر ہم کو
محمدؐ سے لڑائی مول لے کر اس کو حل کر لو

---

[1] وہ خط جو مکہ کے سرداروں نے ایک آدمی کو لے کر ابی بن سلول منافق کے پاس بھیجا تھا۔ صادق

اُڑی مکہ کے لوگوں کے مُحَرّر کی ہوا کالی
اکٹھا ہے ہر اک ٹولی ملی ھادی کو آ گاہی
ہر اک مکار سرکردہ ہے آمادہ کڑائی کو
مسلح ہو رہی ہے مل کے ہر ٹولی لڑائی کو
اُسی لمحہ رسول اللہ اٹھ کر آ گئے اک دم
اکٹھا لوگوں سے آ کر کہا، سامع ہو، سادھے دم
مُحَرّر مکہ کے لوگوں کا مکاری ہے، دھوکہ ہے
مآل اس کا ہے رسوائی سراسر اور گھاٹا ہے
لڑائی کے لئے آمادگی مکروہ دعویٰ ہے
ہمارا حل مُحَرّر کے لئے اِس کے علاوہ ہے
ہماری رائے ہے مکہ کے مکاروں کو لکھ کر دو
معاہدہم ہوئے مکہ کے ہرکاروں کو لکھ دو
ہوئے گر حملہ آور وہ، لڑے گا ہر کوئی مِل کر
ہمارا ہر معاہدے گا ہر مکار سے ٹکر
ہوا گر عکس اِس کے، وہ ہے رسوائی ہی رسوائی
مآل اس کا ہے گھاٹا اور وہ دھوکے کی ہے ٹٹی
کلامِ ہادیٔ اکرم سے اکدم ڈر گئے سارے
وہاں سے اُٹھ کے لوٹ آئے گھروں کو، ہائے مکارے

اسلامی معرکے

وہی ہے ڈاکٹر ماہر، سوا دارو و مرہم کے
سڑے حصے کے سمّی مادّے کو کاٹ کر رکھ دے
وہی مصلح ہے کہ وہ اول اول سہل کاری سے
مکارِہ اور گمراہی سے ہر گمراہ کو روکے
کرے رحم و کرم وہ اولاً، کوئی اگر سکڑے
مآلاً معرکے کے واسطے آئے اگر آکڑے
رہے اس طرح کے ہر معرکے اسلام والوں کے
ڈٹے اس طرح سے آگے وہ مکہ کے دلالوں[۱] کے
رہِ اسلام کی ہموار، ہر دکھ اولاً سہ کر
مسلسل گھاس کھا کھا کر، گھروں کو الوداع کہکر
رہا اسلام کا ہر کام اس احساس کا حامل
ہوا کرم و عطا و سہل کاری سے عُلو حاصل
مگر معلوم کر کے اُس گھڑی اسلام والوں کو
رسول اللہ کے، اسلام کے مسحور لالوں کو

۱؎ دلال کا اصل تلفظ تشدید کے ساتھ ہے یوں دلال بغیر تشدید کے بھی عام طور پر مستعمل ہے گویا ہر دو کا استعمال صحیح ہے۔ غلط العام فصیح ہے۔ صادق

کہ آگے حد سے ہے مکہ کے لوگوں کی عدوکاری
لڑائی کے لئے آمادگی، دھوکہ و مکاری

ہوا محسوس اک سم ہلاکی ہوگا کڑکاوا
حسد کاری کا مردودوں کی ٹوٹے گا ادھر لاوا

کہاں مرہم سے مکاروں کے ورموں کی دوا ہوگی؟
کہاں اس سہل کاری سے رہِ اسلام وا ہوگی؟

سڑے حصے کو کاٹو گھاؤ کرکے، دور لا ڈالو
لڑو ڈٹ کر حسد کاروں سے، مارو گھور کر ڈالو

ہوا اصرار، ہمدرد وا کا سرکارِ دو عالم سے
لڑائی کا عطا ہو امر مکہ کے دلالوں سے

وداعِ مکہ کے سالِ دگر وہ امر آ دھمکا
لڑو ڈٹ کر حسد کاروں سے، دو للکار کے دھکا

ہوئے احوال سارے اصل، اسلامی لڑائی کے
ہوئے اس طرح سے مامور اہل اللہ کڑائی کے

رکاوٹ، اکل کاری کو نئی ہو اسطرح سے لوگو
رہا اسلام مکرہ[1] معرکوں کے واسطے لوگو

---

[1] اہل اسلام کو جن اسباب و علل کی بنا پر آمادہ پیکار ہونا پڑا وہ اسلام کے لڑائی کے لئے مکرہ ہونے پر خود دلیل ہیں در اصل یہ جہاد ابتداءً دفاعی تھا بعد میں اقدام جہاد کا بھی حکم نازل ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ اسلامی غزوات دفاعی اور احتیاطی تھے اقدامی اور انتظامی نہیں سراسر بھول ہے۔

حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہو گیا۔ صادق

مُہم اور معرکے کی اصطلاح

مسلسل ٹوہ گمراہوں کی، ہٹ دھرموں کی مُھوری
حسد کاروں کی رکھ والی کو ہمدردوں کی مموری
مددگاروں کی گرماگرم اصلاحی عمل کاری
گروہوں کی عدو کے اطلاع، اُسروں کی دلداری
مُہم[1] کے اسم سے سارا عمل موسوم ہے لوگو
ہمارے ہسٹری داں کو اگر معلوم ہے لوگو
اگر حاصل رہی سرکردگی سرکارِ عالی کی
مُہم اِسلام کی وہ اصطلاحاً "معرکہ" ہوگی

اوّل مہم، مہم اسد اللہ[2]

مُہِم اوّلِ اسلام اسد اللہ ہے لوگو
عدو سرگرمِ اسلام سے آگاہ ہے لوگو

---

[1] جو نقل و حرکت انصار و مہاجرین سے متعلق ہے اسکو سریہ کہتے ہیں اور جس نقل و حرکت میں آنحضورؐ خود شریک رہے اسے غزوہ کہتے ہیں انہیں کو غیر منقوط طور پر مہم اور معرکہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔

[2] حضرت حمزہؓ چونکہ سریہ کے امیر تھے اسلئے اسکو سریہ حمزہ بھی کہا جاتا ہے اس سریہ میں تیس مسلمان سردار شریک تھے کافروں کا گروہ تین سو افراد پر مشتمل تھا۔ یہ واقعہ رمضان ۲ھ کا ہے اسمیں کسی گروہ کا کوئی نقصان نہیں ہوا

رسول اللہ ہی کے حکم سے، لوگوں کی اک ٹولی
رواں اک کارواں کی اطلاع کے واسطے ہو لی
مہم کو ہمدموں کی مُرسَلہ، سرداریِ کامل
رہی عمِ رسول اللہ اَسداللہ کو حاصل
رہا ہے عمرو[1] مکی کارواں کا اصل و سرکردہ
مہم سے ہمدموں کی مطلع ہوکر وہ گھر لوٹا

دوسری مہم ــــ اسلام کا اول سَہام

ہوئی ارسال اک مُہِم[2] دگر اسلام والوں کی
گروہِ عکرمہ کی اطلاع کو ساٹھ لالوں کی
لگا کر ٹوہ مردودوں کی لوٹ آئی مہم گھر کو
ہوا معلوم مکہ کے رہے کل آدمی دو سو
سہام سعد اک ماری ہوئی، اعدا کی دور آئی
سہامِ سعد ہی اول سہامِ مسلم کہلائی

---

[1] ابوجہل [2] سریہ رابغ اس میں حضرت عبیدہ ابن الحارث لشکر اسلام کے اور عکرمہ یا ابوسفیان لشکر اعداء کے سردار رہے۔ مسلمان گشت لگا کر واپس آ گئے۔ اس مہم میں حضرت سعد بن ابی وقاص نے دشمنوں کی جانب تیر پھینکی تھی یہی وہ اول تیر ہے جو اسلام میں چلائی گئی۔ (رحمۃ للعٰلمین)

گئی [1] آئی مہم اک اور اسّی مرد کی حامل
رہی سرکردگی ھادی کے ہمدم سعد کو حاصل

اک اور مہم — حصولِ مال کا اوّل اسلامی حملہ

مہم [2] اک اور حکمِ ھادی اکرم سے ہے راہی
کسی مکہ کے آئے کارواں کی ہو کے آگاہی
مہم دس اور دو کی معرکہ آرا ہوئی آکر
حصولِ مال کی اوّل مہم، عالم کی کہلا کر
حصولِ اطلاع کے واسطے اصلاً مہم آئی
مگر احوال، حملہ کے لئے اُس دم ہوئے داعی
مَرا سردار، دو کو وہ مہم محصور کر لائی
وہاں سے ڈر کے مارے اڑ لئے لُک لُک کے صحرائی
اڑے اموال و ساماں ڈال کر اُس گام ہری کارے
ہوا مال اُدھک حاصل، مہم کوٹی وہ للکارے
ملا اک داؤ، مردودوں کو، ہلاّ آ کے کرواتے
مسلماں معرکہ آرائی کو، ماہِ [3] حرام آئے

---

[1] یہ سریہ ضرار ہے اس کے سردار حضرت سعدؓ تھے [2] سریہ عبداللہ بن جحش
[3] اسلام کو پہلی غنیمت اسی سریہ میں حاصل ہوئی۔

رَوا ہے معرکہ، کہہ دو محمدؐ، آ کے سائل سے
ہوا[1] امرِ الٰہی، وہ رہے کورے دلائل سے

اِسلام کا معرکۂ اول[2]

عُلو حاصل رہا سوداگری سے اہلِ مکہ کو
رہا اک دورۂ مالی ہی دل کا آسرا، لوگو
اِدھر اسلام کو حاصل علو و کامگاری ہے
اِدھر اسلام کو حاصل عطا، کردگاری ہے
سمے وہ آ رہا کر لے احاطہ سارے عالم کا
سمے وہ آ رہا دارو وہی ہو دردِ آدم کا
سمے وہ آ رہا اک طول سائے کی طرح آ کر
رِدائے رحم ہو کر اوڑھ لے عالم کو لہرا کر
رِدائے رحم اصلاح و رواداری کے کام آئے
رِدائے رحم درسِ عدل ہو کر گام گام آئے
مٹا دے سارے عالم سے وہ لاعلمی، حسد کاری
مٹا دے سارے عالم سے وہ گمراہی و مکاری

---

[1] مکہ کے سرداروں نے شور مچایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے شہر حرام (رجب) میں قتال کا حکم دیا ہے اس وقت یہ آیت نازل ہوئی یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الشَّهْرِ الْحَرَامِ قِتَالٍ فِیْهِ جوان کا رد تھی۔ یہ سریہ ۲ھ میں ہوا۔ (خاتم الانبیاء)

[2] غزوۂ بدر

رسول اللہ کا ہر کوئی رہے اک کلمہ گو ہو کر
رہے کس واسطے اُس رہ کوئی ٹکرا کے دو ہو کر
رہے ہر گام صلح و صلۂ رحمی کے لئے ساعی
رہے راہی ہدیٰ کی راہ کا، اسلام کا داعی

گمراہوں کا کارواں

اُسی[1] دوراں ہوئی اک اطلاع سرکار کو حاصل
کہ مکی[2] کارواں اک آ رہا ہے مال کا حامل
رواں ہو گا اِسی "معمورۂ ہادی" سے وہ ہو کر
سمے وہ آ رہا کوئی نہم دے دے اسے ٹھوکر
اُسی دم ہادیِ اسلام حاصل کر کے آگاہی
مددگاروں[3] کو سو صد سے ادھک لے کر ہوئے راہی
سواری، اسلحہ، املاک سے عاری، اُسی لمحہ
رواں ہو کر مددگاروں کا عسکر آ لگا رَوحا
کسی رہرو سے اِس کی ہو گئی اعدا کو آگاہی
معاً اُس راہ سے کٹ کر ہوئے ساحل سے وہ راہی

---

[1] جس وقت کافروں کے زور کو توڑنے اور علوِ اسلام کے بارے میں مشورے ہو رہے تھے۔
[2] ابو سفیان مکہ مکرمہ سے ایک قافلہ تجارت لے کر شام گیا تھا اور وہاں سے مال و اسباب لے کر واپس ہو رہا تھا [3] ۳۱۳ انصار و مہاجرین

سوئے مکہ ولد کو عمرو[1] کے سردار دوڑا کر
ہوا راہی، کہا کہہ دو، کرے ہر اک مدد آ کر
ہوا مکہ کو وارد، عمرو[2] کو دی اطلاع ساری
لگی اس اطلاع سے دل کو اس کے مار اک کاری
دھماکہ ہو کے دل سے اہل مکہ کے وہ ٹکرائی
لڑائی کی ہوا کالی اسی دم آ کے لہرائی
ہوا راہی لڑائی کے لئے اک کارواں[3] ڈٹ کر
ہوا راہی دمادم عسکر مردودگاں ڈٹ کر

ہمدموں اور مددگاروں کی حوصلہ وری

رسول اللہ ہو کر مطلع آعدا کی آمد سے
صلاح و رائے کا لے کر ارادہ اور[4] سر اٹھے
کہا آ کر کہ اے لوگو، لڑائی کے ارادے سے
رواں ہے اک مسلح عسکرِ عکار مکہ سے
کہا کھل کر کہو، کس طرح کا لوگو ارادہ ہے
مسلح ہے عدو اور عسکرِ اسلام سادہ[5] ہے

---

[1] ضمضم بن عمرو غفاری [2] ابوجہل [3] ساڑھے نو سو سواروں کا لشکر جرار۔ (نوٹ) مدینہ منورہ سے روانگی کے وقت اہل اسلام کا لڑائی اور جنگ کا کوئی ارادہ نہیں تھا مدعا صرف حصول مال تھا اسی لئے مسلمان بغیر کسی جنگی تیاری کے نکل پڑے تھے صرف ستر اونٹ اور دس گھوڑے ساتھ تھے اور لوگ تین سو تیرہ [4] بمعنی خیال [5] یعنی بغیر ہتھیار و بند کیونکہ بوقت روانگی کسی لڑائی اور جنگ کا وہم و گمان بھی نہ تھا۔

مکرم ہمدم[1] و دل دارِ ھادی اولاً اُٹھے
کہا: ہر اک لڑائی کو ہے آمادہ کمر کس کے
لگا دو معرکے سے گر لڑائی کا سوال آتے
مدد اللہ کی، آگے کوئی مائی کا لال آئے
عمر اٹھے، کہا، ہوں حاملِ حکمِ رسول اللہ
رہوں گا، عہد لے لو، عاملِ حکمِ رسول اللہ
لڑائی کا مکمل حوصلہ ہے ھادیِ عالم
لڑائی کا مکمل ولولہ ہے ھادیِ عالم
وَلَدِ اسود[2] کے حامی ہادیِ اسلام کے ہو کر
ہوئے مُعلِم[3] وہ اعدا سے لڑائی کے لئے اٹھ کر
کہا ہمراہ ہوں گے، ہادیِ اسلام، ہم سارے
کہاں ہو گا، کہ ہم ہوں ہمدموں کی طرح موسیٰ کے
کہ موسیٰ سے الگ ہو ہو گئے اس طرح کہہ کہہ کر
کہ اعدا سے لڑے اللہ کے، ہمراہ وہ رہ کر
مددگارِ رسول اللہ سعدِ[4] اہلِ دل اُٹھے
کہا ہم کو کہاں ڈر ہے رسول اللہ لڑائی سے

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ [2] حضرت مقداد بن اسود (مہاجر) [3] اعلان کرنے والے [4] حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مدعا یہ رہا کہ مہاجرین کے علاوہ انصار سے معرکہ آرائی کا عہد و وعدہ حاصل ہو، اس لئے آپ کو حضرت سعد کی تقریر اور عہد مصمم سے انتہائی خوشی حاصل ہوئی۔

رسول اللہ کے حکموں کے حامل ہوں گے ہم سارے
رسول اللہ کے حکموں کے عامل ہوں گے ہم سارے

مددگاری سے ہم ہو کر الگ، ہادی! کہاں ہوں گے
مدد سے دور رہ کر، ہائے امدادی کہاں ہوں گے

دکھاوے سے سدا ہم دور ہوں گے سرورِ عالم
ہمارے کام سے مسرور ہوں گے، سَرورِ عالَم

لڑائی کا سراسر سعد سے وعدہ ملا کامِل
سرورِ دل ہوا اِس سے رسول اللہ کو حاصِل

معرکہ آرائی کا ولولہ اور اللہ کی مدد

رسول اللہ کے ہمراہ ہمدردوں کی اک ٹولی
سوئے محلِ[1] لڑائی گاہ روحا سے رواں ہولی
ہوا معلوم آ کر عسکرِ اعداء کا اک ٹولا
ہر اک عمدہ محل کو کر کے اکوائر وہاں ٹھہرا
محل مٹی کا اک دَل دَل[2] ملا اسلام والوں کو
ملا "سلسالِ ماء"[3] سِلحِ[4] اہم کی دلالوں کو
ہوئی اسلام کے لالوں کو اسمِ ماء سے محرومی
مگر اللہ کی لاٹھی مدد کی لے کے ئے گھومی
کرم اللہ کا اک دم سے اک کالی گھٹا آئی
کئی "سلسالوں" کا اک سلسلہ ہمراہ وہ لائی
ملا مطرِ مسلسل سے سکوں اسلام والوں کو
لگا دھکا سا امدادِ الٰہی سے دلالوں کو
کئی اک کھود کر گڈھوں کو، روکا ماءِ ماطر کو
ہوا احساس محرومیٔ محلِ ماء کے حاصر کو
ہوئے اسلام والے ماءِ امدادی سے آسودہ
ہر اک سو رہروی[5]، ہمواری[6] وادی سے آسودہ

---

[1] مقام بدر [2] ریتلی زمین [3] پانی کا چشمہ [4] جنگی ہتھیار [5] چلنا پھرنا۔
[6] ریت جم کر برابر ہو گیا اور اس پر چلنا پھرنا آسان ہو گیا۔

ہوا حالِ دگرگوں عسکرِ اعدا، کا اُس لمحہ
رہا حالِ دگر اعداؤں کے ڈا[1]دا کا اس لمحہ

اہلِ اسلام کا وعدہ مکمل

مطالعہ کر رہا ہے عسکرِ اسلام کا داعی
کھڑا ہے ڈٹ کے آگے گلۂ اسلام کا راعی

ملا کر رُو کو رُو آگے کھڑا ہے عسکرِ اعداء
لڑائی کے لئے ہے عسکرِ اسلام آمادہ

ہر اک عسکر کے سپہ سپہ ڈاٹ داروں کی لڑائی ہے
اکھاڑہ گرم ہے، حملہ کڑا ہے، سرکٹائی ہے

کڑا حملہ علی کا لے گرا عدا، کے اک دھڑ کو
اِدھر اک وار اسد[2] اللہ کا کاری لگا اک کو

معاً ہر دو عدو دار الالم کو ہو گئے راہی
دلارے ہو گئے اللہ کو اک اور ہم راہی[3]

---

[1] جنگ کے سپہ سالار [2] حضرت حمزہ [1] حضرت عبیدہ ابن الحارث رض

[3] ابتدا میں لڑائی کا دُکا رہی۔ صفیں درست ہونے کے بعد قریش کے تین بہادر عتبہ ابن ربیعہ اس کا بھائی شیبہ ابن ربیعہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ نکلے۔ مسلمانوں میں سے حضرت علی اور حضرت حمزہ بن عبدالمطلب اور عبیدہ ابن الحارث نے ان کا مقابلہ کیا۔ تینوں کافر قتل ہوئے اور حضرت عبیدہ زخمی ہوئے۔ آخر میں دم توڑ دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شہادت کا پروانہ دیا۔ (سیرت خاتم الانبیاء)

معرکۂ عام، کامگاریٔ عسکرِ اسلام

لڑائی عام ہے گرما و گرمی کا ہے اک عالم
دلاور عسکرِ اسلام و اعداء لڑ گئے اک دم

ہر اک اک دوسرے کے حال سے لاعلم ہے لوگو
اِدھر ہلا اِسے لے لو، اُدھر ہلا اُسے لے لو

وَلَد والد سے والد ہے ولد سے معرکہ آراء
لڑا ماموں عمر ہی کا عمر نے اُس کو دے مارا

دلاور عسکرِ اسلام کے کوہِ گراں ہو کر
عدو سے معرکہ آرا ہوئے ڈٹ کر و دم کھو کر

حُسام دھار دار اعداء کے سر کو کاٹ ڈالے ہے
علوِ اِسلام کو حاصل عدو محروم دکھالے ہے

دعا گو ہے مرا ہادی اِدھر اللہ کے آگے
مرے مولا مرے عسکر کو حاوی کامراں کر دے

ملا لا گئی وحیِ الٰہی کامگاری کی
ہوا اسلام کے عسکر سے اکھڑی کم سہاری کی[1]

---

[1] کیوں کہ مسلمانوں کا لشکر ۳۱۴ انصار و مہاجرین پر۔ اور کافروں کا ۹۵۰ نوجوانوں ۱۰۰ گھوڑ سوار اور سات سو اونٹوں پر مشتمل تھا۔
(سیرت خاتم الانبیاءؐ)

رسول اللہ کا اس اطلاع سے رُو دمک اٹھا
گلوں کی طرح سے ماحول اسلامی گمک اٹھا
مرے داعی کا دل مسرور ہے وحی الٰہی سے
مددگاروں کا دل مسحور ہے وحی الٰہی سے

غمِ رسولؐ عمرو کی ہلاکی

مددگاروں کے دو کم عمر[1] لڑکے دوڑ کر آئے
کہاں ہے عمرو[2] مردود آ کے کوئی ہم کو دکھلائے
کہا عم[3] مکرم عمرو سے ہے ہم کو لاعلمی
ہمارے ہی حساموں سے ہلاکی اس کی ہے لکھی
لگا کر ٹوہ وہ دوڑے کہ دکھ دائی کھڑا ہے وہ
عدو اسلام کا اعدار کا سودائی کھڑا ہے وہ
ہوا کی طرح وہ ہر دو دلاور دوڑ کر آئے
ہوئے وہ حملہ آور عمرو کے سر کو اڑا لائے
ہوا مردود وہ دار الالم[4] کے واسطے راہی
ہوا کم عمر لڑکوں کا مکمل عہد ربِّ الٰہی
ادھر سے عکرمہ[5] دوڑا کہ مارے اک دُلارے کو
کہاں دم حوصلہ والے کے آگے مرد ہارے کو

---

[1] انصار کے دو لڑکے معوذ اور معاذ [2] ابوجہل جس کا اصل نام عمرو تھا۔ [3] حضرت عبدالرحمٰن بن عوف [4] جہنم [5] ابوجہل کا لڑکا۔

لگا اک گھاؤ لڑکے[1] کو مگر دم ہے، کڑائی ہے
لڑائی گرم ہے، وہ اور سرگرمِ لڑائی ہے
دلارے وہ رہے اسلام کے، دلدادہ داعی
رہے وہ لاڈلے ہر دم رہِ اسلام کے ساعی

ملائکہ کی مدد ═══ اعداء کی ہار

اٹھا کر سر درگاہ داور سے گرے داعی
ملے عسکر سے آکر گلۂ اسلام کے راعی
اڑا دی کر کے دم مٹی کو مٹھی سے سوئے اعداء
کرو حملہ معاً اسلام کے عسکر کو للکارا
رسول اللہ کے اس حکم سے اسلام کا عسکر
اسی دم حملہ آور ہو رہا ڈٹ کر، کمر کس کر
ادھر حکمِ الٰہی سے ملائک کی مدد آئی
گئے دم ٹوٹ اعداء کے ڈلوں سے ہو گئے رائی
گئے ہر سُو رما مارے[2] وکٹے اس لڑائی کے
لگے مردود وہ دار الالم کی کھوہ وکھائی سے

---

[1] حضرت معاذ رضی اللہ عنہ [2] اس جنگ میں قریش کے بڑے بڑے سردار عتبہ، شیبہ ابوجہل، امیہ بن خلف، عقبہ سب مارے گئے کل ستر مقتول ہوئے اور ستر گرفتار ہوئے باقی بھاگ نکلے۔ مسلمانوں میں سے صرف چودہ شہید ہوئے چھ مہاجرین میں سے اور چھ انصار میں سے۔ (خاتم الانبیاءؐ)

گھروں کی دور لوٹا معرکے سے دور اک ٹولا
مرا کٹ کر ادھک عسکر ہوا محصور اک ٹولا

محصوروں کے ہمراہ رسول اللہ کا سلوک

ملا حکم رسول اللہ مددگاروں کو اسلامی
کہ محصوروں کو گھر آرام سے رکھے ہر اک حامی
رکھے اک اک کوئی دو دو کوئی مردوں کو گھر لا کر
رکھے آرام و سکھ سے اُس کو اک ہمدرد کہلا کر
رہے آرام سے وہ گھر مددگاروں کے لکھا ہے
رہے آرام سے وہ گھر کرم گاروں کے لکھا ہے
طعام و اکل سے محروم گھر والے دکھی رہ کر
کہا محصور لوگوں سے رہو کھاؤ سُکھی رہ کر
رہا ہے اس طرح کا حال محصوروں کا داعی کے
رہا ہے اس طرح کا حال محکوموں کا داعی کے
رہے محصور عالم کے کہ وہ مارے گئے سارے
الم سے دُکھ سے بکھری کر وہ گارے گئے سارے
رہائی دی گئی آرام سے احوال لے لے کر
رہائی دی گئی آگے دُر و اموال لے لے کر
اٹھاؤ ہسٹری احوال محصوروں کے دکھلاؤ
ہوا عمدہ سلوک اس طرح کس کا ہسٹری لاؤ

سارے محصوروں کے ہمراہ اک سلوک

رہا محصوروں سے اک سا سلوکِ داعی و ہادی
کہاں عمِ گرامی[1] اور کہاں احساسِ دامادی

رہا ہر اک ہوا، ہم رائے ہو کر، مال دے دے کر
علاوہ مال محصوروں کے گھر کو حال دے دے کر

رہے عمِ گرامی گو کہ اک ہمدرد ہادی کے
وصولی مال کی اس سے ہوئی معہود[2] ہی لے کے

رہے داماد والد[3] عاص کے ہادیِ اکرم کے
ملا مالِ رہائی، آہ، ماں کا ہار لڑکی[4] سے

رہا وہ ہار کی صالحہ[5] ماں کا عطا کردہ
رہا وہ ہار کی صالحہ کا ہار[6] اک عمدہ

وصولی سے ہوا دکھ ہار کے، ہادیِ عالم کو
وصولی سے ہوا دکھ ہار کے، ہادیِ اکرم کو

اٹھا اسلام کا داعی کہ رو کے رائے کو لے کر
کہ ماں لڑکی کی ہمدرد و مربی ہے ہار کو دے کر

---

[1] حضرت عباس رضی اللہ عنہ [2] چار ہزار درہم سے زائد کیونکہ حضرت عباس غنی اور امراء میں سے تھے۔ [3] ابوالعاص جو بعد میں ایمان لائے [4] حضرت زینب رضی اللہ عنہا [5] حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا [6] وہ ہار حضرت خدیجہؓ نے حضرت زینبؓ کو جہیز میں دیا تھا۔ اور وہ رکھا ہوا تھا۔

اگر ہو رائے اُس لڑکی کو اس کا ہار لوٹا دو
کہو اس مرد سے لڑکی کے، لڑکی کو اِدھر لا دو[1]

رہی ہے اس سمے سسرال کی سرکار وہ لڑکی
رہی ہے عاص کے والد کے گھر اس سال وہ لڑکی

تمالاً ہمہ مومن کی رائے سے طے ہو رہا آ کر[2]
کہ لڑکی کو اِدھر لے آؤ اُس کا ہار لوٹا کر

رہا ہے کس طرح عمدہ سلوکِ ہادیِ کامل
مطالعہ کر کے اس سے درس اک سائی کرو حاصل

والدِ عاص کا اسلام

رِہا ہو کر کے والد عاص کے مکہ کو لوٹ آئے
رسول اللہ کی لڑکی کو گھر والد کے لوٹائے

رہائی کر کے حاصل لا دِ لے دِ مالی سے لوگوں کی[3]
ملا سر کو سکوں اور روح اک دم ہو گئی ہلکی

کہا ہم لوٹ کر مکہ کے گھر اسلام لے آئے
مرا اسلام مکرِہ کس لئے اسلام کہلائے[4]

---

[1] ابوالعاص جب آزاد ہو کر مکہ پہنچے تو حضرت زینبؓ کو مدینہ بھجوا دیا۔ [2] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اس ہار کو دیکھ کر آنسو آگئے تو آپ نے صحابہ سے فرمایا کہ اگر تم راضی ہو تو زینب کو یہ ہار واپس کر دو اور ابوالعاص سے کہو کہ وہ زینب کو مدینہ بھیج دیں۔ [3] لین دین کا معاملہ [4] یعنی اگر میں جیل سے رہائی کے بعد وہیں اسلام لے آتا تو وہ لوگ کہتے کہ یہ اکراہ و ڈر سے اسلام لایا ہے۔ (صادق علی)

علم اور اسلام

رہا محصور سارے ہو گئے اموال دے دے کر
رہائی کے لئے مالی مدد لی حال دے دے کر
کئی اک لوگ محرومی سے مالی رہ گئے لوگو
ملا حکم رسول اللہ رہائی اس طرح دے دو
کہ دس دس لڑکوں کو اسلام کے لوگوں کے لے آؤ
کہو محصور لوگوں سے لکھائی دس کو سکھلاؤ
مرا مالی رہائی کے لئے حکم لکھائی ہے
لکھائی ہی کے ماہر کی لکھائی سے رہائی ہے[1]

اس سال کے دوسرے اہم معاملے

اسی اول[2] لڑائی سے رسول اللہ گھر لوٹے
ہوا دکھ دل کو ہو کر مطلع احوال سے گھر کے
عروس حاکم سوم[3] مرے ہادی کی لڑکی کا[4]
وصال آگے ہوا معدود لمحے[5] اک لگا دھکا

---

[1] حضرت زید بن حارث نے اسی طرح لکھنا پڑھنا سیکھا تھا۔ [2] غزوہ بدر [3] حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
[4] حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا [5] جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ بدر سے لوٹے تو لوگ دفن کر کے مٹی دے کر ہاتھ جھاڑ رہے تھے۔

علاوہ اس کے اک لڑکی[1] رسول اللہ کی کامل
علی[2] کی ہم عروسی کی ہوئی اس سال وہ حامل
ملا حکمِ عمودِ[3] دوئم و سوئم مسلماں کو
ملے دو[4] سال کے مسرور لمحے ہم مسلماں کو
رہا اس سال بھی معرکوں کا دور اک طولیٰ[5]
عدو[6] کے گھر رسول اللہ کے سالم[7] گھسا مارا

معرکۂ الکدر[8]

وداع[9] کا سال سوئم ہے رسولِ ہر دو عالم کا
عدو[10] ہادی کا اک معمورۂ[11] ہادی کو آ دھمکا
رواں معمورۂ ہادی ہوا معہ دو گروہوں[12] کے
کہ اول معرکہ سے کامراں وہ کس لئے لوٹے
مددگاروں کو لے کر حملہ آور ہے مرا ہادی
مگر وہ آڑ لے کر گھس گئے کہسار کی گھاٹی
اسی کہسار کی گھاٹی سے لک کر اُڑ گئے سارے
وہاں کوئی کہاں ہے ہی کہ اس کو کوئی للکارے

---

[1] حضرت فاطمۃ الزہرا [2] حضرت علی سے حضرت فاطمہ کا عقد ہوا۔ [3] رمضان کے روزے اور فرضیت زکوٰۃ و فطر [4] عید الفطر اور عید قربان یعنی نماز و قربانی [5] سریۂ عمیر بن عدی، غزوہ بنو قینقاع، غزوہ سویق، غزوہ بنو غطفان وغیرہ [6] ابو عفک یہودی [7] سالم ابن عمیر انصاری [8] غزوۂ بنو غطفان [9] ہجرت کا تیسرا سال [10] دعثور ابن الحارث محاربی [11] مدینہ منورہ [12] ساڑھے چار سو آدمیوں کا

وہاں سے لوٹ کر آئے رسول اللہ سرِ راہے
سرِ رہ گھر گئے ہادی مرے مطرِ سماوی سے
ردا اوڑھی ہوئی مطر سماوی سے ہوئی اُودی
اسے اک ڈال سے لٹکا کے سوئے کہ ملے سوکھی
رسول اللہ کو وہ سو رہا معلوم کر لوٹا
اُسی کہسار کی گھاٹی سے لُک کر رک رہا ہوگا
حسام اک دھار والی سادھ کر آگے ہے ہادی کے
کہا لاؤ سہارا ہے کوئی ، دادا و [1] دادی کے
مرے سرکار اٹھے اور کہا اللہ سہارا ہے
اسی کا اک سہارا ہر گھڑی ہم کو گوارا ہے
اسی دم سُرسُری سی اس عدو مردود کو آئی
حسام دھار دار اس کی گری ، ہادی کے [2] لگ آئی
معاً اٹھے رسول اللہ کہا کوئی سہارا ہے
رہا مردود وہ سُم گُم ہوا محسوس ہارا ہے
رسول اللہ کو رحم آ رہا اس کو رہائی دی
سرورِ آگہی دی روح کو عمدہ دوائی دی
اٹھا ہی وہ وہاں سے کلمۂ اسلام کہہ کہہ کر
گروہوں کا ہوا مصلح رسول اللہ کا رہ کر

---

[1] بطور محاورہ روزمرہ لوگ ایسا استعمال کرتے ہیں (صادق) [2] پاس

معرکۂ اُحُد

احد کہسار معمورے کا ہے، معلوم ہے لوگو
لڑائی اس لئے اس اسم سے موسوم ہے لوگو

احد کا معرکہ ہے ہسٹری سے سال سوئم کا
کئی اک برائے سے اس رائے کو لے کر اہم رکھا

ملا دکھ اہل مکہ کو کڑا اول لڑائی سے
احد اول لڑائی کا صلہ ہوگا کڑائی سے

ہوئی اول لڑائی سے علم داروں کی رسوائی
کئی ہارے و مارے عام سرداروں کی رسوائی

رہا ماحول گھر گھر ہار سے اک سوگواری کا
رہا کہرام کا گھر مصر سارا وار کاری کا

صلہ کی اس لڑائی کے لئے اک حوصلہ اٹھا
کڑی حملہ وری کے واسطے اک ولولہ اٹھا

لڑا کا عسکروں کے واسطے اک دھوم ہے ہر سو
لڑائی کس طرح کی ہو وہاں معلوم ہے ہر سو

ارادہ ہے الٹ دو عسکر اسلام کی ٹولی
ارادہ ہے کہ سردارِ امم کو ماردو گولی

لڑائی کے لئے ہر اسلحہ گھر گھر اکٹھا ہے

لڑائی کے لئے ہر اسلحہ در در اکٹھا ہے
لڑائی کے لئے اک عسکرِ عسکار لوگوں کا
مسلسل کارواں ہے گھڑسواروں اور گھوڑوں کا
رواں ہے لے کے اس احساس کو وہ کامراں ہوگا
رواں اس آس سے ہے اس کا حامی آسماں ہوگا
اسے احساس ہے اسلام والوں کو وہ کھا لے گا
احد کے مصر کو ڈٹ کر ہواؤں سے اڑا لے گا
ہَوا حملہ وری کی وادیِ مکہ سے لہرائی
ادھر عمِ[1] گرامی کی وہاں اک اطلاع آئی
کہ معمورہ[2] کے گرداگرد حملہ ور اکٹھا ہے
کڑی اک معرکہ آرائی کا اس کا ارادہ ہے
رسول اللہ کو اس اطلاع سے ڈر ہوا طاری
عدو ہارا ہوا کھٹکا ! کرے گا طول مکاری
لگے حرّاس[3] گرداگرد معمورے کے اس ڈر سے
سحر کو ہمدموں کا کارواں آوٹ ہوا گھر سے
رہے ہمراہ دس سو ہادیِ اکرم کے ہمراہی
مگر مکارسہ سو راہ ہی سے ہو گئے راہی
وہ دھوکا دے کے رہ سے عسکرِ اسلام کو لوٹے[4]
وہ دھوکہ دے کے رہ سے ہادیِ اسلام کو لوٹے

---

[1] حضرت عباس جو اس وقت اسلام لے آئے تھے [2] مدینہ [3] پہرے دار [4] عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھی۔
(صادق)

ہوا حکم رسول اللہ کم عمروں کو لوٹا دو
کئی کم عمر لڑکے ہوں گے گھر کی راہ لگوا دو
دُکھی اس حکم سے ہادی کے اک لڑکا[1] کھڑا ہو کر
دکھائی طول دے اس واسطے اکڑا کھڑا ہو کر
مآلاً عسکرِ اسلام کے وہ آ گئے سائے
لڑائی کے لئے اعداء سے وہ اس طرح سے آئے
کھڑا لڑکا ہوا[2] اک اور کہ اس سے لڑے گا وہ
اسے سمرہ گرا کر اور اعداء سے لڑے گا وہ
لڑے ہر دو مگر اس دوسرے کو لے گرا سمرہ
لگا اُس سے رسول اللہ کو دم گر، کڑا سمرہ
رہے وہ حوصلہ ور اس لئے مسرور ہو ہو کر
لڑائی کے لئے رد کے گئے مامور ہو ہو کر
کہو اسلام حاوی ہے حسام دھار سے لوگو
کہ اسلامی سلوک و گرمیٔ کردار سے لوگو
ہوا حکم رسول اللہ حسام اللہ کے سائے
کہ عسکر ہمدموں کا معرکہ کے واسطے آئے
اُحد کہسار کے ہے ماورا اس واسطے لوگو
لڑو گے کس طرح اعداء سے اس کی ہر دوا کر لو
مسلح اک رسالہ آدھ سو کا ہو رہے گھاٹی
ڈٹے اس طرح کہ مر کر ملے اس کو وہی ماٹی

---

[1] رافع ابن خدیج [2] سمرہ ابن جندب (طبرانی)

کہ اے کر آڑ اُس کہسار کی حملہ گراں ہو گا
مکمل طور سے ڈٹ کر وہاں اک کارواں ہو گا
ہوا اَہلاً لڑائی عام ہے ٹکرا گئے ہر دو
حساموں سے حساموں کا ہوا ٹکراؤ اے لوگو
کٹا وہ سر، ہوئے دو ٹکڑے دھڑ کے، وہ لہو امڈا
حساموں سے دھڑا دھڑ کٹ رہا ہے عسکرِ اعداء
دَمادَم لڑ رہا ہے سورما اسلام کا ہر سُو
عدو دَہلا ہوا سہما ہوا ہے کاٹھ کا اُلّو
اِدھر کوئی اُدھر سر کا حواس و ہر گماں کھو کر
سر و ساماں اکٹھا کر رہا اسلام کا عسکر
سراسر کامگاری مل گئی اسلام والوں کو
ملی رسوائیٔ دوراں کڑی کی دلالوں کو
اُدھر اسلام کی معلوم کر کے کامگاری کو
رسالہ گھاٹی ہ مامور کا کھسکا، ہوا اک دو
ہوا سردار کا اِعلام کی مامور ہو لوگو
رسول اللہ کے احکام کے محصور ہو لوگو
عدولی حکم کی سرکار کے ہوگی رُکو لوگو
عدولی حکم کی سردار کے ہوگی رُکو لوگو
کہاں کوئی رکا دس رہ گئے سردار[۱] کو لے کر
رہے حکمِ رسول اللہ کے آگے وہ سر دے کر

---

۱ حضرت عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ

ملا حالِ دگر اعدا کو گھاٹی کے رسالے کا

ہوئے وہ حملہ آور[1] آڑ سے گھاٹی کے اس لمحہ

نا لاً کا مگاری مل گئی مکی دلالوں کو

صلہ حکمِ عدولی کا ملا اسلام والوں کو

رہے ہم رُتے ہادی اک دلاور[2] اور ہم رائے

لڑے اعدا سے ڈٹ کر کام وہ اسلام کے آئے

لگا گمراہوں کو دھوکہ رسول اللہ گئے مارے

ہوئے مسرور گمراہوں کی ہر ٹولی کے ہرکارے

ہوئے اس اطلاع سے مردہ دل اسلام والوں کے

ہوئے دل ٹکڑے ٹکڑے عسکرِ ہادی کے لالوں کے

صدا مالک[3] کے لڑکے کی اسی لمحہ گئی آہی

اِدھر آؤ ہمارا ہادیِ اکرم ہے ہم راہی

گئے دل ٹوٹ گمراہوں کے اعلام دل آور سے

لگا اس طرح کہ مردود ہی مر مر گئے ڈر سے

رسول اللہ کا مسعود رُو گھائل ہوا اک[4] سے

ہراساں ہمدمِ ہادی ہوئے اعدا کے حملوں سے

مگر ہمدم رسول اللہ کے سائے کے کام آئے

رہے طلحہ[5] وہاں ہو کر مسلسل ڈھال کے سائے

رہے وہ معرکہ آرا مسلسل گھاؤ کھا کھا کر

رہے وہ ڈھال ہادی کے لئے اعدا سے ٹکرا کر

---

[1] یہ حملہ خالد بن ولید نے اپنے سو ساتھیوں کے ساتھ کیا تھا۔ جو اس وقت تک اسلام نہیں لائے تھے کافروں کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ [2] حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ [3] کعب بن مالک رضی اللہ عنہ [4] عبداللہ بن قمیہ [5] حضرت طلحہ نے تیروں اور تلواروں کو اپنے اوپر روکا ان کے بدن ستر زخم تھے۔ (ابن حبان)

اُحد کا معرکہ حکمِ عدولی سے ہوا الٹا
ہوا اک کامراں ہارا ہوا اک کامراں ہارا
اِدھر اسلام والے ساٹھ و دس دارالسلام[۱] آئے
اُدھر اک اٹھارہ سے مر کر عدو دارالالام[۲] آئے

مہمِ ساعدی

لڑائی کے احد کی سال[۳] اگلے ماہ دوئم کے
مہم اک ہمدموں کی ساٹھ و دس کی حکمِ ہادی سے
گئی اصلاح و علمی کام کو اک مصر[۴] صحرائی
رہے علمائے معلم اس مہم کے واسطے ساعی
ملی اک ولدِ عمرِ والساعدی کو اس کی سرداری
مکرم ہمدم و علماء کی اس ٹولی کو ہر ساری
لڑائی ہو گئی آ کر وہاں رعل اور عامر[۵] سے
وہاں مارے گئے مدعو معلم سارے کے سارے
ہلاکی سے ہوا علماء کی اس، سرکار کو صدمہ
ہوا دھوکہ گردوں کے دھوکے سے سردار کو صدمہ
نکا کر سر دعا کر وہ[۶] کی اللہ کے آگے
دکھی اس امر دکھ دہ سے رہے سرکار اک عرصے

---

[۱] جنت الفردوس [۲] جہنم "الالام" کا مدہ ضرورۃً حذف کر دیا گیا ہے (صادق) [۳] ۴ ہجری ماہ صفر [۴] نجد [۵] اور اس کے دیگر ساتھی ذکوان وغیرہ۔ [۶] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مردودوں کے لئے ایک

مکہ کے گمراہوں اور اسرائلی گروہ کا معاہدۂ مصالحہ

مرے ہادی کی آمد کے سبب معمورۂ ہادی
رہے اسلام والے ہر طرح ہمدرد و امدادی

معاہد ہو کے اسرائل گروہ اک مالداروں کا[1]
رہا آمادۂ آلام مسلم کام گاروں کا

معاہد ہو کے وہ دکھ درد کا ساعی رہا ہر سو
معاہد ہو کے وہ دکھ دائی داعی رہا ہر سو

رسول اللہ رہے اس عہد کے ہر حال سے عالی
رسول اللہ رہے اس عہد کے ہر سال سے عالی

مآلِ کار اسرائل ہوا اس عہد سے عاری
رہی وا معرکہ کے واسطے رگ رگ سے مکاری

لڑائی کے لئے ہر دل ہے[2] اسرائل کا آمادہ
رہا ہے اس لئے ہر عہد لاحاصل وہر وعدہ

ہوا اس واسطے حکم رسول اسلام والوں کو
کرو محصور مارو سارے اسرائل دلالوں کو

(حاشیہ صفحہ ۱۶۹ کا بقیہ) عرصہ تک بد دعا کرتے رہے۔ (نوٹ) ستر حضرات معلمین عامر ابن مالک ابو براء کے کہنے پر اہل نجد کی طرف تبلیغ اسلام کے لئے بھیجے گئے تھے یہ واقعہ بیر معونہ کے نام سے مشہور ہے۔ [1] [2] کا حاشیہ صفحہ ۱۷۶ پر

ادھر سالوں[3] سے اسرائل و مکاروں کا اک عسکر

رکھا اک سلسلہ مکہ کے گمراہوں سے لکھ لکھ کر

کرے مِل مِل کے ہر اک گول ڈٹ کر معرکہ کاری

اساس اسلام کی اصلاً مٹا دے اور سرداری

مآلاً ہو گئے ہم رُو ہر اک اسلام والوں کے

حسد کی آگ سے دل ہی دہک اٹھے دلالوں کے

لڑائی موعد و دومہ کئی اک معرکے، ہائے

کڑی اس سلسلہ کی ہو کے وہ اس سال ہی آئے

حاشیہ ص ۱۷۵

[1] جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو یہاں یہود سے مصالحت کا معاہدہ فرمایا تھا جس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وفا کرتے رہے لیکن چونکہ مدینہ طیبہ کے یہودی رئیس اور مالدار تھے آپ کے تشریف لانے کے بعد اسلام کی روز افزوں ترقی اور شان و شوکت کو دیکھ کر ان کو سخت غصہ آتا اور وہ رسول اللہ اور مسلمانوں کے درپئے آزار رہتے۔

[2] بنو قینقاع اور بنو نضیر یہ دونوں یہودیوں کے قبیلے تھے۔ بنو قینقاع نے اعلان جنگ کیا پھر بنو نضیر نے بغاوت شروع کر دی یہ دیکھ کر آنحضرت نے جنگ کی تیاری شروع کر دی مقابلہ ہوا تو وہ سب قلعہ بند ہو گئے کچھ عرصہ محصور رہ کر جلاوطن کر دیئے گئے۔ بنو قینقاع شام کے علاقہ میں اور بنو نضیر خیبر چلے گئے۔

[3] ادھر قریش مکہ برابر دھمکی دے رہے تھے کہ اگر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مدینہ سے نہ نکال دو گے تو ہم تمہارے ساتھ بھی جنگ کریں گے اس وقت یہ اسباب باہمی ربط و اتحاد کا بہانہ بن گئے اور اب قریش مکہ، یہود مدینہ اور منافقین سب کی مجموعی طاقت اسلام کے خلاف کھڑی ہو گئی چنانچہ غزوۃ ذات الرقاع، دومۃ الجندل، بنی المصطلق۔ موعد جس کو بدر ثانی بھی کہا جاتا ہے اسی سلسلہ کی کڑیاں تھیں۔

(سیرت خاتم الانبیاء)

کھڈ[1] کا معرکہ

مآل کار اکٹھا ہو گئے اسلام کے اعداء
گروہوں کے ہر اک ہل ہل کے سارے مرد اور مادہ
ارادہ ہے اساس اسلام کی ڈھا کر ہی دم لے گا
ہر اک دلدادہ اسلام کو کھا کر ہی دم لے گا
رواں ہے عسکر طرار[2] لے کر لاکھ کا دسواں
لگا اس طرح ٹڈی دل، مٹا لے گا ہر اک ارماں
مسلح ہو کے وہ معمورہ ہادی کو آ دھمکا
محاصر ہو کے معمورے کا آدھے ماہ وہ لٹکا
ہوئی معلوم معمورہ کے گمراہوں کی محصوری
رسول اللہ کو اسلام کے سردار کو ’’صوری‘‘[3]
اکٹھا کر کے لی ہر رائے ہر اسلام والے سے
اٹھے اک ہمدم[4] اکرام والے ملک کسریٰ کے
کہا گہری سی کھائی کھود کر گمراہوں کو روکو
کرے حملہ اگر کھڈ کے اُدھر گمراہوں کو روکو
لڑائی کے لئے کھل کر اگر گھر سے اِدھر آئے
سوا ڈر ہے کہ وہ معمورۂ ہادی کو در[5] آئے

---

۱ غزوۂ خندق ۲ دس ہزار فوج ۳ دکھانے کی ۴ حضرت سلمان فارسیؓ ۵ یعنی شہر کے اندر گھس آئے۔ صادق

ہوئے مسرور سارے لوگ ہی اس رائے عالی سے
کھدائی کھڈ کی گہری ہوگئی ڈٹ کر کدالی سے

کھدائی کے لئے کھڈ کی مرا سرکار ہے آگے
کھدائی کے لئے اسلام کا سردار ہے آگے

کھدائی کے سمے اک کوہ کا ٹکڑا ہوا حائل
دلاور، سورما آئے کئی اک ہوگئے گھائل

مرے سرکار آئے اک کدالی سے اسے مارا
وہ ٹکڑا کوہ کا سو ٹکڑے اک دم ہو رہا سارا

کھدائی کا ہوا ہر کام کامل سعی کامل سے
ٹٹولو[1] دِل، ملاؤ عسکرِ اسلام کے دِل سے

اُدھر گمراہوں سے محصور گھر اسلام والوں کے
اِدھر کمیِ رسد سے سِل لگی ہے سطحِ معدہ سے

ہوا معلوم حال اسلام والوں کا ہو دکھلائے
مرا ہادی لگا رکھے ہے دو ٹکڑوں کو معدے سے

محاصرہ گئے اس طرح کھائی کے ادھر سارے
سہاموں سے، ڈلوں سے دور دوڑا کر کے للکارے

اِدھر اسلام والوں سے کرارا دھوا اس کا
سہاموں کی مسلسل[2] مطر اک عرصہ رواں اُدھا

---

[1] یعنی اپنے دل کو ٹٹولو اور دیکھو کہ صحابہ نے اسلام اور احیاء دین کے لئے کتنی مشقتیں اٹھائیں۔ اور خود سرکار دو عالم ﷺ نے اور تم کیا کر رہے ہو [2] اینٹوں کا ٹکڑا، ڈلا وغیرہ۔ صادق

سرد اور کالی ہوا ــــــ امداد الٰہی

لڑائی کے سرو ساماں سے محروموں کو الحاصل
ملی مددِ الٰہی، کامگاری مل گئی کامل
کھلی اللہ والوں کو مدد اللہ کی آئی
لگی اعدائے ہمرو کو ہوائے سرد اور کالی
اکڑ کر رہ گئے سردی سے گمراہوں کے ٹھٹھ سارے
اکھڑ کر رہ گئے گمراہوں کے سردار وہر کارے
حواسِ عسکرِ اعداء معطل ہو گئے سارے
ہوئے راہی گھروں کو ہو کے رسوا وہ لٹے ہارے
رسد سے اکل سے اکھڑے، ہوا اکھڑی لڑائی کی
دہائی کام آئے گی کہاں؟ داد و مائی کی
ہوا گمراہ رسوا مار کا اللہ کی مارا
لڑائی گاہ اعداء کا اُٹھاٹ اک دم ہوا سارا

اس سال کے دوسرے معاملے

ہوا احرام[1] کا حکم رسول اسلام والوں کو
ہوا حکم دگر اس کے سوا احرام[2] والوں کو

---

[1] فرضیت حج [2] احکام حج

عروسِ[1] حاکمِ اول کا سال مرگ ہے لوگو
ولد[2] کا حاکمِ سوئم[3] کا سال سوگ ہے لوگو
رہا اس سال ڈاواں[4] ڈول در معمورۂ ہادی
رہا اس سال مہ کا گول[5] در معمورۂ ہادی

معاہدۂ صلح[6]

کوئی گدھا وہاں مکہ ہی کے اک ٹھاوں[7] ہے لوگو
اسی کے اسم سے موسوم واں اک گاؤں ہے لوگو
اسی اک گاؤں سے موسوم عہد صلح ہے سارا
اسی اک گاؤں سے معلوم عہد صلح ہے سارا
وداعِ مکہ کا ہے سال اٹھواں، ماہ دسواں ہے
رسول اللہ کے ہمراہ سولہ سو[8] مسلماں ہے
ہوئے آمادۂ رحلہ رسول اللہ سادگی[9] سے
رہا اک کارواں ہمراہ عمرے کے ارادے سے
رکا وہ کارواں لوگوں کا گرد اس گاؤں کے آکر
کرے آرام، روٹی دال مالک کی عطا کھا کر

---

۱ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی کرم بیوی اور حضرت عائشہ رضی کی ماں کا انتقال ہوا ۲ و ۳ حضرت عثمان رضی کے صاحبزادے عبداللہ بن عثمان رضی جنت الفردوس میں تشریف لے جانے کا سال یعنی سال وصال ۴ اسی سال مدینہ میں زلزلہ آیا۔ ۵ مہ بمعنی چاند گول بمعنی گہن یعنی اسی سال چاند گرہن خسوف قمر بھی ہوا۔ (سیرۃ مغلطائی ص ۵) ۶ صلح حدیبیہ ۷ ٹھاون بمعنی جگہ ۸ لوگوں کی تعداد سولہ سو سے کچھ کم یا چودہ پندرہ سو بتائی جاتی ہے ۹ جنگ و جدال کے سامان ان کے ساتھ نہیں تھے

گئے داماد[1] سوئم ہادیِ اکرم کے مکہ کو
کہ ہادی کا مرے لوگوں کو سارا عِلم آمد ہو
وہاں معلوم ہو ہادی کا عمرے کا ارادہ ہے
لڑائی سے دلِ سودائی اسلام سادہ ہے
مگر وہ حاکمِ سوئم کے آڑے آ گئے سارے
ملی اک اطلاع داماد ہادی کے گئے مارے

عہد سُرّی

ہوا کروہ سی اس اطلاع سے گاؤں[2] والوں کو
رسوا صدمہ رسول اللہ کو اسلام والوں کو
ہوا طے "صلہ دم" اس کا ٹھہر کر کارواں لے گا
صلہ داماد ہادی کا وہ لے کر گھر کو لوٹے گا
ہمراہ سمرہ[3] کے سائے عہد مکہ سے لڑائی کا
ہوا سمرہ کے سائے عہد ٹھوس اک کاروائی کا
ہوا اس عہد سے مسرورِ کامل مالکِ واحد
اِسی کے واسطے اصلاً کلام اللہ[4] ہوا وارد
سرورِ مالک و مولا ہوا معلوم اے لوگو
اسی سے عہد "عہدِ سُرّی[5]" سے موسوم ہے لوگو

---

[1] حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ [2] یہاں گاؤں والوں سے مراد مسلمانوں کا بھی قافلہ ہے جو عمرے کے ارادے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ اس گاؤں میں قیام فرمایا اور عہد کے پورے ہونے تک قیام کا ارادہ فرمایا [3] حضرت عثمانؓ کے قتل و شہادت کی خبر سن کر ایک ببول کے درخت کے نیچے بیٹھ کر (بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۸۲ پر دیکھیں)

ہوا معلوم آگے حاکم سوئم کی اہلا کی
رہی ہے اک گھڑی مکارگی مکار لوگوں کی

علاوہ اس کے مکہ سے کوئی اک[۱] اہل کار آئے
کہ صلح و عہد لکھوا کر وہاں سے آکے لوٹائے

ہوا دس سال کا عہد محرر اس طرح لوگو
ہوئی دس کی صلح مُطَہَّر اس طرح لوگو

کہ لَوٹے کارواں اسلام والوں کا اسی لمحہ
رہے سال دگر سردار، ہو آمادۂ رحلہ

رہے لاواسطہ سال دگر اک اسلحہ لائے
اگر ہمراہ لے آئے اسے ڈھک کر مگر آئے

رہے ہر طور سے مکہ کا مسلم وادیِ مکہ
رہے معمورہ[۲] کا مکہ ارادہ ہے اگر اس کا

کوئی مکی ہو معمورہ اسے لوٹا دے، معمورہ
اگر معمورہ کا ہو کوئی مسلم رک رہے مکہ

ہوا اسلام کے دلدادوں کو احساس رسوائی[۳]
مگر اس صلح سے اک کامگاری کی صدا آئی

معمہ حل ہوا آگے کو صلح کامگاری کا
صلہ[۴] حاصل ہوا اسلام کو اس صلح کاری کا

[۴] فتح مکہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) حضورؐ نے صحابہ سے جہاد پر بیعت لی جس کا ذکر قرآن مجید میں موجود ہے اسی لئے اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہا جاتا ہے [۵] عہد سری بیعت رضوان کی غیر منقوط تعبیر ہے [۱] سہیل بن عمرو (صادق)

[۲] مدینہ [۳] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی دب کر صلح کو ناگواری کا جواب یہ دیا کہ مجھے خدا کا یہی حکم ہے اور اسی میں ہمارے مستقبل کی تمام فلاح و کامرانی کا راز مضمر ہے جو اگلے ہی سال فتح مکہ کی صورت میں ظاہر ہوگئی۔ گویا آپ اس

ملوک عالم کو رسول اللہ کے مراسلے

ہوئی اس صلح[۱] سے ہموار رہ اسلام والوں کی
رہی وہ صلح اصلاً ہار اک، کی دلالوں کی
ہوا ہم وار ی اسلام سے احساس ہادی کو
کرو مدعو ملوک مصر کو، امصار وادی کو
صدا دے سارے عالم کو رہے اسلام کے سائے
لکھا سرکار کا مُرسَل سے لے اسلام لے آئے
لکھا اک اصحمہ[۲] کو وہ لگا کر رُو سے اور سر سے
ہوئے حامی رسول اللہ کے، اسلام لے آئے
لکھا اک روم[۳] کے حاکم کو، ڈر سے عام لوگوں کے
رہا احساس عمدہ، رہ گئے اسلام سے ہائے
لکھا حاکم کو کسریٰ[۴] کے صدا اسلام کی دے کر
مگر کر ڈالا ٹکڑے ٹکڑے[۵] کھرا اک سے لے کر
ہوا معلوم ہادی کو کہا اللہ کر دے گا
اسے وہ ٹکڑے ٹکڑے ملک کو اس کے رگڑ دے گا

---

۱ صلح حدیبیہ ۲ بادشاہ حبشہ کا اصل نام ہے ۳ مراسلہ خط خسرو پرویز کے پاس ۴ کسریٰ کے
۳ ہرقل کے نام دحیہ کلبی خط لے کر گئے تھے ۵ حضور کی دعا قبول ہوئی اور اپنے بیٹے شیرویہ کے ہاتھوں
[illegible] لیا۔

لکھا اللہ کا اس کی ہلاکی ہو گئی کاری
ہوا لڑکا اسی کا حاکمِ اِملاکِ سرکاری
لکھا اک مصر[1] کے حاکم کو، لو اسلام لے آؤ
سمے ہے اور لوگوں کو رہِ اِسلام دکھلاؤ
رہا عمدہ سلوک اس کا رہا ہے دُور گو اس[2] سے
عطا دُلدُل کو کر کے وہ رہا مسرور گو[3] اس سے
رسول اللہ کے لڑکے کی ماں[4] اکرام سے آئی
رہی ہم اسم معمار[5] حرم کی وہ سگی مائی
لکھا اک[6] اور کو کھرا ولد[7] کو عاص کے لے کر
رہے دو لڑکے[8] وہ اسلام لائے واسطہ[9] دے کر

---

۱ سلطان مصر و اسکندریہ مقوقس ان کے پاس حاطب بن بلتعہ خط لے کر گئے تھے۔
۲ یعنی اسلام سے ۳ اسلام سے ۴ حضرت ماریہ قبطیہ اپنی کنیز کو سلطان مصر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدیہ میں دیا تھا ۵ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہم نام ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ماریہ قبطیہ سے تھے۔
۶ شاہان عمان ان کے پاس حضرت عمرو بن العاص خط لے کر گئے تھے جیفر اور عبداللہ دو لڑکے تھے یہ بہ خوشی اسلام لائے ۷ حضرت عمرو بن العاص
۸ جیفر و عبداللہ ۹ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے اور رابطے سے وہ اسلام لائے۔

حسام اللہ اور ولد عاص کا اسلام

حسام اللہ[1] عہد و صلح سے آگے بڑھے
حسام اللہ سے اکھڑی لڑائی ہو گئی گاڑھی
اُحد کا معرکہ دم سے حسام اللہ کے دہکا
حسام اللہ سے ہارا ہوا گھر کامراں لوٹا
درار صلح تک کے لئے وہ ہو گئے راہی
کہ ہوں اسلام لا کر ہادی اکرم کے ہمراہی
سرِ رہ عمرو[2] لڑکے عاص کے مل ہی گئے آکر
ہر اک معمورے سے لوٹا وہاں اسلام لا لا کر

اک اسرائلی گروہ[3] سے معرکہ

اِدھر معمورۂ ہادی سے اسرائل کی اک ٹولی[4]
وہ آکر دور دو سو کوس اک مصر[5] دگر ٹھہری
ہوا وہ مصر اسرائل کی ٹولی کا کڑا اڈہ
گروہوں سے وہ گردا گرد کے مل کر دھمک اٹھا

---

[1] حسام اللہ حضرت خالد بن ولیدؓ [2] حضرت عمرو بن العاص [3] غزوۂ خیبر [4] بنو نضیر
[5] خیبر۔

رہا ساعی کہ وہ اسلام والوں کو ادھر ٹوکے
رہا ساعی مسلسل راہ کو اسلام کی روکے

ہوا حکم رسول اسلام والوں کو لڑائی کا
کہ اسرائل کی اس ٹولی کو لوہا لے کے دے دھکا

وداع کا آٹھواں[۱] کم سال اک ماہ محرم ہے
کہ آمادہ لڑائی کے لئے ہادی اکرم ہے

سواروں اور رہواروں کی دو دو سو کی اک ٹولی
رواں ہے اس لئے ٹولی سے اسرائل کی لے "ہولی"[۲]

لڑائی ہو گئی مارے گئے کاٹے گئے سارے
رواں گھر کو ہوئے اموال کو رکھ رکھ کے ہرکارے

علی[۳] اس معرکے کے اصل اور اصل الاساس آئے
حصارِ مصر[۴] کے در کو اکھاڑا اور اُسے لائے

دلاور[۵] سارے آئے کر کے ہلا رہ گئے سارے
اکھاڑے کس طرح اس در کو کوئی ہر طرح ہارے

وہ ٹس کا مس کہاں ہو، ہر دلاور ہار کر لوٹا
علی کے اک ہی ٹھوسے سے وہ در اکھڑا ہوا لوکا

ورار کامگاری[۶] اک رسالہ اور آمادہ
ہوا اک دوسری ٹولی[۷] کو اسرائل کی دے دھکا

---

۱ سنہ ۸ھ محرم یا جمادی الاولی کا مہینہ تھا۔ ۲ "ہولی" سے یعنی بنو نضیر اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ ہولی کھیلے خطرناک لڑائی لڑے۔ ۳ درِ خیبر جس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے تنہا اکھاڑا تھا ان کا اس جہاد میں زیادہ حصہ تھا اس لئے انہیں اصل الاساس سے تعبیر کیا گیا ۴ قریب ستر آدمی اس کو ہلانے سے عاجز تھے ۵ ٹس کا مس یعنی دکھائی دیا اسکا استعمال ہماری پوربی زبان میں عام ہے ۶ خیبر کی جنگ سے فارغ ہونے اور کامیاب ہونیکے بعد ۷ یہود فدک (صادق)

مگر وہ صلح کرکے ہوگئی گم صم لڑائی سے
وہ ٹولی ڈر گئی اسلام والوں کی کڑائی سے

معاہدہ صلح کے رہ گئے عمرہ کی ادائگی

رہا طے کارواں اسلام والوں کا اِدھر لوٹے
رہا طے آکے اگلے سال عمرے کو ادا کرلے
رہے نہ دار کوئی اسلحہ ہو گھر کو رکھ آئے
کرے عمرہ، رہے صم گم، کئے عہدوں کا ڈر کھائے
اسی کی رو سے ہمدردوں بدکاروں کی اک ٹولی
گئی نہ ادا عمرے کو کرکے گھر کو آ لوٹی

اہل روم[1] کے لئے اہل اسلام کی اول مہم

لڑائی روم والوں سے لڑے اسلام کے ٹولے
کوئی دو مرحلے[2] آگے وہاں دار المطہر[3] سے
ہوئی داعی لڑائی کی ہلاکی کوئی ہم دم[4] کی
رہی سعی الم گر روم کے مردود[5] حاکم کی

---

۱ سریہ موتہ ۲ مدینہ طیبہ سے شام کی جانب تین چار منزل کے فاصلہ پر شہر بلقار کے مضافات میں بیت المقدس سے تقریباً ۲ منزل کے فاصلہ پر واقع ہے ۳ بیت المقدس ۴ حارث بن عمیر ۵ عمرو بن شرجیل گورنر بصرہ

رہے ہم دم گئے گھر آ رسول اللہ کا[1] لے کر
رہا سرکار کو مردود وہ حاکم اَلَم دے کر

وداع کا آٹھواں[2] ہے سال معمولی سی اک ٹولی
لڑائی کو گئی ٹولے دھاکڑ رومؔ[3] والوں کی

رہا اک عسکرِ عکار[4] رومی معرکہ آرا
لڑا، کودا مگر عسکر سے معمولی[5] ہی وہ ہارا

آلا کامگاری مل گئی اسلام والوں کو
ہوئی رسوائی کم حوصلہ رومی دلالوں کو

معرکۂ مکہ مکرمہ[6]

کھلا کم عہد[7] گمراہوں سے کم عہدی کا در لوگو
رہے مامور عہد گاؤں[8] کے ہادی مگر لوگو

رواں مکہ کو ہے حکمِ رسول اللہ کا حامل[9]
کہ عہد گاؤں محکم عہد ہے اس کے رہو عامل

اگر اس سے الگ ہو گاؤں والا عہد ٹوٹا ہے
اٹل ہے عہدِ سرامری[10] رسول اللہ کا لکھا ہے

مگر گمراہ صلح و عہد سے اک دم الگ ہو کر
ہوئے کم عہد در کم عہد دے کر عہد کو ٹھوکر

---

[1] خطِ پیغام [2] ۸ھ [3] مضبوط تقریباً ڈیڑھ لاکھ فوج رومیوں کی تھی [4] ڈیڑھ لاکھ [5] مسلمانوں کا لشکر صرف تین ہزار پر مشتمل تھا [6] فتح مکہ [7] بدعہد [8] صلح حدیبیہ [9] بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں یا بنو خزاعہ کے مقتولوں کی دیت ادا کریں یا معاہدے کے فسخ ہونیکا اعلان کریں [10] مندرجہ تینوں باتوں سے انکار

ہوا عہد اٹل[1] کم عہد لوگوں سے لڑائی کا
ہوا حکم رسول اللہ حملوں کی کڑائی کا
وداع کا آٹھواں ہے سال ماہ صوم[2] کی دس کو
ملا آرڈر کہ مکہ عسکرِ اسلام راہی ہو
رواں ہے عسکر اسلام کی سو دس[3] کی دس ٹولی
اٹھے گی اس سے مکہ کے ہر اک مردود کی ڈولی[4]
رکا وہ کارواں مکہ کی اک وادی کے وسط[5] آکر
رہے ہر آدمی ہے حکم ہادی آگ سلگا کر
کہ ساری وادی ہی اس آگ کی لو سے دہک اُٹھے
رکا ہے کوئی عسکر والوں کو بھک اٹھے
اُدھر آئے کئی سردار مردودوں[6] کے رکھوالے
لگا اس طرح کہ اسلام کا عسکر اسے کھا لے
مطالعہ کر کے لوٹے اور کہا مکہ کے لوگوں سے
کہاں ہے حوصلہ کس کو؟ لڑے اسلام والوں سے
کہا اسلام لے آور ہے گا ہر کوئی سالِم
لڑائی سے الگ آ ور ہے گا ہر کوئی سالِم

---

[1] ۸ھ [2] ۱۰ رمضان المبارک بروز چہارشنبہ بعد العصر [3] دس ہزار صحابہ کی جمعیت [4] جس کو اصطلاح میں کھٹیا کھٹنا بولتے ہیں [5] وادی مرالظہران [6] ابوسفیان بن حرب، بدیل بن ورقہ، حکیم بن حزام [7] دروازہ [8] ابوسفیان اور دوسرے سردار جن کی گفتگو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو چکی تھی [9] اسلحہ اور سامان حرب وغیرہ [10] انصار و مددگار [11] طواف [12] خانہ کعبہ [13] کالے حقیقی معنی مراد نہیں بلکہ کالے سے مراد وہ بت ہیں جن میں کفر بھرا ہوا تھا [14] جب آپ کسی بت کے پاس گذرتے تو فرمادیتے جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَهُوْقًا۔

کواڑوں کو لگالے کوئی گھر سردار کے آئے
رہا ہوگا اگر کوئی حرم کے دوار کے آئے
رسول اللہ کا حکم ہے حکم عالی مرد عالی کو
لڑائی کس لئے ہو اسلحہ ڈالو رہائی لو
گھروں کو گھس رہا ہر آدمی رکھ رکھ کے آلوں کو
ملی ہر کامگاری اس طرح اسلام والوں کو
ورار کامگاری ہے رواں سوئے حرم ہادی
لیے ہے ہمراہ سارے لوگ ہمدم اور امدادی
مکمل دورہ دار اللہ کا کر کے رسول اللہ
سواری سے حرم کے آگئے آگے رسول اللہ
گرائے لے کے لکڑی سے دھرے سارے الٰہوں کو
حرم کے گرد مٹی کے گھڑے سارے الٰہوں کو
ہے دو سو ایک سو ساٹھ مٹی کے الٰہ کالے
گرے رو دھر کے مٹی سے وہ مٹی کے گڑھے ڈھالے
کہا مکہ کے اے لوگو رواں ہے دور گمراہی
علو حاصل ہوا کلمہ کو لاعلمی ہوئی راہی

نوٹ :- اس صفحہ کا حاشیہ گذشتہ صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

ورادِ معرکہ اہلِ مکہ کے ہمراہ رسول اللہ کا سلوک

مکمل دورِ داعیِ اللہ کا کرکے مرے ہادی
کھڑے ہو کر حرم کے در سے اہمال[1] و رہائی دی

کہا ! لوگو مکمل ہو رہا اسلام کا وعدہ
علوِ اسلام کو حاصل ہوا مٹ کر رہے اعدا

کہا ! رحم و کرم اسلام کا ہے کام اے لوگو
سلوک عمدہ رہے گا عام اک اعلام ہے لوگو

ہلاکی سے رہے گا دور ہر اک واسیِ وادی
مگر اللہ کے اعدا کہ وہ اس کے رہے عادی

مگر وہ لوگ سولہ[2] ہی رہے اللہ کے اعدا
ہلاکی کے لئے ہر اک کی ہادی کا رہا وعدہ

کسی کو کوئی اس گڈ کا ملے اس کی ہلاکی ہے
علاوہ اس کے ہر اک کی رہائی ہی رہائی ہے

---

[1] چھوڑ دینا [2] حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے بعد عام معافی کا اعلان کر دیا مگر پندرہ یا سولہ لوگ ایسے تھے جو انتہائی گستاخ دریدہ دہن تھے ان کے لئے حکم ہوا کہ وہ جہاں کہیں اور جب کو ملیں ہلاک کر دیا جائے۔ صادق

رسول اللہ کا سردارِ مکہ کے لئے رہائی کا اعلام اور اس کا اعلامِ اسلام

رہا سردارِ مکہ اہلِ مکہ کا عَلَم والا
مگر ہادیِ اکرم کے لئے صد ہا الَم والا
رہا ہر عسکرِ اعدا کا وہ سردار ہر لمحہ
دلاور، ہَم ہمہ والا رہا دلداد ہر لمحہ
ملے لے کر اسے سرکار سے عَمِّ[1] رسول اللہ
رہائی کا ہوا اس کے لئے حکمِ رسول اللہ
ہوا مسرور حکمِ ہادیِ اکرم سے لہرا کر
رسول اللہ کے آگے رہا اسلام وہ لا کر

معرکۂ[2] وادی اوطاس

درارِ[3] معرکہ اسلام لائے عام لوگ آ کر
مگر دو گُڈ[4] رہے وہ رہ گئے اس شے[5] سے الم کھا کر

---

[1] حضرت عباس رضی اللہ عنہ [2] غزوۂ حنین، حنین طائف اور مکہ مکرمہ کے درمیان ایک وادی ہے اور اوطاس حنین کے قریب ایک مقام ہے۔ حضرت ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ دشمنوں کے تعاقب میں وہاں تک گئے تھے اور ان کو زیر کر کے لوٹے تھے [3] یعنی معرکۂ مکہ مکرمہ (فتح مکہ) [4] ہوازن اور ثقیف [5] فتح مکہ کی وجہ سے انہیں غیرت آئی اور آمادۂ جنگ ہو گئے۔

وہی اسلام والوں سے لڑائی کے لئے آئے
وہی اوطاس و وادی آکے اہل اللہ سے ٹکرائے
ہوئی سردارِ[1] اسلامی کو اس حملے کی آگاہی
ہوئے اک عسکرِ طرار وہ لے کر وہاں راہی
وہ دس دس[2] سو کی دس ٹولی رہی معمورے[3] سے آئی
علاوہ اس کے دس دس[4] سو رہی اسلام وہ لائی
عدد اور اسلحے سے عسکری کوئی صدا[5] آئی
کہاں ہم کو ملے گی اس کے آگے کوئی رسوائی
صدا اس آدمی کی لگ گئی مکروہ مولا کو
لگا مکروہ وہ کلمہ کڑا اللہ واعلیٰ کو
ہوا اکھڑی[6] اسی سے اولاً اسلام والوں کی
سہام اک لگ گئی اس طرح لاحاصل[7] والوں کی

---

[1] یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم [2] دس ہزار مہاجرین و انصار [3] جو مدینہ سے ساتھ آئے تھے [4] دو ہزار نو مسلم تھے جو فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے [5] بعض صحابہ حتیٰ کہ حضرت ابوبکر صدیق کی زبان پر بھی یہ کلمات آ گئے تھے کہ آج تو ہم مغلوب نہیں ہو سکتے اسلامی لشکر کی تعداد اور اسلحہ دیکھ کر ایسا کہہ گذرے تھے اور یہ بات خدا کو ناپسند آ گئی کیونکہ اس میں کچھ تعلّی کی بو تھی۔

[6] جب اسلامی لشکر وادی حنین میں پہنچا تو دشمن پہاڑ کی گھاٹیوں میں چھپے بیٹھے ہوئے تھے فوراً مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے اور اسلامی لشکر کو پسپائی کا سامنا دیکھنا پڑا

[7] لاحاصل اس لئے کہ بالآخر ان کو بہت بری ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔

(سیرت خاتم الانبیاء)

ہوا اس طرح کہ کہسار سے ٹک کر بہے اعدا
ہوئے وہ حملہ آور کھول کر دل، مار کر ہلا

ملی اسلام کے عسکر کو دھوکے سے گراں حالی
ہوئے وہ ٹکڑے ٹکڑے رہ گئے واں حاکمِ عالی

صدا سرکار کی آئی اِدھر آؤ اِدھر آؤ
رسول اللہ ہوں لوگو، ڈٹو، للکار کر آؤ

صدائے ہادیِ اکرم سے دوڑے اور للکارے
کہا ہم آگئے، ہادی ہمارے، آگئے سارے

اکٹھا ہو کے گِردِ ہادیِ اکرم لڑے ڈٹ کر
ہوئے وہ حملہ آور گرم ہو کر اور ہی کھٹ کر[1]

اِدھر ہادی مرے اک مٹھی مٹی لے کے دم کر کے
سوئے اعدا گئے اور ڈال دی اعدا کے ہر سر سے

مدد اللہ کی آئی ڈرے اسلام کے اعدا
مکمل ہو رہا اس طرح سے اللہ کا وعدہ

مآلاً کامگاری مل گئی اسلام والوں کو
ہوئی مکروہ، کڑوی ہار دو ٹکڑی دلالوں کو

---

[1] کھٹ کر یعنی جم کر، یہ لفظ ہماری پوربی زبان میں عام ہے ـــــ صادق

معرکۂ عسرہ[1]

ہوا اک کارواں سے روم کے معلوم ہادی کو
کہ حاکم روم کا حملہ کرے گا ہرکلس[2] لکھ لو

سہام[3] اک لگ گئی دل کو رسول اللہ کے آکر
دکھی دل ہو رہا ہادی اکرم کا الم کھا کر

ہوا دکھ اس لئے کہ اس گھڑی اسلام والوں کا
گراں سالی سے اگلے سال کی کھٹکا رہا کھٹکا

کڑی گرمی کا موسم اور وہ موسم کٹائی کا
رہا دکھ دہ کسی سے اس گھڑی کوئی لڑائی کا

لڑائی ہوگی اہل روم سے ہے حکم داعی کا
ہوا اس واسطے ڈٹ کر ارادہ اس لڑائی کا

ہر اک اسلام والا حکم ہادی سے ہے آمادہ
لڑے گا ہر کوئی ہر حال ہادی سے ہوا وعدہ

ہوا حکم رسول اللہ کل اموال دے کوئی
کوئی اک دو کوئی دس اور آدھا مال دے کوئی

عمر گھر آئے آدھا رکھ کے آدھا مال لے آئے
گئے ہمدم مکرم[4] گھر کا سارا مال لے آئے

---

[1] غزوہ تبوک کو سخت آزمائشی حالات کی وجہ سے غزوہ عُسرہ بھی کہتے ہیں عسرہ کے معنی تنگی کے ہیں۔
[2] ہرکلس حاکم روم [3] سہام بہ معنی تیر [4] حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ — صادق

گلے کا طول[۱] والا آٹھ واک[۲] سو اور سو گھوڑے

عطار عسکری دامادِ ہادی[۳] لے کے واں آئے

رُکا اک[۴] مصر آ کر عسکرِ طرار اسلامی

کہاں حاکم کہاں رومی کہاں اس کا کوئی حامی

رہا وہ حمص[۵] کس سے، کس طرح سے معرکہ ہوگا

لگا وہ عسکرِ اسلام سے ڈر کر رُکا ہوگا

اکا اک آدھ[۶] مہ اس گاہ[۷] ہر اک ہمدم دائی

کہاں حاکم ہوا وہ معرکہ کے واسطے ساعی

رسول اللہ معمورہ کو ملک روم سے لوٹے

لگا دی آگ گھر کو آ کے ہر مکار لوگوں کے

وہ گھر[۸] مکار لوگوں کا رہا دھوکے کی اک ٹٹی

کہ ہوا اسلام کو اس گھر سے مکاروں کے رسوائی

وہ گھر" اللہ کا گھر" سے رہا موسوم اے لوگو

ہوا وحی الہٰی[۹] سے اِدھر معلوم اے لوگو

ہوا حکمِ الہٰی گھر کو اس مسمار کر ڈالو

لگا کر آگ اس کو ملک[۱۰] کے سردار کر ڈالو

کہاں" اللہ کا گھر" گھر وہ مکاروں کا دھوکہ ہے

وہ مکاروں کا گھر ہے اور مکاروں کا اڈہ ہے

۲- [۱] اونٹ مراد ہے نو سو اونٹ اور ایک سو گھوڑے حضرت عثمانؓ نے دیئے [۳] حضرت عثمانؓ [۴] تبوک یہ ایک چشمہ کا نام ہے [۵] روم کا ایک شہر ہے [۶] پندرہ روز [۷] تبوک [۸] مسجد ضرار [۹] قرآن کریم میں اس کا تذکرہ موجود ہے وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِينَ الخ (باقی حاشیہ ص ۱۹۲ پر)

اسلام کے لئے ہر ممالک سے گروہوں کی آمد

رہا ہر اہل مکہ اسم سے اسلام کے ڈاہی[۱]
رسول اللہ[۲] کا اسلام والوں کا عدو کاہی

رہی کوسوں اسے اسلام کے ہر کام سے دوری
اسے حاصل رہی ملک دگر کی ساری معموری[۳]

ہراس وڈر رہا ساروں کو مکہ کے دلالوں سے
اسی سے دور دہ کوسوں رہے اسلام والوں سے

ہوئی ہمدرد کی معرکہ[۴] سے راہِ اسلامی
ہوئے مکی دگر ملکی رہِ اسلام کے حامی

کہاں اعداد[۵] کا ہے علم آمد کا گروہوں کی
رہا ہے سلسلہ در سلسلہ آمد کا لوگوں کی

رہے صد ہا گروہ اس سال درگاہ رسول آئے
عدو آکر رہے اسلام کے اسلام کے سائے

(باقی حاشیہ صفحہ ۱۹۶ کا) یہ جگہ مسجد قبا کے قریب خالی پڑی ہے نحوست کی وجہ سے وہاں چرند پرند بھی نہیں جاتے

نوٹ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں ۱ حاسد ۲ جانی دشمن ۳ ہر ایک پران کا تسلط تھا ۴ فتح مکہ ۵ یوں اہم اہم وفود کی تعداد اڑتیس بتائی جاتی ہے، عام وفود کی تعداد کا کیا اندازہ۔ صادق

ہوا معمور گھر گھر کلمۂ اسلام سے سارا
ہوا اسلام کا وہ گُڈھ[1] کہ کل لڑ کر رہا ہارا

رسول اللہ سے آ کر ملا ہر ہر عدو عادی
ہوا اسلام لا کر کہہ کے کلمہ حامیِ ہادی

کئی اک ہمدمِ ہادی گئے اک اک مہم لے کر
وہ لوٹے کامراں اسلام کا آہار[2] دے دے کر

رہا اٹھواں واک[3] اور سال دسواں[4] اس طرح سارا
گروہوں کی رہی آمد کہ ہوا مطار کی دھارا

درا معرکہ اس طرح دورِ اسلام کا لوٹا
ہوا ہر گاؤں و گھر اسلام والوں کا ادھر دورا

عدو اسلام کے ہر سو سے معمولی کلاں[5] آئے
رسول اللہ کے در آکے وہ اسلام ہی لائے

ہوا وعدہ رسول اللہ سے اللہ کا کامل
کہ اس وعدے کی ہے وحیِ الٰہی[6] ہر طرح کامل

---

[1] قبیلہ ثقیف [2] خوراک [3] سنہ ۹ھ [4] سنہ ۱۰ھ [5] سرداران و عام لوگ [6] اِذا جآءَ نَصْرُ اللّٰہِ الخ جس میں اسلام کی فتح کا اللہ تبارک و تعالیٰ نے وعدہ کیا تھا وہ "فتح مکہ" کی صورت میں پورا ہوا اور اسلام کا راستہ ہر چہار جانب سے کھل گیا اور لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہونے لگے۔

صادق

احرام اسلام[1]

روان ہے سال دس[2] کی ماہ دس کے ماہ اگلے کو
مراہادیؐ کرے احرام و عمرہ اور مکہ ہو
رہا اک لاکھ ہمدم اور مددگاروں کا اک کا وا[4]
رہا ہر ملک کا ہر گاؤں کا ہر ہر گلی گھر کا
رُکے اک مرحلہ آکر لکھوکھا آدمی آئے[5]
رسول اللہ کے ہمراہ ہمدم اور ہمسائے
ہوا حکم رسول اللہ لوگوں کو کہ مُحْرِم ہوں
علوم وحی سے ہر لوگ مالامال و مُکرّم ہوں
رسول اللہ کا احرام اول الوداعی ہے
کہ احرامِ وداعی اک طرح اصلاً وداعی[6] ہے
مکمل ہوگئے احکام اس احرام کے سارے
مکمل ہوگئے ہر کام اس احرام کے سارے
ہوئے لوگوں سے ہادی کو وہ رحمۃ[7] ہم کلام آکر
اصولی درس لائے سارے لوگوں کے امام آکر

لے حجۃ الوداع ٢ے ذی قعد ١٠ھ ٣ے گیارھواں مہینہ ٤ے آدمیوں کی بھیڑ نا ختم ہونے والا سلسلہ ٥ے یعنی آئے ہوئے ٦ے حجۃ الوداع اور اس کا خطبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کی خبر دیتا ہے ٧ے عرفات تشریف لے جاکر آپ نے نصائح و حکم سے پُر آپ نے ایک مفصل و بلیغ خطبہ دیا ۔ صادق

رسول اللہ صلی اللہ علیٰ رسولہٖ وسلم کا درس

اساسی

کہا اللہ واحد ہے کوئی ہمسر کہاں اس کا
کہا لوگو مکمل ہو رہا اللہ کا وعدہ
مدد حاصل رہی اِس کو سدا اللہ کی ساری
مٹی اُس کی مدد سے ساری گمراہی و مکاری
کہا لوگو کلامِ مرسِل داور گرہ کر لو
کہا لوگو کلامِ مرسِل داور کو تو دھر لو
کہا لوگو مکرم وہ سوا ہے سارے لوگوں سے
کہ لوگوں سے سِوا ہو اس کا دل اللہ سے ڈر کے
کہا سارے کے سارے لوگ ہو اولادِ آدم کی
رہے مٹی کے آدم اس لئے ہر لوگ ہو مٹی
کوئی مملوک و مالک ہو کہ گورا ہو کوئی کالا
مساوی ہے ہر اک کوئی کہاں معمولی و اعلیٰ
کہا لوگو مکرم ہے وہی اللہ کے گھر سے
کہ اُس کا دل رہے معمور اک اللہ کے ڈر سے

کہا لوگو اگر ہو مالکوں کا مال لوٹا دو
کہا دے دو اگر لوگوں کا کوئی مال رکھے ہو
سلوک عمدہ کرو گھر والوں سے اللہ سے ڈر کر
سلوک عمدہ کرو کم مالوں سے اللہ سے ڈر کر
سلوک عمدہ کرو گھر والی سے اللہ سے ڈر کر
سلوک عمدہ کرو کم حالی سے اللہ سے ڈر کر
کہا لوگو رہو مملوک اک اللہ واحد کے
کہا لوگو رہو عامل سدا احکام کے اس کے
کہا لوگو کلام اللہ و اسوہ لے لو داعی کا
عمل ہر کامراں ہوگا ہر اک عامل کے ساعی کا
کہا لوگو رہو مل کے ہر لوگوں کے کام آؤ
ہوئی گم رسم گمراہی رہ اسلام دکھلاؤ

اٹھے لوگ اور کہا احکام ہم کو مل گئے سارے
کہا آگاہ کردو اس سے ہر لوگوں کو ہر دوارے[1]

کھڑے آکر ہوئے وہ کوہ رحمہ سے اسی وادی
دعاگو ہو رہے اللہ سے رو کر مرے ہادی

ہوا[2] وحی الہٰی وہ کلام اللہ کا حصہ
ہوا اسلام کامل (رہاں) کرم کامل ہوا اس کا

---

[1] یعنی ہر ہر دروازے جو غائب رہے ہوں۔ [2] اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا

رسول اللہ کا سالِ وداع عسکرِ اسامہ[1]

مرے ہادی اکرم لوٹ کر مکہ سے گھر آئے
ہوا حُمّٰی و سر کا درد ہادی کو مرے، ہائے
رہے احوال ہادی کے دکھی اس درد کے آگے
کہاں اس درد کا احساس عالی مرد کے آگے
ہوا معلوم اہلِ روم ہوں گے معرکہ آرا
رہا آگے سمٹ کر اس کے حُمّٰی، درد سر سارا
اسامہ[2] کو ہوا حکم رسول اللہ اس لمحہ
اُسامہ کو ہوا امرِ رسول اللہ اس لمحہ
رواں ہوں روم کو اس کا لڑائی کا ارادہ ہے
کہ ہل کر کئی اک سے کرڑائی کا ارادہ ہے
دکھی دل ہو کے وہ عسکر کو لے کر ہو گئے راہی
کئی سر کردہ[3] ہمدم ہو گئے عسکر کے ہم راہی
رواں ہو کر کسی اک مرحلہ وہ کارواں ٹھہرا
دگر ہے حال ہادی کا سوا حد سے گماں ٹھہرا
رُکا وہ کارواں اسلام کا اس گاہ رو رو کر
مکرم ہر دو ہمدم[4] لوٹ کر آئے دکھی ہو کر

---

[1] سریۂ اسامہ [2] حضرت اسامہؓ جو اس سریے کے امیر ہے [3] حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت عمرؓ، حضرت ابو عبیدہؓ جیسے اکابر شامل تھے [4] حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما

کئی اک ہمدموں کو ہو رہا احساس و آگاہی[1]
کہ ہوں گے ہادیٔ اکرم رہِ اللہ کے راہی
ہوا طے سارے گھر والوں[2] سے کہہ کر رائے لے لے کر
کہ سرکارِ دو عالم ہوں عروس[3] لاڈلی کے گھر

رسول اللہ کا وصال و الوداعی لمحے

ہوا وہ دردِ سر ہادیٔ اکرم کا سوا حد سے
کہ دار اللہ آ کر ہوں کھڑے ہمراہ لوگوں کے
اٹھے اک لمحہ لوگوں سے ہوئے وہ ہمکلام آ کر
کہو ہوں ہمدمِ اکرم عمادوں[4] کے امام آ کر
دس و سادس[5] و اک علمار کا لکھا ہے عمادوں کے
رہے اکمال کے ساعی وہ ہادی کے ارادوں کے
وصال سعد[6] سے سہ[7] وار اول ہی مرے ہادی
ہوئے دار ذوہاں لوگوں سے آ کر ہمکلامی کی

---

[1] اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ الآیۃ کے نزول سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس کا احساس ہو چلا تھا کیونکہ جس وقت آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی تو وہ رو رہے تھے۔ [2] ازواج مطہرات سے مشورہ و اجازت لی اور ہر ایک نے اجازت دے دی کیونکہ مرض طویل و سخت ہو گیا تھا اور ہر ایک کے یہاں پہنچنا تقریباً ناممکن تھا۔ [3] حضرت عائشہ رضی [4] عمادوں نمازوں [5] ، ۱۷ نمازیں حضرت ابوبکر رضی نے پڑھائیں اور آنحضور صلعم کو بخار مسلسل تیرہ دنوں تک رہا [6] وصال مبارک [7] تین دن یا پانچ دن کے بعد پھر ایک مرتبہ آپ باہر تشریف لائے۔

سوا ہے ہمدم[1] اکرم ہمارا ہمدم عالی[2]
ہوا حاصل سہارا ہمدمی سے اس کی ہر مالی
کہا ہر در کہ دار اللہ سے ہوں لگ کے لوگوں کے
سوا ہمدم مکرم کے رہے اس ہر اک رگ کے
سحر ہے سوم[3] کی اور ماہ سوم[4] کی ہے وہ دس[5] دو
ہوئے آ کر کھڑے سرکار لگ کر گھر کے اس در کو
مطالعہ کر کے لوگوں کو عمادی[6]، مسکرا اٹھے
رہے ہادی کے وہ لمحے وداعی[7] مسکراہٹ کے
درود اس کو سلام اس کو ہو آل اولاد کو اس کی
کہ ہر اک ہمدم کو حق وہ کہ ہوئے ملکِ عدم راہی

---

[1] محسن [2] حضرت ابو بکر صدیق رض [3] دوشنبہ کی صبح [4] ماہ ربیع الاول [5] ۱۲ ربیع الاول لیکن حافظ ابن حجر نے ۲ ربیع الاول لکھا ہے اور کہا ہے غلطی سے ۲ کا بارہ ہوگیا ہے اور عربی میں ثانی شہر ربیع الاول کا ثانی ربیع الاول ہوگیا ہے۔ (سیرت خاتم الانبیاء) [6] نمازی [7] وصال

اہلِ مُطالعہ سے

کرم ہی سے ہوا اللہ کے اِہمال حصّے کا
کرم ہی سے ہوا اللہ کے اِکمال حِصّے کا
اگر کوئی کسی کو سہو حاصل ہو رسالے سے
کرے لکھ کر کلام وہ اس معرّیٰ کار والے سے
وصول اِس سعی کو مولیٰ کرے احساس کاری دے
دو عالم کی مرے مولیٰ دوامی کامگاری دے

ص عَلے ص

داعیِ اسلام کے متعلق پاکستانی علماءِ کبار کے فرمودات

آپ نے تو بہت ہی مشکل اور بڑا اہم کارنامہ انجام دیا ہے میں انشاء اللہ اس سلسلہ میں تفصیلی خط لکھوں گا۔

(مولانا) محمد تقی عثمانی۔ دار العلوم کراچی

یہ کتاب مولانا ولی رازی کی کتاب "ہادی عالم" کے طرز پر منظوم بلا نقط سیرت کی کتاب ہے جس کے مصنف ہندوستان کے صادق بستوی صاحب ہیں۔ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں۔ یہ انہوں نے بہت ہی مشکل کام کیا جو ایک بہت ہی اونچی صلاحیت والا آدمی کر سکتا ہے۔

(مولانا) سلیم اللہ خان
شیخ الحدیث جامعہ فاروقیہ۔ کراچی

میں اس کتاب کو دیکھ کر خوشی محسوس کر رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی یہ کتاب مجھ تک پہنچی تھی۔ میں اپنے لئے بہت ہی بڑی سعادت سمجھتا ہوں کہ صادق صاحب نے اس عظیم کتاب کو "ہادی عالم" کی نسبت سے پیش کیا ہے۔ جہاں تک اصلاحی مقامات کی نشاندہی کی بات ہے تو میں صادق صاحب کو استاد سمجھتا ہوں اور اس کتاب کو بطور ہدیہ وصول کرتے ہوئے اپنی حوصلہ افزائی کا سبب محسوس کرتا ہوں۔

(مولانا) محمد ولی رازی
مصنف "ہادی عالم"۔ دار العلوم کراچی